U17875 P Date - 10-K-07

Title - DAFTAR SHUGARF

Creator - Asghar Ali Khan Naseem.

Publisher - Matba Mustafai (Lucknow).

Date - 1285 H

Pages - 250

Subjects - Urdu Shayari - Daweween-o-Kulliyaat
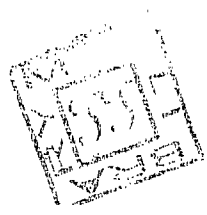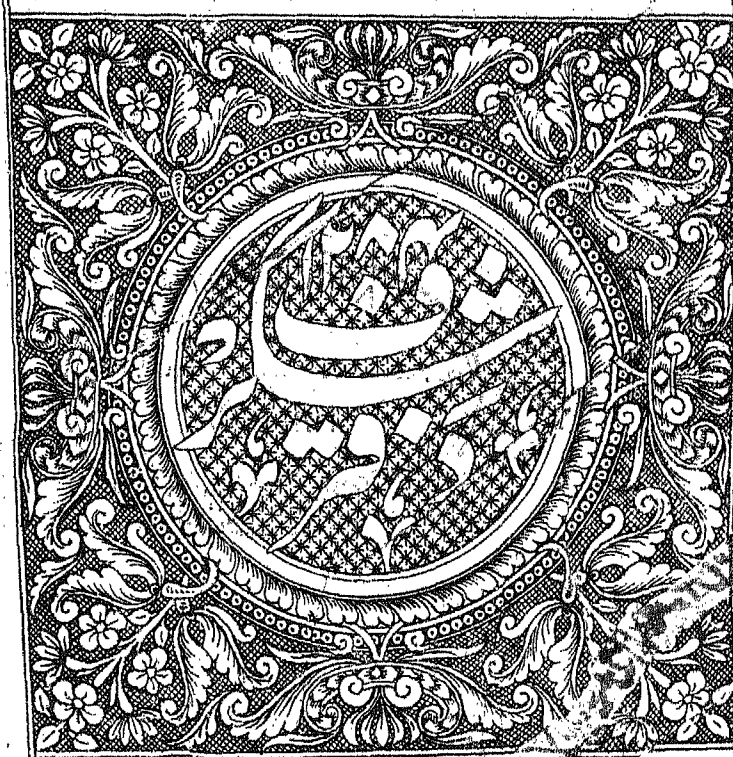
بسم اللہ الرحمن الرحیم

نسیم انفاس افلاکیان نے چمن آرائی گل توحید سے نکہت فروشی ہی کہ جسنے تختہ
خاک کو لالہ رخان سبزہ رنگ سے دامان گلچین بنایا شمیم سنبل آہ خاکیان نے بہار
پیرائی ریاحین تحمید سے نافہ در آغوشی ہی کہ جسنے گل خورشید کو طرہ دستار افلاک
فرمایا چمنستان سخن آبیاری نعت اوس سرچشمہ ہدایت سے شاداب ہی کہ جسکی زلال
بشارت جَنّٰتٌ تَجرِی مِن تَحتِہَا الاَنہَار نے تشنگان وادی ارادت کو سیراب کیا
گلستان معانی آب جوی منقبت اوس نگارستان نبوت سے سرسبز ہی کہ جسکے نخل تمنا کو باغبان
قدرت نے آبشار اِنَّا اَعطَینٰکَ الکَوثَر سے آب دیا صدر نشین مسند قاب قوسین
او ادنیٰ سرور عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آفرینش شاخ قلم گلفشانی درود آل اطہار
ہی کہ جنکی فیض مقدم سے حدیقہ خزان رسیدہ امت مرتبہ صحن فردوس کا پایا برگ
و بار گلبن زبان ستایش صحابہ کبار ہی کہ جنکی حسن تدبیر نے خیابان ہدایت کو خار
ضلالت سے پاک فرمایا آوارہ کوی ناکامی نام آور عالم گمنامی خارچین گلشن طبع سلیم
شیخ امیر اللہ تسلیم ارباب سخن کی خدمت مین التماس آرا ہی چہرہ شاہد مضمون نو سے
نقاب کشا ہی یعنی سنہ ۱۲۴۲ ہجری مین شاعر رنگین بیان نکتہ ور رشک سحبان ہمپایہ قدسی و کلیم

جناب میرزا محمد اصغر علیخان نسیم ابن نواب آقا علی خان قاچار شاگرد جناب حکیم
محمد مومن خان اسکنہم اللہ فی فرادیس الجنان خطۂ پاک دہلی سی لکھنؤ مین تشریف فرما
ہوئی غلغلۂ شیوا بیانی آوازۂ نکتہ دانی بلند ہوا اکثر صغار و کبار و امرای روزگار
فیضیاب تلمذ حضرت والا ہوی ہر طرف شاعری کی دہوم ہوئی معاملہ بندی کی حقیقت
معلوم ہوئی فصاحت نے سبکی زبان پر زہر کہایا بلاغت نے زمین شعر کو آسمان بنایا واقعی
چستی بندش مین کچہ کلام نہین سوائد کا کہین نام نہین با این ہمہ خدام والا کو کبھی ترتیب
دیوان کا خیال نہ آیا بسبب وارستہ مزاجی اور عالی ہمتی کی کچہ فراہم نہ فرمایا ہر پارۂ جگر
صورت دل پریشان ہو گیا صفحۂ عالم سی مثل خیال باطل بی نشان ہو گیا کئی مثنویان
موزون فرمائین کوئی ناتمام رہی کسی کا پتا نہین ایک جلد الف لیلی کی باقی رہی نظر
ثانی کی نوبت نہ آئی چہپ گئی آخر کو ۱۲۹۲ سنہ ہجری مین چہاردہم ماہ رمضان المبارک کو
دار فانی سی برخاستہ خاطر ہوی حریم حرم عالم جاودانی مین حبیب گویان حاضر ہوی
ہر ایک کی زبان پر انا للہ و انا الیہ راجعون آیا شعر و سخن کو خاک بسر داغ بر دل پایا
اکثر شاگردون دوستون نی تاریخین وفات کی موزون فرمائین بل تحریر بدایین ہمت
اندراج پائین الحال امیر اعظم رئیس معظم افسر ملک معانی فرمان فرمای کشور سخندانی جناب
نواب محمد تقی خان بہادر دام اقبالہ ابن نواب صادق علی خان بن نواب
اصغر علیخان ابن نواب محمد علیخان بہادر سالارجنگ برد اللہ مضجعہم نی کچہ کلام جو
پرچہ جا بجا سی فراہم کیا بکمال شوق و سعی نہایت ایک دیوان ترتیب پایا کہ استاد
مغفور کا بعد وفات کچہ یادگار رہی بی نشان ہو کر بہی پنہا سی نشان بہ صراحت
مطبع مصطفائی مین چہپنی کی اجازت دی مصارف کی کفالت کی اللہ تعالے
ایسی رئیس باہمت اور شاگرد استاد پرست کو سعادت ازلی عطا فرمائی کونین مین
ترقی جاہ و دولت سی سرفراز و ممتاز رکہی آمین یارب العالمین قطعات تاریخ وفات

از جناب نیر الدوله مدبر الملک منشی میر ظفر علیخان بهادر جنگ اسیر تخلص شاگرد غلام همدانی مصحفی

میرزا آنکه بود کشور دهلی وطنش ۞ | صاحب علم و زباندان و خردمند فهیم
رفت از دار فنا جانب فردوس برین | باد در مرتبهٔ قرب خداوند علیم
سال تاریخ وفاتش قلم کرد رقم | شد بجوار ارم از چمن دهر نسیم ۱۲۸۲

از منشی آغا علی صاحب تخلص شمس شاگرد جناب قاضی محمد صادق خان اختر

نسیم دهلوی اصغر علی خان شاعر نامی | چو از دنیا روان شد جانب جنت بصد عزت
بتاریخ وفاتش گفت شمس این مصرع موزون | نسیم دهلوی جان نسیم گلشن جنت ۱۲۸۲

از نتائج طبع سید کاظم حسین صاحب تخلص تنویر شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب رشک

نسیم دهلوی عندلیب گلشن فکر | بباغ خلد روان شد چو شبنم سحری
چو بود شاعر رنگین کلام و رنگین طبع | پریده بلبل روحش شد از حیات بری
چو عام شد خبر مرگ او بگلشن دهر | ز بلبلان سخن شد خروش نوحه گری
سه بار ده تاریخ گفتم ای تنویر | نسیم شد بهوا داری ارم سفری ۱۲۸۲

از نتائج طبع نواب محمد تقی خان صاحب تخلص افسر شاگرد نسیم دهلوی

چو اصغر علی خان استاد کامل | سوی خلد رفت زین دار فانی
م فکر افسر پی سال رحلت | نوشتم ز ملک سخن شد معانی ۱۲۸۲

از نتائج طبع علی محمد خان صاحب تخلص ولی شاگرد نواب ظفریاب خان صاحب

چو اصغر علی خان سوی خلد شد | خزان دیده شد باغ شعر و سخن
ولی بهر سال وفات نسیم | بگو هاے استاد ملک سخن ۱۲۸۲

طبعزاد فدا علی صاحب عیش شاگرد جناب میر کلو صاحب عرش

رفت سوے نسیم در جنت | بود استاد نکته دان شاعر
عیش بنوشت سال در سحم | مرد واے واے خوش بیان شاعر ۱۲۸۲

از نواب فضل علیخان بہادر عرف لاڈلے صاحب تخلص شوق ابن نواب فخر الدولہ بہادر

چون نسیم دہلوی یکتا ے عصر — زین جہان رخت سفر بر بست ہاے
سال رحلت شوق خستہ دل نوشت — اوستاد ما ز دنیا رفت واے
۱۲۸۲

از نتایج فکر میرزا مرتضی بیگ عرف پہچو بیگ صاحب تخلص عاشق شاگرد نسیم دہلوی

شد جانب خلد اوستادم عاشق — شاہنشہ اقلیم معانی ای آہ
ہاتف تاریخ انتقالش فرمود — شاعر بے مثل بود اِنّا شد
۱۲۸۲

طبعزاد مولوی باسط علی صاحب تخلص شوکت شاگرد نسیم دہلوی

حیف نسیم دہلوی سوی جہان ہے کورون — صرصر مرگ سے ہوا خشک نہال شاعری
شوکت خستہ دل یہی سال وفات اب لکھو — آہ جہان سے اوٹھ گیا آج کمال شاعری
۱۲۸۲

طبعزاد لالہ حیراتی لال صاحب تخلص شگفتہ شاگرد نسیم دہلوی

شمع نکہت نسیم استاد — گلزار جہان سے چل بسے وای
لکہی تاریخ اسے شگفتہ — استاد شفیق و مہربان ہاے
۱۲۸۲

بلبل گلزار سخن شادی لال چمن شاگرد نسیم دہلوی

چون ز حکم خدای پاک نسیم — یافت ناگہ بباغ جنت جای
از سر درد ای چمن بنویس — وای بے اوستاد گشتم وای
۱۲۸۲

از نتیجہ طبع شیخ محمد حسن صاحب تخلص ملال شاگرد نسیم دہلوی

چون نسیم سخنور کامل — زین جہان الم فزا رفتہ
سال رحلت ملال محزون گفت — وای استاد من کجا رفتہ
۱۲۸۲

از مرزا اصغر علی بیگ صاحب تخلص گوہر شاگرد نسیم دہلوی

آج دنیا سے نسیم دہلوے — لے گئے تشریف اے دل ہای ہاے
یہ لکہی گوہر نے تاریخ وفات — شاعر بے مثل و کامل ہای ہاے
۱۲۸۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم
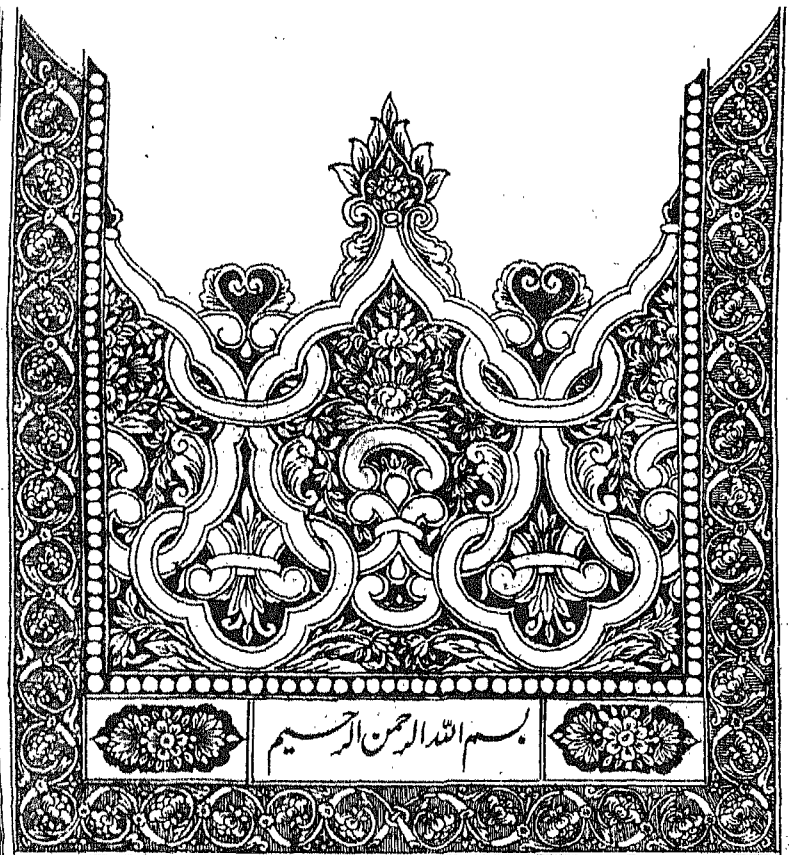
قصیدہ در مدح حضرت ابو المنصور ناصر الدین سلیمان جاہ قیصر زمان سلطان عالم محمد واجد علیشاہ خلد اللہ ملکہ

پیرہن ہین ہی اشاہد مضمون نہان
دائرہ مشکل گریبان ہی تو کاغذ دامان

ربط لفظی نے نیا قاعدہ دکھلایا آج
دہن حرف سی پیوند ہی خامی کی زبان

نظر آتا ہی ورق ناصیۂ معشوقے
ریزش کلک سی نقطون نے ہی چنی کیا افشان

ہر کشش مین ہی ہلال خم ابرو پیدا
ختم آغاز کی نونین ہین بشکل مژگان

سرخ ہین تاب مضامین سی جو نقطی تھی سیاہ
شعلۂ فکر سی ایسا ہی قلم گل افشان

طبع کو طاعت مضمون نہو کیونکر حاصل
صاحب خانہ ہی پابند مزاج مہمان

کیون نہو غرق ندامت سخن مہمل
جوشش فکر سی معنی کی اٹھی ہین طوفان

فہم جستہ نہین ہم سی میرے آگاہ
دہن زخم کو حاصل ہی کہان لطف زبان

اشعار دریل خبین سی لکھتا ہی قلم
فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلان

صدر کی صورتِ اوجِ فلکی دکھلائے
حشو مثلِ کمرِ شاہد مطلب ہی نہان

چشمۂ مہر تجلی سے ہوا عین عروض
ابتدا نیّرِ اعظم کی طرح ہی تابان

ضرب کی قسمت مین قصد سے وہ رتبہ پایا
کہ گہر ریز ہوی اہلِ سخن کے دامان

منتقص وافی و مالوف و صحیح و مجزُو
سب ہین ہین بندشِ تخئیل معقد کی نشان

سات ہین بندشِ ابیات کی شکلین لاریب
نکتہ ور دلمین سمجھ لینگی اشارات نہان

منقسم ضرب تہجی ہی برائے ترکیب
حرف سے لفظ بنی لفظ سے معنی ہون عیان

صورتِ شعر مین تبیس طرح کی ہین تنگ
علمِ اُستاد سے آگاہ نہین ہر نادان

چند اعداد افاعیل کو کہتی ہین عروض
انکی پڑہ لینی سے شاعر نہین ہوتا انسان

جُہلا کی جو پڑہی کوئی کتاب اس فن کے
سنگینے کی خلشِ فکر وہ اُستاد زبان

کہتی پہرتے ہین یہ کیا بحر ہی اور دائرہ کیا
دیکہو ہمنی بہی طبیعت سے نکالی اوزان

دیکہہ سیفی کی رسالی کو بنے خود سیفی
ہین تعجب کی قاعدہ لیکن وہ ہوی قاعدہ دان

لفظ تخبیق نہ تخنیق سمجھتے ہین کچہ
خرم اور خزم کی تحقیق مین اکثر حیران

صفت قافیہ مین ذکر اگر آجائے
پوچھین اقسام روی کی تو نہ ثابت ہو نشان

ہو جو ترکیب مضافی کی ضرورت واقع
صورت آئنہ رہ جائین سراپا حیران

پوچھی گر کوئی تو ارشاد ہو یہ از رہ طعن
فارسی گو نہین اردو کی ہین ہم قاعدہ دان

کسی استاد کا دیوان اگر کوئی پڑہے
ایک ہی بیت کی معنی نہ ادا ہون یکسان

کہتے ہین عرفی و فردوسی و خاقانی کو
جل گئی روح تک اونکی وہ کہی شعر تپان

صدقی او بیر جو نہین علمِ سخن سی آگاہ
خوش بہت ہوتی ہین کہی اگر اُستاد زبان

ای خدا کیا ہوی اُستاد سخن فہم افسوس
کیسے یہ خوبی اعمال سے بگڑی انسان

وہ عروضی نہین جو فعل و فعولن جانے
پوچھی مجھسی تو بتاؤن تجھی کچہ اسکی نشان

پہلے تخئیل کہ آغاز ہے اسپر موقوف
جسکو علّامہ طوسی نے کیا زیب بیان

اوسکے اقسام ہین جو حضرت عرفی نی لکھا
شک نہین ہین کسی طرح سمجھ رکھ ایجان

شعر بہی تین ہین مضمونی و حالی کیفی
انکی اجماع سی ابیات مین آئی نقصان

پہر ہی میزان معانی کہ تُلے ہر مضمون
بیت مطلب مین برابر نہوئی اسکی ہان

جب ملی انسے فراغت تو پڑی جھگڑا اور
پاک ہون جملۂ باہم سے زوائد پنہان

دیکہہ ہی مفرد اصلی سے مرکب کیا کیا
تثنیہ جمع ہو ہر واحد ذاتی ہین کہان

فائدہ کیا تجہی اس ہرزہ خیالی سی نسیم
بی تعلق صفت شعلہ رہی لال زبان

عاشق آل نبی تو ہی نہین شک ہرگز
جو خلاف اسکی سمجھتا ہو وہ خود ہی نادان

حرف ملفوظ شہادت کی لیی کافی ہین
دیکہہ کس پیچ مین ہوتا ہی عقیدت کا بیان

غور الف بی ہین جو کی پنجتن پاک ملے
ایک سی دو ہوا اور دو سی ہوئی پانچ عیان

بدل کمر کج و شہوار اگر رکھتا ہے
قدردان سی ہی پہیلا ہی کج ہی ہین دامان

قصد صادق ہین نکر دیر کہ فرصت معلوم
حوصلہ دل سے نکلجاے بشکل ارمان

مطلع

ربط رکھتی ہے جو تخئیل مجسم سی زبان
نظر آتے ہین دم فکر ہزارون سامان

نو عروسی کی مری جیسی بندش ہین دیکہ
لفظ بہی سہرے مضامین کیطرح ہین نازان

فکر دوشیزہ ہی مضمون سے نے سمیٹا دامن
صورت خانۂ قدرت ہے مری پاک زبان

لوث رکھتا نہین دامان نزاکت کی مانند
بی تعلق صفت روح بریدہ ہی بیان

اے قلم ناصیہ سا میری طرح ہو تو سہے
جای تسلیم ہے گردن کو جھکا جلد یہان

اے سخن وقت ادب ہے نہ نکلنا گستاخ
اے دہن جشمۂ خورشید ہین ہو اپنی بان

رحم اے چرخ ستم پیشہ ندی یون تکلیف
تا کجا صورت آئینہ رہون مین حیران

زلف جانان کی طرح روز پریشانی ہے
سر چڑہا کر مجھی پامال نکر او نادان

کمر یار نہین ہون جو کیا ہے معدوم
ناہ ہین ہون کہ نظر سے ہی مجھی کہتا ہی نہان

دوست بیجا کوئی لحظہ کہ لکھون چند اشعار
دیری ہی بینش نظر ہی مری مدح سلطان

آفتاب شرف افزای جلال و تمکین
جان عالم شہ گردون حشم و عرش مکان

ہر دہن بہر دعا یون ہی کشادہ شب و روز
جسطرح دیدۂ عاشق بامید جانان

شوق پابوس مین ہر دل ہی ہوا یتک بیتاب
آگئی جسم بشر مین صفت برق طپان

شہرت لطف نی رفعت وہ ہوس کو بخشی
قدسیونکو ہی یہ حسرت نہ ہوی ہم انسان

ابر رحمت کیطرح ریزش پیہم ہر وقت
نیک و بد پر ہی شب و روز برابر احسان

حوصلہ چیز ہی کیا وہم سی بخشش افزون
قفل ہو جاتی ہین اظہار طلب مین دندان

وہ سخی ابن سخی ہے کہ صلہ جب بخشا
شعرا کی دُر غلطان سی بہری درج دہان

ریزش سیم نی اختر کی چمک پیدا کے
ہمسر چرخ نظر مین ہی ہین کا دامان

کوئی شاکی نہین اس دور مین لیکن عسرت
کہ ہوی جو دسی اوسکے کمر معشوقان

رنگ غم چہرۂ عاشق سی نہین ہم صحبت
رنج افلاس ہی تنگی سی حسینونکا دہان

کون ہنگام سخا اوسکی تہیدست رہا
مٹھی باندہی ہوی ہی گود مین طفل نادان

خنجر جود نہ اس ہاتہ کی اوس ہاتہ کو ہو
جسطرح اپنی نظر آنکہ سے اپنی پنہان

لب و رخسار حسینون کی ہوی پر رونق
بوسہ زر مین ہین مصرف یہانتک انسان

بارش سیم نی کی وقت سخا ہوے سفید
چاند کا ہوتا ہی خورشید کی چہرہ پہ گمان

آگیا تہا وہ جو اک نقطہ تہ جود اوسکے
سر پہ اپنی اوسی زر سے لیکے ہوا ہی نازان

کون ایسا ہی جسی حق نمک سی ہی فراغ
جسم کیا حلقہ بگوشی مین ہین لاکہون دل و جان

جا بجا جوش کرم سی یہ روانہ زری ہے
ریش زاہد دم شانہ ہوی مقیش افشان

اثر فیض یہ ہی طفل کی منہ مین جا کر
صورت سیم جما قطرۂ شیر پستان

اسقدر بخشش پیہم سے ہوا ہی شہرہ
منہ چھپانی لگا افسانۂ حسن خوبان

ابتو دیوانی بہی کہاتی ہین گہر کی چوٹین
رکہتی ہی دُر عوض سنگ کنار طفلان

عشق کی جا دل عشاق مین ہی استغنا
کام آتا نہین افسون نگاہِ خوبان

جسطرف جائین ملاقات کو زر ہو حاصل
صورتِ طعنۂ معشوق ہی دولت ارزان

سیر چشمی کا یہ عالم ہی باین بخشش و جود
ہر گھڑی آنکھ ہی آئینۂ زانو نگران

وہ جری ہی کہ بہادر کی سے لیے نام اسکا
باعث قوت دل موجب آسایش جان

غیظ آمیز جو کوئی نگہ گرم پڑے
آب ہو جائین بدن پر زرہ و خود گران

تیز دستی سے ہزارون صف اعدا لوٹین
آنی پائی نہ دہن تک کبھی فریاد امان

وہ فراق ابدی ہو جو تہ تیغ آئے
حشر مین بھی نہ ملی روح کو جسم انسان

جسم سے پائی فراغت تو رہی وہمین قید
روح کو حلقۂ جوہر ہو کنار زندان

چین آجائی جبین پر تو رہی تا دم مرگ
بید مجنون کیطرح قامت دشمن لرزان

بارش تیر عدو کی لیے زینت بخشے
چشم پر زخم کی ہو جائی مژہ ہر پیکان

صورت برق تابت ہو کبھی سرعت تیغ
کیا تھی آئی تھی کدہر گئی یہ کہان ہی پنہان

شوکتین چہرۂ روشن مین وہ دین خالق نے
حسن سے جسکے عجب ہی خورشید منور لرزان

جلوۂ یوسف مصری ہی جبین کو حاصل
لکھنو پر ہمین ہوتا ہی گمان کنعان

ای نسیم جگر افگار نہو سمع خراش
لکھ کچھ اشعار دعا روک لی خامی کی زبان

ای خدا تا کہ رہین شمس و قمر مین انوار
ای خدا تا کہ رہی ہستی جن و انسان

عمر و اقبال ترقی مین رہین ہر لحظہ
بطفیل نبی و حضرتِ شاہِ مردان

سایۂ پنجتن پاک سی راحت ہو نصیب
نرہی دل مین کسی طرح کا باقی ارمان

اقربا خویش جگر بند احبا باہم
صورت غنچہ و گل سب رہین شادان خندان

ایضاً

بہر ترتیب سخن دو حرف بہی ممکن کہان
لفظ کی ترکیب کو محتاج ہی حسن بیان

جسکے سی بال کو سنہ نقطہ لکھتا ہی قلم
شرم عریانی سی لفظون مین معانی ہین نہان

جسم کاغذ دامن الفاظ سی چھپتا نہین
ضعف کاتب سی قلم کی نوک مین جنبش کہان

تن سی رخصت آنکہ سی ہین دین کنارہ کش ہین نیز
قصر خالی دیکہکر ہین جسم فاقونکی مکان

مفلسی سی فرقت محبوب کی رونق ہوی
وقت رخصت اشک سی خالی ہی چشم عاشقان

وقت شب اوراق گلشن ہاتہ پہیلائی رہی
اشتہا سے ہوگئی شبنم غذای آسمان

جبر گردون کی کشید دولت اصلی ہوگی
شعلہ خورشید تابان مین نہین باقی ہوان

قالب مضمون مین آگئی ہوتے ہین خمیر
بہوک کی ناطاقتی ہی ہل نہین سکتی زبان

مجلسو مین کوئی دامن تر نظر آتا نہین
ابر ممسک ہی سحاب دیدہ ہر نوحہ خوان

بی خزان ہی خشک ہی ہر برگ شاخ نخل و گل
شرح کی قابل نہین احسان بخل آسمان

تابش حسن بتان مین گرمیان باقی نہین
سرد ہی سوز محبت دل نہین دیتا دہوان

فکر شاعر سی جو بدلی صورت دور رمل
ضرب آخر مین ہوا ہر فاعلاتن فاعلان

بس نسیم خسرو ملک سخن خامی کو روک
اور صورت پر دکہا اب حسن مضمون جوان

ربط ہفت اقسام بندش اور نہ تخئیل صاف
تابشین دیتا ہی مثل مہر وقت امتحان

وزن میزان معانی مین ہین مصرع ہم جمال
وقف ہی حسن سخن مانند جود قدردان

صدر مطلع رکن حشو ابتدا ضرب و عروض
قید مین میزان لفظی مین اگر ڈہونڈو نشان

قالب ترکیب لفظی مین نہین دخل فضول
ذہن مین آتا نہین بہولی سی حرف رایگان

کیا کوئی سمجہی گا یہ رمز سخن کچہ اور ہی
ہان ہی سمجہی تو سمجہی مین ہون جسکا مدح خوان

حاسد و نافہم و جاہل سی نہین امید داد
ذرہ ناچیز کیا جانی کمال آسمان

لاؤ شہوار مضمون بدل کر جلد اپنی خیال
تا کہین لبریز ہو آغوش گوش سامعان

لکہ وہ مطلع روشنی بخشی جو مثل آفتاب
جلوہ گر ہو کثرت انوار مضمون سے جہان

مطلع

کسقدر مغرور کرتا ہی مرا فیض زبان
خامہ بل کہانے لگا مثل مزاج نوجوان

گھوتی ہی زلف مضمون شکل افعی باربار — پوچھتے ہی کون دیکھی گا مرا حسن نہان
فکر کہتی ہے خیال پاک اہن کی قسم — مس کرے ہی مجھکو تصور یہ مجال اوسکی کہان
شوق کہتا ہی معاذ اللہ مین وہ چیز ہون — پای ہر مغرور مین پہناؤن سرون بیڑیان
خاطر نازک یہ کہتے ہی توقف چاہیے — وقت نظم مدح ہو جائیگا سب کا امتحان
مرحبا ای جوش صادق ہو کوئی دم آشنا — حبذا ای شوق تو بہر خدا ہو مہربان
مژدہ ای دل فیض استاد ازل ہی جوش پر — ہمت ای طبع معلی ہی زمان امتحان
باش ای خامہ کہ حسن مدعا ہی جلوہ گر — صفحۂ قرطاس ہی آئینہ روی بتان
شوخیان وہ کہلا رہی ہی فکر رنگین کی بہار — کثرت گلہای مضمون سے ہی سینہ بوستان
نوجوانان چمن استادہ ہین چالاک و چست — نغمہ زا ہین نالہای عندلیب خوش بیان
ابر ہی اٹہکہیلیون پر برق ہی بیتاب چال — چہچہے ہین طائران خوش نوا کی ہر زبان
ہے کہین لطف تبسم مین کہین جا قہقہے — کوئی مینا در بغل کوئی سبو بر پاسبان
ہے زبان زاہد صد سالہ صرف الحذر — دیکہکر رندونکی باہم کیف مین مستیان
بسکہ ہی پیش نظر ہر دم یہ لطف دلفریب — کیا عجب بیساختہ منہ سی اگر نکلے فغان
خاطر نازک تو شوق سے بیتاب ہے — کہتی ہی کچہ تو بہی کہ یہ لطف صحبت ہی کہان
حسرت وصل سے آج تو خالی کوی دم ہو کنار — کہولدی بند نقاب شاہد معنی و بیان
نطق کو رخصت عطا ہو مدح ظل اللہ کی — لے تمنا لفظ بنکر بوسہ کام و زبان
بہیگ کر ٹپکے لب اظہار مطلب کے آہنگ — یون وہ کہائی جوش مضمون بارش ابر بیان
اعتبار آفرینش زینت تاج و نگین — یادگار خسروان واجد علی شاہ جہان
دل بڑہی سینہ سے استقبال کو ولیے امید — جس طرف رخسار تابان کی نظر آئینہ نشان
گر طواف آستان مین ہو توقف ایکدم — نکہت گل پر پڑین موج صبا کی قمچیان
بیضۂ فولاد سے نکلے صدای عندلیب — گلشن عارض کو ہو اعجاز کا گر امتحان

رعب شوکت سی گلستان مین غنچے بانہین بندہین
غنچہ سربستہ کہ سکتا نہین راز نہان

قدرت حق نے یہ جسم ظاہری پیدا کیا
چشم عاشق بن گئین ہر عقل کی حیرانیان

گر حدیث جرأت سلطان عالم مین لکہون
محو کردون بہمن و دارا کی ساری داستان

جسم اعدا گہ خلش دیکہی سنان تیر کی
ہر جراحت آفرین کیواسطی کہولی دہان

راحت خواب اجل صمصام بخشے خصم کو
ہو ہر اک آغوش جو ہر منزل آرام جان

ہے وہ عالی مرتبت جسکا عروج عز و جاہ
پوچہتا ہی چرخ ہفتم پر مزاج قدسیان

اس تمنا پر کہ شاید آج ہو حاصل قبول
روز اک صورت بدلتا ہی خیال آسمان

صدقی اس ہمت کی حال ہیکسان پر اندن
ہر دم افزایش مین ہے مانند شوق نوجوان

اسقدر بخشے جواہر وہ کہ جسکے شرم سے
پہیکدی دامن سے الماس کو اک آسمان

قطرہ شبنم گہر کی آبرو پیدا کرے
صبحدم دیکہے اگر لطف بہار بوستان

روسیاہی کلفتون کی یک قلم جاتی رہی
دہو دیا ابر کرم نے دفتر رنج جہان

حکم سے ہر سینہ صد چاک ہوتا ہے رفو
زخم بہر دیتی ہین شانو کے بہی گیسو بتان

قصہ شرح خلق والا ہی جو منظور مزاج
بوسہ گاہ خامہ ہین میری سخن کی شوخیان

لطف پابوس اسقدر حاصل ہوا ہی عمر کو
جسم سی روح ہین ہی کہ سکتی نہین نقل مکان

جہکتے جہکتے آرزو مین سر بداہن ہو گئین
بار احسان محبت سے سبکدوشی کہان

قدرت حق نی نہین پیدا کیا اسکا شریک
جسطرح سی آہ عاشق ہی خدنگ بے کمان

مین بہی ہون امیدوار ای شاہ والا مرتبت
جوش ہمت گر اجازت دی تو کچہ ہو مہربان

خواہش پابوس ہی ایسے کہ مثل رو دگا
گو کہ ہون یکجا مگر گردش مین ہین شوق و گمان

کیون نہ صدقے ہون ہجوم آرزو کی ہر گہڑی
سامنی آنکہو نکی ہی تصویر سلطان جہان

دیدہ ہی چشم تصور سے جمال پاک کی
بک رہا ہون بیخودی مین صورت دیوانگان

تنگ آیا ہون نہایت خاطر مشتاق سے
ہر گہڑی کہتی ہی چل ہر وقت سمجہاتی ہی ہان

مین گدای بینوا ہون شاہ خاقان سخن
چشم ظاہر سے جو دیکھون ایسی قسمت ہے کہان

دل مین رکھتا ہون جو تسلیم جدا کی آرزو
حرف بیجا تا ہی تنہا ہو کی ہر لفظ زبان

چاہتا ہون سرفرازی جلد ہو حاصل مجھی
تنگ ہی سامان فرصت اے شہنشاہ جہان

ای نسیم دہلوی بس لکھ کچھ اشعار دعا
تا دکھائی شکل انجام سخن حسن بیان

یا الٰہی فرش ہی جبتک زمین بالای آب
یا الٰہی ہیتہون جبتک ہی سقف آسمان

دوست شادان عدو برہم رہین مانند زلف
نقش بند کاف و نون حامی ہی ہر زمان

قصیدہ در مدح نواب شرف الدولہ مظفر الملک محمد ابراہیم خان بہادر مستقیم جنگ دام اقبالہ

کیون نہ گنجایش مضمون نہین نظر آتی خلل
مختصر جیب ابد تنگ ہی دامان ازل

فکر دوشیزہ سہی ہون شاعر پاکیزہ مزاج
وہ زمین چاہیے مجکو جو نہو مستعمل

جز خدا اسکو مرا طول سخن ہی معلوم
قصۂ آخر کو نہین یہان سے اول

گرمی عارض مضمون سے عرق ریز ہی طبع
آتش شوق کی شعلون سے ہی سینہ منقل

قصد سے ہوتی ہین پردہ جو کچھ کہا یا
ضبط اور نطق مین ہوتے ہین ہم رد و بدل

آرزو کہتی ہی کیا آپ ہی زاہد خشک
کہ پڑی صحبت خاطر مین ہزارون ہی خلل

طعنے دیتی ہی تمنا کہ مبارک باشد
اٹھو واعظ سہی یا دہ ہین جہان مین کچھ بل

حوصلی کہتے ہین اس بی ادبی سی گذرو
کہدو ناصح سہی کہ جا بزم محبت سے نکل

لاجرم مرضی احباب مناسب سمجھا
طبع کو میل ہوا جانب تمہید غزل

اتنے مین آ کی مضامین قصائد نے کہا
صورت وعدۂ دیروز گئے آج بدل

ناکہان خاطر افسردہ مین اک جوش آیا
کھل وہی نشتر مضمون نے سخن کے اکحل

لے اڑی باد صبا نکہت گیسوی خیال
آ گئے سجدۂ تسلیم مین غنچون کے محل

جلوۂ تیز افکار فلک پر پونہچا
رات بھر شبنم کو اکب سی ہی رد و بدل

کسقدر نالۂ موزون کے ہوی استقبال
ہر طرف خیل ملک آکی ہوی ست و بغل

مدتون ور تصدق سے نپائی فرصت
ساکنان فلکی بہول گئے حسن عمل

طول آغاز سے انجام تہا آشفتہ مزاج
مختصر کی گئی تمہید کلام اوّل

ٹہیراو خامہ کہ اب ہی قم تکلیف سخن
فکر صافی سے ہوا آئینۂ دل صیقل

شور ہی چار طرف فصل بہار آپہنچی
جوش مستی مین ٹپکتی ہین اُمنڈ کر بادل

ناز کرتے ہوئے آتی ہین ہوائین ٹہنڈی ہے
کہل رہے ہین دل مشتاق کی سینون مین کنول

عکس سبزیکا جو ہی چرخ کی آئینے مین
سبز ہین اطلس نیلی پہ خطوط جدول

گدگداتے ہین نگاہین اثر نرمی سی
آج کل سبزۂ نوخیز ہے خواب مخمل

کرچکا فیض ہوا نطق زبان مین تاثیر
کہتے ہین سبز قدم نحس کو متکلم مثل

آجکل عالم ہستی سے جو ہوتا ہے سفر
خضر بنکر طلب روح کو آتی ہے اجل

اصل پر اپنی کسیکو بہی نہین استقلال
ق
آگیا عالم اسباب کے ہر شی مین خلل

بنگ ہو جاتی ہی ساغر مین انڈلتی ہی شراب
سبز ہو جاتی ہی مینا کی طرح سی بوتل

کثرت بے ادبی دیکہ کے بہکا زاہد
آگیا جوش پہ سودای دماغ مختل

تنگ ظرفون کے ہوی جمع صلاۓ دل یہ فراخ
خود پرستی پہ ہی آمادہ مزاج اسفل

گرمی حسن تمنا سے یہ بہڑکی ہی آگ
دود دل دیدۂ اختر مین ہوا ہی کاجل

واہ کیا وقت طرب خیز ہے اللہ اللہ
کہ نہ پیرا کہین ہوتے نہین فریاد اجل

ہین حکایات جگر سوز کے باہم چرچی
شغل و اسوخت کسی جا کہین افسانۂ نل

کہدی اتنا کوی بلبل سی کہ ہان بسم اللہ
ہم قصیدے کے پڑہین شعر وہ ابیات غزل

مطلع

حفظ آداب مین آئی نہ کسیطرح خلل
دیکہ او طبع رسا خوب سنبہل خوب سنبہل

شرف الدولہ نواب فلک قدر ایسا
کہ نہین حیّز امکان مین کوئی آج مثل

تھے جو حیوان وہ انسان ہوئے خدمت سے
فیض تعلیم سے قالب مین گئی روح بدل

وہ شکر ریزی لب ہی دہن شیرین مین
ہوگیا قصد سے پہلے سخن تلخ عسل

خُلق وہ خلق کہ انجام تصور سے زیاد
کہیے اوسکو سبق حضرت استاد ازل

ادب آموز فلاطون ہین مضامین خیال
ہر کنائی ہین ارسطو کو ہے تعلیم عمل

ہر سخن منہ سے نکلتا ہے کرامت ہوکر
کیون نہو قوت ادراک نتیجہ مین خلل

گر نہ آمیزش تجویز سے پائین ترتیب
حشر تک دفتر اقلیم رہین سب مہمل

راست ہر کج ہو جو آداب حضوری پائے
چین جبینو سے نکل جای سر زلف سے بل

خواب راحت کی مزی دہن شمشیر مین ہین
مدعی کے لیے آغوش اجل ہی مقتل

ضربت تیغ جو ناگاہ صدا دی بیٹھے
قبر دشمن سے کہی آ مرے آرام بغل

طول زخم تن اعدا یہ ندامت بخشے
دیدۂ سوزن جراح مین پیدا ہو سبل

روح دشمن سے کہ ہو ہستی و عدم سے مردود
دو کشاکش مین ہے ہی صورت اوتادرل

مختصر ہے دم ہمت جو ارادہ ہو جاے
طول محشر سے زیادہ ہو اگر طول امل

کور ہو دیدۂ ممسک جو کرم کو دیکھے
ریزش ہفت خزائن ہی نظر مین خردل

شاہد ہمت پیشین ہین ابھی تک موجود
سینۂ چرخ پہ ہیں شمس و قمر کے ہیکل

بخشش چند نفس مین یہ ہون انبار بلند
جز زر و سیم نظر آئی نہ اطراف جبل

تگ فیض رسان کچھ جو اشارہ کر دے
سبز ہو جائین تسلی سے ہزارون جنگل

تیز یان لاکہ کرے توسن مضمون لیکن
طی نہو وسعت میدان کرم کا اول

رخصت ای جوش کہ ہی اوطرفا خیال
بچہ گیا فکر معلے کا فلک پر دنگل

جی مین آیا کہ نئی طرح کا مطلع پڑہیے
جسمین ترکیب مضامین ہو بطرز مجمل

مطلع

کیا معلے روہی جہانتاب کے شاعر کو مثل
ایک خورشید ہے سو وہ پیش نظر ہے مشتعل

تہ و بالا یہ کرے دبدبۂ شہرت حسن
نظر آجائیں اگر مصحف رخ کے جلوے
طرۂ فرق سے مشک ختنی شرمندہ
وہ اثر حق نے دیا صفحۂ پیشانی مین
دی کمانسے کبھی نسبت کبھی جائیں ہلال
نظر آئے صف مژگان تو صفیں ہون برہم
آنکھ اسباب تحیر ہے اوسی کیا کہیے
شمع بینی مین ہی ایسا اثر یکتا ئے
دیکھ لے عارض تابان سے اگر کچھ جلوے
فاقہ کش ہے ہین گو رہبت مدت سے
ہے دہن دولت شیرین سخنی سے لبریز
نام کیا صاف لکھوں تک ادب کا ہی لحاظ
ہے ا امرکا اور ب ہی بنائی دولت
لطف ایجاب دعا سے ا ثانی مین
ہی مین یاری ہی تو ہی ہم مین یکمنت کا ہیچ
لکھنی تہی فیل سواری کی جو ہمکو تعریف
کن سے لے تا دم برخیز ہوا مجمع شب
وہ بلندی ہی جو اونچی کبھی گردن ہو جاہی
دیکھیے ہیئت کو جو اوسکے تو کہئے اسد حیہ
وہیان دانتو نکا جو آیا تو یہ سوجھی تشبیہ
لکھیے کسطرح سے چالاکی توسن کا حال

چرخ اول کبھی ہفتم کبھی ہفتم اول
نزہے مخمصۂ دہر مین اضداد ملل
جلوۂ نور جبین قدرت صناع ازل
دردسر کے لیے ہے جسکا تصور صندل
راست کوئی ہی نبائی خم ابرو کی مثل
قصۂ نیشتر چند سے لیکن مجمل
قدرت حق کا تماشا ہے نہ جادو نہ عمل
کہ دوئی لا نسکے جسمین نگاہ احول
آئنہ سمجھا اوسے آینہ زیر بغل
لب جان بخش کی کسطرح نہ شائق ہو اجل
ایک کوزہ مین ہی گنجایش دریای عسل
کچھ اشارونمین بتا دیتا ہو نمین طرز بدل
رب پے رسم محبت ہی بہت خوب عمل
ہم برائے ہنر آموز ہی اسباب دول
ہاتھ آئے جفری کے لیئے ترکیب جمل
تا سحر دائرۂ شب مین رہا دور زحل
تب کہین قالب ہموار نے پائی ہیکل
سر کا بوسہ فلک پاؤں کا بوسہ جبل
بیضۂ چرخ ہے آبلۂ پا سے نمل
صبح نے منہ پہ لیا دامن شب کا آنچل
نیشتر عزم تصور سے گیا صاف نکل

آرزو مند صبا ہے کہ قدم تو دیکھے
نظر آتا نہین وہ مثل اشارات ازل

اوسکو کیا دیکھ سکے کوئی جہان طائر شوق
ایک پرواز مین ہو ہمسفر قوت شل

تنگ وہ جانتا ہی وسعت میدان خیال
اوّل و آخر کونین ہی اک بعد اقل

بس زیادہ نہ بڑہا او شاعر مغرور نسیم
تو ہی خود رفتہ نہ آئی کہین ایمان مین خلل

پڑہ کچھ اشعار دعا ہی ختم انجام کلام
تن رستی کا ہی مشتاق خیال مختل

اے خدا تا کہ رہین شمس و قمر کی جلوی
اے خدا تا کہ رہین آتے دن سست بغل

عزت و دولت و اقبال رہین ہمراہ
شوکت و شان و تجمل مین نہ پیدا ہو خلل

دوستونکی لیے جنگل مین ہو منگل ہر روز
دشمنونکے لیے منگل مین ہو سونا جنگل

ایضا

شوخیان کرتی ہی کیا کیا وہم بد انظر
شرم کہتی ہی بچی گی مری عصمت کیونکر

آرزو دینی لگی پاس ادب کو طعنے
آپکو حضرت تقوی کا مبارک رہی گہر

جوش انفاس سی کرتا ہی خلش کے زرین
شوق آمادۂ فریاد ہی کہولی ہوی سر

ٹکٹکی ہے دل مشتاق کی یون سوے بہار
جسطرح شائق آغوش عروسی شوہر

غفلت شوق سے کیا رنج فراموشی ہی
سیم و زر لینی لگے بوسہ دست زرگر

کشش حسن نے ہر چیز کو کہینچا ایسا
کہ نہین خاطر زاہد مین خدا کا کچھ ڈر

ہوس و بدین ہر جسم سے خالی ہی لباس
سنے گلاب نظر آتا ہی گریبان سحر

غنچین گہو رہی ہین طرف بی ادبی
حوصلونکی نگہ غیظ سی لرزان ہی جگہ

مستیان کیف سخن سی ہین تیز باتین پیدا
بات کرتی ہین سمجھتی نہین مطلب اکثر

بڑہ گئی ہمت گستاخی خاطر ایسے
رند واعظ سی یہ کہتے ہین اوٹھا لا ساغر

بارش گریۂ مستانہ صدا دیتی ہے
ایک نیرش مین و عالم کی بہگو دون دفتر

کروٹین جملہ خاطر مین بدلتی ہین خیال
بیقراری کے اشارے ہین اوٹھاؤ بستر

منہ لعاب ہین ابر سی دہوتی ہی زمین — تا بہ سلجای کسی جا نہ جمی پای نظر
اشک دامن مین ٹپکتی ہین تو ہوتا ہی یقین — بہ گئے پہوٹ کے چند آبلہ دیدۂ تر
ہے وہ موسم کہ ہوا گوشہ نشین ہر واعظ — دخت رز پردۂ خم سے نکل آئی باہر
پارسای سفری ہی طرف عالم قدس — توبہ رندان قدح نوش سی کرتی ہی حذر
چہیڑتے ہین رگ دل نشتر مضمون بلند — رکہتی ہی فکر رسا سوے تمنا قصد سفر
چاہتا ہون کہ لکہون مطلع روشن کوئی — فکر سے گوش مضامین مین پہنا دون گہر

مطلع

حسن وہ دیکہ سکے ہی یہ کہان تاب نظر — نور پرور دہ عارض ہین تری شمس و قمر
ای جناب شرف الدولہ وزیری جا — جان و دل میری فدا کیون نہ ہین شام و سحر
وہ کرم جسکے تصور مین نہین گنجایش — دامن و جیب ہین ہر فرد کے لبریز گہر
صدقے اس چشم حیا خیز کے اللہ اللہ — گہٹریان شرم کی غنچون نی کسین چہپ چہپ کر
واہ رے لطف کہ دشمن کے لیے مہمانی — دب گئی ہمت بد خواہ تہ بارش زر
رفعت قصر کے جلوی کو نہ پوچھے ہرگز — بہر پرواز تصور کے جو پیدا ہون پر
ایک ساعت جو مقابل ہو تو پہر حشر تک — محو تمثال رہے آینہ اسکندر
گر مے حلم سے ٹہنڈی ہون جلانی والے — اوڑہ لین دامن خاکی کے ردائین اخگر
حد اوصاف بیان ہو نسکین گو ہر دم — فکر شاعر کی بدلتی رہے لاکہون پیکر
خلق وہ خلق کہ تسخیر مین عالم کے دل — کوئی جان حلقہ بگوشی سی نہین ہی باہر
فہم وہ مرضی صانع کی سمجہ لی باتین — مطلب اوس سی ہی جو منظور خدائی اکبر
مس کرین اوس رخ روشن کی اگر نظارے — رشک سی قلب ہو سیماب کی صورت مضطر
ہو میسر اگر اوس چہرۂ روشن کی ضیا — روح آجاے لبون پر پے تعظیم نظر
آرزو مند تصدق کو یہ ہو بیتا سنے — دل بغل سی نکل آئی کہی سینے سے جگر

دیکھ آتا ہی جو اوس لوح جبین کے انوار
دل یہ کہتا ہے تصور سے ٹھہر جا دم بھر

ہی دہ مقبول اگر اوسکی ثنا کچھ لکھین ہم
ابر رحمت سے دُہلین جرم و گنہ کی دفتر

نام آجای زبان پر تو یہ بخشے تاثیر
دیکھ لین صورت اصلے کو مزاج ابتر

یہ شرف عرض تمنا کو وہان ہو حاصل
مدعا سر کو جھکا دے پے تسلیم اکثر

ہمت ایسی کہ اجازت ہی یہ ہر سایل کو
مانگ اتنا کہ جو ہو وہم و گمان سے باہر

جرات ایسی کہ نہین خلق ہوی جسکی پناہ
بیشتر قصد سے دشمن کی نہ ہو تن پر سر

دیکھ کر چشم غضب ناف عدو مین چھپ جاے
کثرت خوف سی ہو تیغ سمٹ کر خنجر

الغرض وصف سراپا مین تصور سے یاد
اب نہین عالم ایجاد مین اوسکا ہمسر

لکھیے اشعار دعا وقت دعا ہی یہ نسیم
مختصر کیجیے اظہار سخن کا دفتر

اے خدا تا کہ رہی مدح سرائی کا رواج
اے خدا تا کہ رہی قدر فن و علم و ہنر

ہر زبان محو ثنا خوانے ممدوح رہے
نام سے اسکے ہو عالم مین سخن نام آور

ایضاً

برشتگی ہے نگہ مین یہ گرم ہے جوبن
فروغ عارض گل سے ہے فتیلہ روشن

بہت دنون مین قدم رنجگی بہار کی کی
کہ ہر طرف ہی گل افشان زبانہ گلخن

حجاب دیدہ سے ہوتے ہین منعقد غنچے
دکھا رہی ہے مری نوعروسی گلشن

گھرا ہوا ہی جو ابر بہار صورت شام
جبین شاخ پہ گل کی کنول ہوی روشن

نہال جھوم رہے ہین جو فور مستی مین
ہوای سرو کا ہر سمت گرم ہے توسن

پڑے ہین عکس جو رخسار گل کی ہر جانب
زمین باغ کا رنگین ہی جا بجا دامن

ہجوم شوق مین فرصت نہین ہی سجدہ سے
نصیب ہے سر بلبل کو آستان چمن

ہواے خندہ بہم جو گدگداتے ہی
ہر ایک غنچہ نوخیز کا کھلا ہے دہن

صبا نے سحر محبت سی کر لیا مشتاق
امیدوار ہی بوسونکا عارض گلشن

حدیث خود غلطے ہے قبول خاطر خلق — خراب پھرتا ہی واعظ لیے کتاب کہن
ہزار عزم ہین لیکن قدم نہین اوٹھتا — بسان چشم محبت ہی آرزو رہزن
اوٹھا مزاج سے ایسا لحاظ بی ادبی — کہ لے گئے ہین مری اشک بوسۂ دامن
لٹا رہا ہون برابر تراشۂ دل زار — بھری ہوی ہی لبالب کنار ہر دشمن
نہین ہی ایک گھڑی بہی فراغ ہم نفسے — چمن مین نالۂ بلبل ہی دل مین شور محن
اجل کشاکش امید مین پریشان ہے — کہ آجکل ہے فراموش عادت مردن
مزاج دان نہین ملتا ہین تیغ کیون خاموش — کسے دکھائیے ای ہمنفس نزاکت فن
وہ آفتاب ہون جسکو کبہی زوال نہو — اوٹھا کے ہاتہ دعائین کیا کرین دشمن
بس اب تہنیۂ خاطر ہی جانئے صاف — خیال نو کو ہوئی احتیاج مشق کہن
زبان پاک ادا کر رہی ہی شرط بیان — فرشتہ خو شرف الدولہ اعتبار زمن
وہ باخدا ہے کہ فیض ضمیر روشن سے — رہے نہ روح کو باقی حجاب جامۂ تن
جو دیکہے شوخی خاطر تو ہو حجاب ایسا — رہے عروس سخن کو سخن نقاب دہن
کہان ہی عارض شمس و قمر مین حسن ایسا — کہ وقت وصف کرون مین اوسی ثنائے سخن
نگاہ کا ہی یہ عالم کہ جب اوسے دیکہین — نصیب ہون جگر و دل کو سیکڑون روزن
وہ حلم ہی کہ فلک جسکی بوجہ سے پس جاے — وہ خلق ہے کہ فرشتے پکارا وٹھین احسن
فلک مقام و ملک طینت و ملک ہم بزم — سخی دہر و عطاء ہمت و شجاع زمن
زمان جود اگر آکے حوصلے دیکہین — زمین و چرخ کو ہو رنج تنگی دامن
وفور فیض سے بدخواہ بہی نہو محروم — زبان تیغ سے چاٹے لعاب ہر دشمن
مٹائی تیغ نگاہ غضب جو ہستی خصم — سنائین روح کی آرام کو فسانۂ تن
لہو کو چاٹ کے ڈوسنے تن عدو مین جو تیغ — دکہاے جلوۂ مرجان ہر آستخوان بدن
ہوئی ثنا سے یہ بالیدگی سخن مین میرے — کہ آفرین کے لیے تنگ ہی شگاف دہن

سنا ہی غل جو سواری کی آمد آمد کا
رکی ہوے ہین نگاہون کی طرف توسن

جمال پاک سے جذب نگاہ ہوتا ہے
عجب نہین کہ تڑپہی شوق کو یقین وظن

لکہون خطاب کی دو تین شعر اسجا پر
دکہاؤن اور طرح سے کلام جوبن

خدا کیواسطے اب اجتناب سی باز آ
کہ پہر رہی ہی کئی ونسی آرزو بہ بطن

ادب شعار ہون گستاخ ہوسکون کیونکر
ہزار طرح سے خاطر ہین ہی لحاظ سخن

رہونہین پرورش اضطراب مین کبتک
نگاہ لطف کوئی سطرف بہی حضرت من

امیدوار ملاقات ہون اجازت ہو
کہ پہر نہ پاےگا ایسا کبہی وحید زمن

نہ پایا صاحب ہمت جہا نہین کوئی
کہ مجہسے پوچہتا وہ یاد ہی تجہے کیا فن

بشکل بلبل تصویر ہو گیا خاموش
سوا فغان کے نہ نکلا کبہی زبان سے سخن

کہا یہ علم و ہنر سے کہ جاؤ رخصت ہو
اب اختیار کرو جا کے گوشۂ مدفن

ملےگا کوئی سخن فہم تو بلالین گے
نہین تو خیر جو کچہ مرضی خدای زمن

قسیم شوکت خاطر وتہا جلکے کیا کیا
سلام شوق لکہو وزبان مین قفل دہن

ایضا

کہان ہی ایک طرح پر یہ دور لیل و نہار
کبہی ہے شام مصیبت کبہی ہی صبح بہار

کشاکش نفس چند ہے پیام اجل
ہوا ہی بی ادبی سے تہیۂ بیکار

خیال جام عبث اشتیاق می بیجا
دکہا رہے ہین دم سرد گرمی بازار

یسان دیدۂ ممسک ہے تنگ فرصت عمر
لحد کشادہ دہن ہے بشوق بوس و کنار

طلسم عالم اسباب چند ساعت ہے
جو ہوسکے سو ابہی ہو اوٹہا نرکہ زنہار

چہلک رہی ہین خم می بہک رہے ہین مزاج
ٹپک رہی ہی صراحی بنوش لی ہے پکار

نواے مطرب خوش لہجہ ہی موثر دل
ہجوم بیخبری سے ہے مختصر آزار

ہوا سی سرد سے بزم چمن ہوئی ہے گرم
شگفتہ گل ہین یسان ہین وہ گرم گفتار

دہک رہی ہین جو رخسار سرخ غنچوں کے
برنگ مشعل روشن ہے عالم گلزار

شراب حسن سے لالے کا جام ہی لبریز
سرور دید سے کیفی ہے نرگس بیمار

زمین ہے سبزۂ خودرو سی فرش بوقلمون
بدل رہا ہی نئے رنگ چرخ مینا کار

بلند یونہہ دماغ برہنہ پائی سے
طواف آبلہ کرتا ہے تشنۂ سر خار

امید بادہ ہین توبہ شکن ہین یعنی مصروف
کہ جسطرح پس پرہیز رغبت بیمار

حذر حذر کی صدا دیتی ہی ہین حباب جوش
گھڑی گھڑی ہے زیادہ ترقی پیدار

امنڈ امنڈ کے ٹپکتا ہی ابر مستی مین
تڑپ تڑپ کی چمکتی ہین بجلیان ہر بار

ہوئے برہنہ تنون کو لباس کی حاجت
چھپے حیا سے زمین زیر دامن کہسار

نسیم لطف بہت خوب ہی جو جی چاہے
تو ایسے وقت مین لکھہ مدح خیر حمید اشعار

کمال وہین اک قدردان ہوا ہی نصیب
سجا ہی گوہر مضمون اگر لٹاو سپہ نثار

ملک خصال فلک آستانہ عرش مکان
قمر خدم شرف الدولہ فخر عز و وقار

اگر ذرا اوسکے عنایت کی ہو کچھہ آمیزش
نصیب اہل دول ہو نہ طالع بیدار

وفور جود سے زائیدگی زمین کو ہی
نکالتی ہے جواہر شکم سے حاملہ وار

صدائے فیض و کرم سے عجب نہین ہی جو ہو
ہجوم داغ دل خصم مجمع دینار

زمانہ خوان کرم ہی سے ہے ریزہ چین لیکن
فقط یہ رنج کہ ہے ایک عمر سی بیکار

سرور عیش ہین یون پاسبان در اوسکے
کہ جیسے عاشق شیدا کے دیدۂ بیدار

کبھی نہ دیکھہ سکے انتہای بخشش کو
رہے جو تا دم محشر تسلسل انتظار

تباہ طول سخا ہین وہ اختصار کبھی
ہزار بار اگر صبح ہو شب بیمار

اوٹھے یہ ورد حسد جوش دل سی جو اوسکے
کہ استخوان عدو ہون جواب موسیقار

گرے ستارہ جو پاپوش سی زبان خرام
تو ہو وہ نیر اقبال منعم زردار

بشر تو کیا حشرات زمین پہ ہی فیض
کہ نقرئی ہین نقاط سفید کفچہ مار

وہ دل کہ جس مین محبت ہی وس سہی قلق کی
بجا ہے کہیے اگر اوسکو مخزن اسرار

نگاہ طرح سے شکین فرق کو سمجھے
خطوط کاتب قدرت ہین دو سطر نثار

خمیر مردمک چشم سے بنی ہین وہ یال
تصور اونکی ہمی ہوتی ہے صیقل ابصار

جبین وہ لوح منور کہ آفتاب خجل
خیال صفت سی جسکے چمک گئی اشعار

بہوین ہین تیغ ہلالی مگر کشیدہ مزاج
ہزار مرتبہ جس پر عدو کی جان نثار

مژہ ہین یا کہ زبانین ہین کلک قدرت کے
کہ اپنے طرز کا مطلب سمجھ لے ہشیار

عجیب قصہ دلچسپ ہی فسانۂ چشم
کہ جسکے سننے سے ہووی صاحب آزار

ہر اک اشارہ ہی اوسکا حیات کی بنیاد
بقای عمر خضر پاسے طالب دیدار

صفای چہرہ ہی پھسلا کوئے قطرۂ نور
کہ شیشہ بینی روشن یہ کرتی ہے اظہار

فروغ عارض تابان سہی ہی یہ نیر نور
کہ عکس جلوۂ ذاتے ہی سایۂ دیوار

دل و جگر کو مسافر بچا نہین سکتا
قدم قدم پہ ہین درگاہ عشق کے زوّار

لبونکا وہ بیان جو آیا تو سمجھا مین کہ برگ
مگر وہ بے اثر اعجاز نہین عیسے وار

دہن وہ درج گہرہای حق شناسی ہے
زبان ہے حجت مقبول ناطق اسرار

شفا ہو دید سے حاصل جگر فگارونکو
دکھای سبزۂ خط لطف مرہم زنگار

ٹھہر سکے ذرا چل نہ وہ ٹراو خامہ
کہ اور طرح کی لکھنی ہین کچھ ہمین اشعار

سوال کرتا ہے دل کچھ ضمیر حاضر سے
فراخ فکر معلے ہوا ہے شوخی بار

تو وہ جری ہی اگر تیغ ہاتہ مین لے لے
قدم پہ سر کو رکھے بیل چرخ بے تکرار

شکم مین نطفۂ اعداد و حصہ ہو جائے
سنے جو حاملہ کچھ ذکر خنجر خونخوار

کہ آئے روح بدن سے بری قربانی
پناہ تیغ سے کہے خصم کو پناہ فرار

پڑے جو آنکہ وہ قہر خسر و دشمن پر
ہزار طائر جان اک نگاہ مین ہون شکار

دیے خدا نے وہ قصر بلند رہنے کو
کہ مرغ روح نہ اوڑ کر پہنچ سکے زنہار

فلک کی پشت دوتا ہین تھم رہی باقی
کجونکو راست بنا دے بلندی دیوا

نسیم فکر رسا سے نکر زیادہ سوال
جو حل گیا سو بلا اب نچاہیے تکرار

جہان مین تا کہ رہی یہ بقای شمس و قمر
جہان مین تا کہ رہی رفعت و خفض لیل و نہار

رہی وہ مسند دولت پہ جلوہ گر یارنہ
حبیب خرم و شادان عدو ذلیل و خوار

ایضاً

دیکہ تو رفعت افسون تبان طرار
رشتۂ قوس کی پہنی ہی فلک نی زنار

زلف منہ دیکھتی ہے آئینۂ عارض میز
رنگ کچہ لای گا یہ دائرۂ لیل و نہار

شوق کہتا ہی اوٹہا پاس ادب گستاخ
شرم انگشت بدندان ہی کہ ای دل زنہار

کوئی شے جوشش سودا سے نہین ہی خالی
کہولتا ہی رگ سبزہ سر ہر نشتر خار

آرزو مائل مستی ہے حیا پا بر کاب
اتقا گوشہ طلب ہی کہ نہ دیکہون یہ بہار

شیخ اندرز فراموش ہی وعظ محجوب
یاد آتا نہین غیر از سبق بوس و کنار

مہرین سربستہ جو غنچہ پہ ہوئی تہین ٹوٹین
لٹ رہا ہی زر گل وقف ہی سارا گلزار

پائی جاروب کشی سی جو صبا نی فرصت
چہچہے مرغ چمن کرنی لگے نذر بہار

قطرہ می کی چمکنے لگے ہر سو تاری
گو دہرنے کو ہوی جام و صراحی تیار

بسکہ ہے ہر منگی غفلت میخواری سے
حیا در ریزش می کرتی ہی پردہ ہر بار

ہیجانی ہین جو ہر بلبل و گل سے معروف
سرنگون شرم سی ہین صحن چمن مین اشجار

بر ہی ہی مجھے دیتی ہی اجازت خاطر
طرۂ زلف مضامین کے نظر آے بہار

جی مین ہی شاہد مضمون سی ہم آغوش ہون
تا کجا حسرت تاخیر پڑی ہون چند اشعار

لے کے تہہ ہوش مین آئی قلم سینہ شگاف
جوش مین طبع معلی کی دکہا کچہ آثار

ہین وہ یکتائی ما نہ ہون کہ ہمسر میرا
صوت حکم الہی سے نہایت دشوار

ہون وہ خورشید جہانتاب نہین جسکو زوال
ایک سا جلوۂ آغاز ہے اور آخرکار

دوست اوس عارف و یکتا سخن فہم کا ہون
جسکا یک لفظ نہین صورت معنی بیکار

ماہر علم و ہنر واقف اسرار سخن
شرف الدولہ جہان حشم عز و وقار

ادب اوج مراتب سے یہین یہ ہر دم
گرد پھرتا ہی فلک صورت پای پرکار

مائل عالم گلشن ہو جو وہ عالی جاہ
نذر کو لای زر گل چمنستان مین بہار

پرتو افگن ہو اگر تیغ زمین پر اوسکے
حشر تک صاعقہ نکلی عوض جوش بخار

نگہ مہر سے دیکھے طرف ذرہ اگر
تیغ صدقی کری خورشید کو نمین یار

لب جان بخش کی جنبش سی اجل ہو مایوس
نہ اٹھے حشر تلک ملک عدم کا بازار

تنگ ہی وسعت میدان تصور ہمدم
کیا لکھون مین صفت تیزی گام رہوار

اس جہان سے صفت روح فرشتہ مین
جاکے پھر آتا ہے صحرای ازل سے سو بار

رفعت قصر معلی ہی خدا کی قدرت
انتہا جسکی سے تخییل ملک سی بیزار

دیکھے گر طالع بیدار کو چشم بد سے
گھر کری دیدۂ دشمن مین سدا خواب قرار

اوسکا ہمسر ہون تو مین ہون مگر اتنا ہی فرق
وہ سخن فہم ہے مین خسرو ملک اشعار

مختصر عالم اسباب ہی اوسکی آگے
کیجیے فیض مطول کا کہانتک اظہار

حلم وہ حلم کہ دشمن کو ہو امید عطا
خشم وہ خشم کہ ہے جسکو کبھی سی انکار

تا کجا طول سخن فرصت اندیشہ کہان
ای نسیم اب نفس چند ہین تکلیف سی باز

پڑھیے اشعار دعا جسکو فرشتے سنکر
چار سو عرش برین پر کہین آمین ہر بار

ای خدا جلوہ فزا زیر فلک ہین جبتک
روز و شب صبح و مسا شمس و قمر کی آثار

شش جہت مین ہی ممدوح کو ہر دم حاصل
عشرت و نام و نشان طرب و عز و وقار

ایضاً

بعد مدت فکر کا کرتے ہین ہم آج امتحان
ایک ساعت ای فلک بنجا خدا را مہربان

فکر صائب کے بدولت صفہان ہی لکھنؤ
ہے مری فیض سخن سی عزت ہندوستان

جمی ہین اہراتی ہین میدان ثنا کی گرد شین | آبرو رکہتا خداوند زمین و آسمان
آرزو ہی کو ہر مضمون کی لڑیان گوندہ کر | کیجیے آراستہ بازار معنی مین دکان
وہ متاع قیمتی ہون مشتری کرے پسند | پوچہی گر قیمت کہون احسان بحال نیچان
طعنے دیتی ہی مجہی پیری پریشان خاطری | ڈہونڈہنے نکلا ہون طرف جہان قدردان
مے سی توبہ کر چکا پرہیزگاری ہی مجہے | لا گلاب صاف ایساقی کہ مین ہولون زبان
ابر تر وکہلا رہا ہی بجلیون کی چشمکین | دل یہ کہتا ہی کہ لکہ اشعار وصف قدردان
ہی ہوس اک مطلع مستانہ ہو زیب قلم | جس سی اٹہی کیف مثل گوشۂ چشم بتان

مطلع

صورت مینا ہین لبریز سخن کام و دہان | ریزش پیہم سی تر ہوتا ہی ایمان بیان
کرتی ہین اٹکہیلیان مضمون خیال یاسی | گدگداتے ہین مجہی الفاظ معنی ترجمان
تا کجا پاس ادب اظہار مطلب شرط ہی | روکتا ہی کیون دل مشتاق کو کہدی کہ ہان
ای فلک شمس و قمر پر ناز کیا کرتا ہی تو | دیکہ میرا دل کہ ہی اسمین کسکا جلوہ نہان
حامی دین محمد عاشق نام خلیل | آبرو بخش وزارت ناظم ہندوستان
بسکہ ہی راحت رسان خلق فرط خوف سے | ہو گیا بے زہر کام افعی زلف بتان
شوکت افزای ضعیفان ہو گر دست کرم | مور کو تخت سلیمانی پہ ہو نقل مکان
ہر بشر کی آرزو یون شایق پابوس ہی | جس طرح اپنی ہوس کا بخت حاسد پاسبان
آرزو کی طرح یون ہر دلمین کہتی ہی ہجوم | جیسے لبریز دعا ہو خانۂ بیچارگان
ہمت اقبال کی دیکہی جو ہر جانب عروج | آئے استقبال کو فریاد بخت دشمنان
مانع پیری ہے حیرت جلوۂ رخسار کی | دخل کیا ہی بڑہ سکے جو توسن عمر روان
چرخ چارم تک جمال پاک کا ہی تذکرہ | سورۂ والشمس سے ہر صبح ورد قدسیان
دیکہکر بزم طرب ایسا دل حاسد جلی | روشنی دی شمع کے مانند مغز استخوان

نظم عالی سے وہ اطمینان سبکو ہوگیا ۔ شانہ برہم کر نہین سکتا ہی گیسوے بتان
قصد خاطر سوی اعدا آئے گر دل سے ہو ۔ خون دشمن کی حنا بندسی خجل دستان
فہم افلاطون سپند شعلہ ادراک ہی ۔ کیا کہون کیا حال ہے عقل ارسطو کا یہان
ناز معشوقی نیاز عاشقی سب محو ہین ۔ خلق والا کی زبان خلق پر ہے داستان
کونسا دل ہی نہین جو اوسکا پابند خیال ۔ کون ہی جو خوان بخشش پر نہین ہی میہمان
یہ نہین ممکن لب سایل کو جنبش ہو سکے ۔ قصد سے پہلے صدا آتی ہی لو آو یہان
لطف وہ پیدا کیا احسن سخاوت نے ۔ ہو گیا خالی نمی سی گوشہ چشم بتان
حرص سایل دامن گردون اگر پیدا کرے ۔ سیر ہو جائی زبانسے جب وہ فرمادی کہان
آرزوی مردہ جی اوٹہتی ہی فیض عام سی ۔ کم نہین اعجاز عیسی سے سخاوت کا بیان
ٹہوکرین کہاتے ہین گوہر سا ملونکی راہ مین ۔ نصیب ہوتی ہین جواہر جا بجا سنگ آستان
خامۂ قدرت نے لکہا لوح پر روز ازل ۔ عرش رفعت ماہ طلعت آفتاب روشنان
شاد یون اہل غرض ہوتی ہین اوسکی نام سے ۔ جسطرح ہر قالب جسم مین آجاتی ہی جان
دست زرافشان کی بس جانتے ہین جو خوشی ۔ بہول جائے خلق تکلیف جفای آسمان
جوش الفت دل سے بہار رہا ہی اے تسیم ۔ ہون قصیدہ مین غزل کی کچہ ادا رنگینیان

مطلع

نور حق کا عارض روشن پہ ہوتا ہی گمان ۔ آتی ہی ہوتی ہین ہر دم نگاہ قدسیان
گر دکہادے جلوۂ رخسار کو ہٹکر نقاب ۔ داغ سمجھے مہر کو سینے پر اپنی آسمان
وہ جبین یا چشمۂ خورشید جسکی روشنی ۔ تیرہ بختو نکو لیے ہی صبح صادق کا نشان
تہی جو کچہ آئینہ دلہا مشتاقان مین بال ۔ سو فرو نکر ہوی ہین ابرو وہ عیان
جلوۂ خط حلقہ آور روے تابان پر ہی یون ۔ جسطرح ہالہ رہی انوار مہ کا پاسبان
اب نظر خوف ادب سے لغزشین کرنے لگی ۔ ق ۔ چاہتی ہی عزت پابوس مثل عاشقان

کہ رہی ہی حسن ہے مانع پوچھیے کسطرح — تا قدم ہی شعلہ روشن گذر ممکن کہان

کچھ نہین کہتے اگر آنکھین اوٹھا کر ایکدم — دیکھ لو تو حال ای خستہ دلونکی قدردان

ابتو وہ صورت ہی جو صورت کبھی ممکن نہ تھی — کیا تعجب ہے اگر ہو جاؤ تم بھی مہربان

مفلس ایسے ہین تمہاری بھی نظر پڑتی نہین — جانتی ہو سینہ خالی ہو چکا ہی دل کہان

آرزو گرم تقاضا ہی کہانتک انتظار — جی مین آتا ہی کہون لیکن ادب ہے پاسبان

صدقی جاؤن جو تیغ غفلت مین نہایت چین تھا — دیکھ لو پہر اوس نظر سی بہل جاؤن جہان

چاہتا ہون تم کہو اتنا کہ ہان پہر کیا ہوا — کہ رہا ہون جو رہی ہین اپنی دل کی داستان

مین تو آیا بہی نہین کسکو کہا چلدیجیی — کل کے کہنی کا ہوا اگر وہ پہلی امتحان

نام نامی سنکے کہتا ہون ہوس پابوس کے — ای وزیر خسروان ای آصف ہندوستان

کچھ نگاہ مہر کو رخصت ادہر بہی دیجیے — رات دن چکی مین ہون مانند دور آسمان

بس بہت کچھ ہرزہ پیمائی ہوئی چپ ہو نسیم — لکہ مضامین دعا جو دلمین کہتا ہی نہان

فضل حق سے مسند دولت ہی تیری قدم — تا ظہور آفرینش تا قیام دو جہان

خضر کے صورت بقائی عمر ہو تمکو نصیب — حشر تک یا رب رہی نام ورد قدسیان

قصیدہ در مدح ظفر الدولہ معتبر الملک رفیع المنزلہ نواب علی اصغر خان بہادر ناصر جنگ

کثرت عیش سے یہ بیخبری ہی ہر دم — کہ فراموش ہین جو یاد تہی گردونکے ستم

آج کل قوم بشر کے وہ بڑہی ہین اعزاز — کہ ملک کہاتی ہین آسایش انسان کی قسم

وسعت حوصلہ کی حد نہین ہوتی معلوم — ہر زیادہ نظر آتا ہی نگاہون مین کم

برہمی ایسی زمانے سی ہوئی ہی معدوم — کہ پریشان نہین ہوتی کبھی گیسوی صنم

لفظ دشنام حسینونکی دہنمین ہی قید — لے رہی ہین لب عشاق یہ بوسے پیہم

کبھی عاشق کبھی معشوق کبھی سب سے پاک — سیکڑون رنگ بدلتا ہی مزاج آدم

مژدہ دیتی ہے صبا پیرہن عاشق کو
کہا چکا دست جنون چاک گریبان کی قسم

ہو چکی چشم عقیمہ نہین ممکن آنسو
اوٹھ گئی عنصر ہر فرد سے پیدائش نم

وقت تحریر جو کی ضرب رمل نے تکرار
صفت جاہل مغرور اٹکتا ہے قلم

کوئی دم سے اے دل بیتاب ٹھہر جا تو بھی
کہ قضا ہین ثنا خیر نسا ئین سے تجھے ہم

مطلع

مجمع خلق و حیا زینت قوم آدم
ای جناب ظفر الدولہ رئیس اعظم

صدقی اس طرۂ فرقی کی دل و جان بشر
کردیا سلسلہ کن فیکون کو برہم

جلوۂ نور جبین نے وہ عطا کی حیرت
ہر طرف شوق بہی ہی نہین قابو مین ہم

شوق کہتا ہی کہ لون بوسہ ابرو کیونکر
الحذر یہ تو کوئی تیغ کشیدہ ہی دو دم

چاک کسطرح نہو تیغ نظر سے سینہ
تیر مژگان کی یہ ہٹ ہی کہ جگر دیکہین ہم

للہ الحمد کہ ہین شرم سے نیچی آنکہین
ورنہ ہوا ایک اشارے ہین صفای عالم

نظر آئی کشش حسن جو بینی سمجہا
چھوٹ گیا ہاتہ سے استاد ازل کے یہ قلم

ماہ و خورشید سے بہتر ہین تہین رخسار کے
ہی زوال اونکو یہ تابندہ شب و روز بہم

سبزۂ خط لب جان بخش دہن کی نزدیک
خضر و عیسے نظر آتے ہین کنار زمزم

ہی اسیطرح ہر اک عضو مین کیفیت نور
گردن و سینہ سے تا آینۂ حد قدم

زلف کہتی ہے دم حشر کرونگی فریاد
کردیا ایک نظر نے مجھے ایسا برہم

شانہ کہتا ہی کہ مین چاک جگر رکھتا ہون
کیا نہ پوچھیگا خداوند ازل حال ستم

کہہ رہا ہے دل خستہ کہ الہی فریاد
جلوۂ حسن خداداد سے ہے یہ عالم

دادخواہی کے لیے بس ہی ہمین تر دامن
اشک خاموش یہ کہتی ہین کہ کہتی نہین ہم

نکل آتے ہین دم سرد جو آہونکی ساتہ
گرمی نالہ کی کہاتی ہین لب خشک قسم

کہ نہین ضبط سخن کا ہمین یارا باقی
کہ لین اب ہم بہی غنیمت ہی یہ فرصت کچھ دم

واقعی قدرت خالق کا نمونہ ہے تو
علم مین حلم مین احسان مین کرم مین ہر دم

کامل علم سخن شاعر یکتاے زمان
روح صدقی ہو جو اوصاف مضامین مین قلم

خلق ہوتی نہ اگر طبع معلی تیری
دفتر راز معانی نظر آتا برہم

جلوہ دیتا نہ اگر نور مضامین خیال
میل کرتا نہ کبہی حسن سخن پر آدم

گر نہ افسانہ افکار سناتے اوسکو
چاک دامن نظر آتا نہ گریبان عدم

خلق ایسا کہ جہان رہین محبت ہوکر
مخلصے چاہی نہ تا عمر قدم ٹوٹی دم

آدمی کیا کہ ملک بہی کہین سبحان اللہ
بیٹہین گر خدمت عالی مین وہ ہوکر باہم

وہ حیا غنچۂ سربستہ بہی شرما جائے
وقت احسان نظر آئی جو بدن کا عالم

کثرت زر کی دکہائی بہی سنئے یہ تاثیر
داغ ہو جاتا ہی ہر دامن مفلس مین درم

اثر فیض سے ہر شے مین یہ استغنا ہی
کہ نہین زخم جگر کو بہی ہوا سے مرہم

مژدۂ بیخبری لطف نے ایسا بخشتا
روح رفت نہین حالات بدلنے محرم

کسقدر غلغلۂ جود نے رفعت پائی
حوصلہ کرتا ہی تریا نے روح حاتم

نام آجائے زبان پر جو علی اصغر کا
کیون نہ آسان ہو انسان کے لیے کار اہم

ہیبت ایسی کہ دلیرونکی جگر ہون مضطر
نام سنکر تہ و بالا ہو ہزار رستم

رفعت حوصلہ کا حال اگر کچہ سے لکہے
پہونچی شاعر کی تصور کا فلک پر پرچم

حملہ آور ہو عدو پر تو کرے اتنا قتل
خون شمشیر سی ٹپکے صفت ابر کرم

چار عنصر مین ہی خصم کی یون گردش خوف
جیسے اوزان رباعی پہ تصدق اخرم

چاک دل دی خبر خواب لحد دشمن کو
خندۂ زخم سے پیدا ہو صدائے ماتم

شہرت قوت بازو جو ندامت بخشے
پی لے دشمن عرق شرم سمجہکر زمزم

خوف تیر اورق دہر پی کہودی ہر خوف
دہن افعی گیسو مین نہ باقی رہے سم

تیغ اس دست بلورین کی جو دشمن کہائے
خون ٹپکے دہن زخم سے ہوکر شبنم

عفو تقصیر نہین جوش محبت سی خیال — کیا کیا خاطر بیتاب نے تفویض قلم
بخدا خادم صادق ہون نہین شک اسمین — یاد کرتا ہون تری جوش محبت کی قسم
ای نسیم جگر افگار نہ بک بیہودہ — آگیا پیش نظر حسن دعا کا عالم
ای خدا تا کہ رہے سلسلۂ چرخ و زمین — ہر دم و ہر لحظہ ترقی پہ رہین نار و نعم
ای خدا بے خلش غیر میسر ہوا سے — دولت و عمر ابد راحت آغوش صنم
رات دن محفل عشرت مین میسر ہوا و قات — خوار ہون حاسد و بدخواہ و احبا خرم

ایضاً

یہ رفعت کلام کسی سے کیے کہان — ہمزادہ خیال ہے ہمراز آسمان
مانند ذات حق ہی تعلق سی فکر پاک — مضمون مین ہین ہی نہ الفاظ مین زبان
روشن ہون ہر طرف صفت نور آفتاب — میری سخن کی فیض سے ممنون ہے جہان
مثل عروس حسن مضامین کہی ہی حجاب — کیا دخل جو سکے کسی نافہم کا گمان
بس اب خیال اور طرف سیر چاہیے — موقوف کر یہ سلسلۂ ذکر این و آن
لکھ جلد ایک مطلع آغاز مدعا — جس سے اوٹھائی لطف سخن طبع قدردان

مطلع

ای خامہ ہوشیار کہ ہی وقت امتحان — مدت کے بعد آج طبیعت ہے مہربان
مضمون بشکل ابر کرم ریزشو نمین ہین — کہتی ہے مجھسے فکر مرے یار بار ہان
لا واسطے نثار کے کچھ گوہر سخن — ایسا ملے گا پھر نہ زمانے مین قدردان
خورشید منزلت ظفر الدولہ سب کو خلق — کہتے ہی دیکھکر شرف خلقت جہان
پہونچی جدہر نگاہ عنایت ہوا یہ حال — دامن مین زر زبان پہ عا جستو نمین جان
اللہ رے کرم کہ یہ عالم ہی ہر طرف — مسدود ہی ہوس صفت خواب پاسبان
ایسا ہی کون جسمین اوصاف حسن ہم — حلم و حیا و خلق و وقار و عروج و شان

جوش سحاب فیض سے ٹھنڈی ہوئی جو دل — ہے ہوا ہی دامن الفاظ مدح خوان

ہر سر بلند پست ہے ہمت کو دیکھکر — حاسد کا دل جلا ہی تو دیتا نہین دہان

دیکھا ہے جو خلیق تو ہر دل سے آرزو — اٹکھیلیون مین ہے صفت صبح نوجوان

شرما رہی ہین عارض خوبان روزگار — تابان ہین اسطرح گہر گوش بندگان

کیا دخل مثل عمر گذشتہ پھر آسکے — وہ آرزو جو مہر قد مبجس ہو وہان

ابتک تو انتہا ہی عنایت نہین ملے — قدرت سے ہین خیال و گمان اسپے عنان

ہر جسم و جان پہ سایہ دامان لتفات — رہتا ہی مثل کثرت احسان مہربان

کہتے ہی دل کے بھید سراپا ضمیر صاف — رکھتے نہین بشکل سخن گو لب دہان

پایا نہ یہ جمال کسے مین و مثال — ڈہونڈا کیے خیال و تصور کہان کہان

حیرت سے رنگ جلوہ عارض کی ہین خموش — غنچونکی لب گلونکی دہن برگ کی زبان

نطق زبان کو بسکہ درشتی ہی عار ہے — رکھتا نہین ہی جسم سخن دہم استخوان

اوصاف بیشمار ہین پاتا نہین جو بس — بڑہتا ہی روز کچہ نکچہ اندازہ گمان

حسرت فزا ہی صورت وقت گذشتہ شوق — جسکو نصیب تہی خدمت ہی یکزمان

جو باریاب بزم نہین تہی اوسکی پاس — کیسے ہین کچہ نہین مگر اوقات رایگان

تہے جتنے راستے وہ عنایت ادہر ہوے — اولٹا لکہا گیا ورق بخت دشمنان

اوصاف سے ملے وہ جہتی شوکت خیال — آغوش فکر مین نظر آتا ہے آسمان

طے ہوسکی نہ راہ ثنا جب کسیطرح — عاجز بشکل توبہ واعظ ہوا گمان

یارب بر آئین دلمین مرادین ہون جسقدر — تا انتہاے عمر زمین اوج آسمان

قصیدہ در مدح نواب امیر الدولہ بہادر ابن نواب رکن الدولہ بہادر

تحریر کا وقت آگیا لکہا نام اقدس ای قلم — نواب امیر الدولہ عالی مرتبت والا ہمم

مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن

ہی وہ سخی ابن سخی عالم مین ہی چرچا جسے

چشمۂ ہمت ہی وہ سر دفتر رحمت ہی وہ

حال عنایت کیا لکھون تشبیہ کس شی سے دون

ہی اسکی کثرت ہر کہین آبادی ویرانی مین

دریای بخشش ہے رواں ہر وقت ہی گوہر فشان

جو رنج مین ہو مبتلا جسکو ہو صدمہ ہجر کا

قسمت ہو یاری پر اگر آجای جو پیش نظر

اللہ رے خلق و وفا اللہ رے جود و سخا

خالق نے بخشا وہ اسے حاصل ہو گر فیض نظر

قربان ہی رخ پر قمر لب پر فدا گلہای تر

دولت سے دامن کو بھرا جو منہ سے مانگا مل گیا

لفظ ثنا تر ہو گئے آیا دو دفتر ہو گئے

بخشش پہ جو دسترس سنتی نہین آواز بس

ہر شی مین فیض اسکا ملا دیتا ہون اک تازیتا

کیا شان مین اسکی کہی تعریف کیونکر ہو سکے

جو کوئی اوس در پر گیا بر آیا دل کا مدعا

فیض لب جان بخش سی حصہ کسیکو گر ملی

گر دیکھ لے لطف و وفا یار شیرین سخن

ہی فضل حق سی وہ سخی گر لکھی افسانہ ذکر

قل الحذر کا ہو بپا آجای غصہ گر ذرا

بحر رجز کی دو سُن اشعار ہوتی ہین رقم

دنیا مین بخیل آدمی ہی اسکا ممنون کرم

سرمایۂ دولت ہی وہ باعزت و جاہ و حشم

دے حوصلے سے وہ فزون ہر چند مانگی کوی کم

دنیا مین مثل اسکا نہین لکھتا ہون مضمون کی قسم

آتا نہین پستی زبان اللہ رے جوش ہمم

ہو دریہ اسکی جبین جاتی ہین درد و الم

بخشے یہانتک سیم و زر بھولے گردون بھی ستم

اللہ رے لطف و عطا ہر لحظہ ہی جوش کرم

گلشن مین ہو ہر شاخ تر گلدستہ باغ ارم

خامے نے سلک گہر کیا وصف دندان ہون رقم

جسطرح قسمت کا لکھا ہوتا نہین ہی بیش و کم

سب نقطے جوہر ہو گئے تسلیم ہی اشک قلم

رکھتا ہے جینی کی ہوس ہر راہی ملک عدم

لالہ بھی کھلانی لگا گلشن مین تصویر درم

اکسیر سمجھی خلق اوسی حاصل ہو گر خاک قدم

اہل دول ہو یا گدا ہی سب پہ احسان کرم

دہر کا نہ ہر نیکار ہی یکتا لکھی حسن قدم

ہر فرد ہو محو دعا جبتک ہی سینے مین دم

حاتم کا عالم سی ابھی جاتا رہی سارا بھرم

ہو سر عدو کا سر جدا کھینچے اگر تیغ دو دم

منظور ہو گر امتحان ہون اسقدر خونریزیان
دی کلک شاعر گر نشان رنگین ہو تحریر قلیم

بس ای نسیم نہیں ہی شوق ہین اہی کدہر
شعر دعا الکہ جلد تر دکہلا دی انجام رقم

مقصد ہو جو کچہہ آپکا بر آئی از فضل خدا
خوش ہون عزیز و اقربا جبتک ہین ہیہ ہم

حامی سدا ہون پنجتن جبتک ہی بنیاد زمین
تازہ رہی سارا چمن مسدود ہو ہر رنج و غم

جبتک ہی کاخ آسمان جبتک ہے قوم انس و جان
جبتک ہی بنیاد جہان حاصل ہی عمر و درم

قصیدہ در مدح وصی علی خان بہادر

ذرا تو چین ٹی اودل تجہی خدا کی قسم
کہ او ر فکر مین ہے آج خاطر برہم

خیال صاف کو گلگشت باغ مضمون ہے
برس رہی ہے طبیعت بشکل ابر کرم

کہان عروس سخن ہی کوئی بلا لائے
کہی ضرورت اشعار کچہہ کہین گے ہم

مزاج کو سر مشاطگی معنے ہے
کہلین گے زلف کی مانند عقدہای اہم

نسیم اوٹہا تو قلم وقت امتحان آیا
جمال شاہد تحریر مین ہو حسن قسم

خیال مدح رئیس زمانہ ہی دل کو
ادب کی جا ہی یہان گردن قلم ہو خم

جہکا تو سر پے تسلیم عرض حال کرو
کہ ای امیر فلک مرتبہ جہان کرم

کمال مضطرب الحال تہا خوشا قسمت
نصیب مجکو ہوئی آج بوسہ ہائی قدم

بس اب زمانہ تحریر نام اقدس ہی
گلاب و مشک سی ہوتی ہین ہم زبان قلم

الٰہی اپنا کرم رکہہ وصی علیخان پر
وہ ہی سپہر کرامت کا نیر اعظم

زمانہ کہتا ہے اوسکو کریم ابن کریم
وہ اپنی وقت کا ہی آج دوسرا حاتم

نگاہ فیض اثر سے جو سوی گل دیکہے
دُر خوش آب ہو ہر ایک دانہ شبنم

ہوای بزم طرب خیز کی یہ ہے تاثیر
نہ دیکہی چشم تصور ہی صورت ماتم

محب پنجتن پاک ہی دل و جان سے
فدای نام بتول و رسول ہے ہر دم

یہ فیض تیغ ہے اوسکا پڑی جو اعدا پر — ہر ایک زخم مین پیدا ہون سو دہان باہم
وہ باخدا ہی جو نکلے زبان سے اقرار — بصورت خط تقدیر ہو نہ بیش و نہ کم
فروغ روی مبارک ہی آیت اسلام — بجا ہی کہیے اگر اوسکو قبلۂ آدم
وہ آفتاب جہانتاب ہی اگر جا ہے — ہر ایک ذرہ مین پیدا ہو نور کا عالم
خلاف اوسکا جو چاہی تو ہو خلاف ایسا — مٹے مزاج عناصر سے اتحاد بہم
نزوح جسم کو دیکھے نہ جسم صورت روح — کہ جیسے حل حسی قضا و قدر نہین توام
وہ برگزیدۂ حق ہے کہ وقت عزم عا — عجب نہین جو ہو تقدیر سے زیادہ رقم
نہین ہی یاد خدا سے وہ کوئی دم غافل — ہمیشہ ذاکر حق ہین لب و زبان باہم
صفای قلب ہی کشف ضمیر حاصل ہی — نہین ہے آینۂ دل پہ زنگ تا ز و نعم
کجھون کو راست بنائی خیال شوق اوسکا — مٹے کشاکش شانہ سے زلف کا ہم خم
کہان نصیب جو لی بوسہ رکاب اوسکا — ہزار بار اگر پشت آسمان ہو خم
لکھون مین وصف اگر جب جمال روشن کا — رہے زبان پری پر فسانۂ آدم
جبین وہ ہی کہ جسے لوح نور کہتے ہین — بہوین نہین پی دشمن کہچی ہی تیغ دودم
مژہ مین نوک وہ ہی جیسی ہر حسین نشتر — دم نظارہ صفین کی صفین ہین برہم
نہین وہ چشم کنار حیا مین ہی معشوق — کہ جسکے رشک سے نرگس ہی سرنگون ہر دم
نہین ہی بینی شفاف شمع نوری ہی — بجا ہی گر الف اللہ کا اوسی کہین ہم
لبون مین ہی اثر قم دم سوال و جواب — کہ زندہ کرتے ہین ہاںی مردہ کو ہر دم
دہن نہین ہے وہ ہی درج ذکر الا اللہ — کہ جسمے ہی کلمہ حق کا برزبان ہر دم
غرض نمونہ قدرت ہی سبی تا ناخن — کہان مجال قلم ہی جو وصف سب ہون رقم
اب اور طرز کے اشعار چند لکھتا ہون — مزاج جوش مین آیا پھری عنان قلم
کریم وقت ہی تو ای امیر والا جاہ — ہزار گردن تسلیم تیرے در پہ ہو خم

نگاہ لطف سے مجھ خستہ حال کو بھی دیکھ
کہ بھول جاؤں فلک کی تمام جور و ستم

ثنا میں تیری کروں اور رہوں نہ بیل و خراب
یہ شرط لطف نہیں ہے رئیس اہل کرم

اب اور کون ہے ایسا کہ جس سے حال کہوں
سناؤں کسکو میں اپنا فسانۂ ماتم

غریب و بیکس و ناچار و مضطرب ہوں میں
رئیس عیش ہو تم میں اسیر رنج و الم

فقط نگاہ عنایت کی آرزو ہے مجھے
زیادہ اس سے نہیں چاہتا خدا کی قسم

نسیم طول سخن ہو چکا بس اب خاموش
خطر کی جا ہے مبادا مزاج ہو برہم

حضور قلب سے مانگو خدا سے جو چاہو
پڑھو دعا کی بھی اشعار چند سن لیں ہم

الٰہی تا کہ رہیں مہر و ماہ گردوں پر
الٰہی تا کہ زمین پر ہو نور کا عالم

نصیب عمر خضر رتبۂ سلیمان ہو
رہے ستارۂ اقبال جلوہ بخش قدم

ایضا

بہار آئی کھلی ہیں غنچے پھر دیں ہمہ چمن کا سامان
وظیفۂ گل ہے ابد تو ہمیں ترانۂ عندلیب نالان

فسردہ خاطر ہوئی ہیں واعظ ہجوم سودا امنگ پر ہے
بڑھی ہیں یہ چاہ پیرہنکی کہ ہو گریباں انیس دامان

فسانۂ غم کی بے اثر ہے کہا یہی غفلتوں کا
ہوئی ہیں مصروف چارہ سازی دل طبیبان خاطر پریشان

کھلے جو سنبل کی زلف پیچ و خم مزاج از خود ہوا پیچ
طواف میں ہے نگاہ پیہم نثار ہوتی ہیں تحفۂ جان

سبو و ساغر چھلک رہے ہیں بہک رہے ہیں زبان ہمیں
سر رہی سے لغزشیں یا پڑ رہی ہیں افتادگی کی احسان

لباس سے تن کو تخلصے ہے ہٹا رہی دیوانگی نی جھگڑے
ہوی تعلق سے پاک امن نہیں ہے تہمت گریبان

صدا یہ دیتا ہے کوس گردون ترانۂ صبح عید سنیے
جگا رہا ہے خیال تازہ کہ خواب غفلت سے ہو غزل خوان

نسیم خستہ جگر بھی ہے دم سنا رہا ہے مدیح مضمون
نہیں ہے دم سا ہے زندگی کا رہیں گے یادگار دوران

زمانہ فیض سخن سے میری بشکل عرش برین ہے روشن
بلند ہوئی ہے فکر عالی جہاں نہیں ہیں آفتاب تابان

قدح مشتاق گفتگو ہے خیال مصروف جستجو ہے
پڑھوں وہ مطلع کہ جسکی عظمت میں جھک گئی سر اہل عرفان

مطلع

سپہر جاہ جلال شوکت فروغ خورشید چرخ احسان
وصی علیخان وصی علیخان وصی علیخان وصی علیخان

ترقیوں پہ ہی جوش ہمت شریک بخشش ہیں دوست دشمن
جہان میں ایسا ہی کون باقی نہیں جو خوان کرم پہ مہمان

بہت سے بحر ہر دیار میں ہم نظر سے گذرا تمام عالم
نہ پایا ایسا رئیس اعظم کہ جسکو لکھتی امیر دوران

نہال بے برگ تہا جہان میں کیا ہی سرسبز کرم نے تیری
بشکل شمشاد ہو گیا ہے سرنگون شاخ چمن گل افشان

شمیم اخلاق مثل گل سی ہوا سمٹ کے رہ رہ گئے ہیں غنچے
حیا سے ہے گل کا سر فرو ہی گل کی صورت گلستان

ہزار سائل جو در پہ آئیں پھر نہ جائی محروم ایک ان میں
رہے ہے تیرا دست گوہر افشان ہمیشہ مانند ابر نیسان

دعا سے طول حیات میں گر کسو نکو تکلیف مدعا ہو
دہان سائل میں کیا عجب ہے لعاب ہو جائے آب حیوان

جو دیکھی آیات مصحف رخ تو ہر ایک کفر سرنگون ہو
رہے نہ بنیاد ولات و عزی ہر ایک کافر بنے مسلمان

نہیں ہے ثانی ہیں تیغ کی ایسا کہ جسکو شوق قد نہیں ہے
نہان ہیں ہر لباس تن میں کہ جیسے مومن کا نور ایمان

زبان تیغ و سنان سے سن لی جو شرح وہ مرگ ناگہانی
تن عدو پر جراحتیں ہوں بصورت غنچہائے خندان

دعا میں تاثیر تم نکیوں ہو قبول خالق ہر اک سخن ہی
حیات قربان پیر لب ہے اہل ہی کون سو کشیدہ دامان

نکتہ میں لاکھوں کرامتیں ہیں نہ پا نہیں ہے عجائباتیں ہیں
ہزار اسپ شہ ہا توں میں کریگا تعریف کیا سخندان

زبان سے تیری جو حکم نکلی تو دو اثر وہ کلام بخشی
ملے احبا کو عمر و دولت عدو کو یہ بھی قضا کا فرمان

دیا اثر ہی خدا نے تجکو روای حاجات دین و دنیا کا
شفا ملی مرض کو مجرب ہے نام تیرا بجائی بان

جو مانگی حقنے دعا یہ مکرم مطیع فرمان ہو سارا عالم
ہوا و جن و طیور ہیں یہان تجہی سلیمان پس سلیمان

قصیدہ در مدح نواب حضور محل صاحبہ دام اقبالہا

مانند شانہ ہے خلش تیر جو روزگار
حاصل ہے مثل زلف مجھے طول انتشار

امید وار ہوں دل مشتاق کی طرح
یارب دکھا جمال تمنا بھر ایکبار

آغوش میں مراد ہو لب پر ہوں قہقہے
چھلکوں بسان ساغر لبریز بار بار

بیٹھا رہوں بصورت صفت مدح میں
گھٹنے میں مثل عمر عدو پاؤں اختصار

دکھاکرین حسین جہان جوش شوق مین
پیدا ہو مجھ مین صورت لہامی دا ئمدار

لپٹون بشکل سجہ ساقی سبو سے روز
چھوٹون بسان آہن جانان ہزار بار

گردن جھکاؤن مثل قلم التماس مین
چہرہ دکھاؤن صورت مضمون آبدار

الفاظ مین بصورت معنی چھپا رہون
مطلب کی دون خبر جو زبانسی ہون آشکار

خاطر مین آکی قصد ہون منہ مین جا کی بات
پونہچون جو تا بہ گوش مخاطب ہو بیقرار

ای خامہ بس تہیہ تمہید تا کجا
لکہہ جلد کوئی مطلع مضمون آبدار

مطلع

تا آسمان خطاب علی کی سے بیکار
بانوی شہ حضور محل صاحب وقار

ہمت وہ دی خدا نی کہ شاعر کی ہی زبان
قاصر ہی جسکی وصف مین باعجز و انکسار

اتنیکہ سے سخا و مروت مزاج مین
مقبول بارگاہ الٰہی ہین جملہ کار

خورشید حسن نور خدا روی پاک ہے
باتون پہ ہی کرامت صادق کا اعتبار

آنکھو مین ہے لحاظ نگاہون مین احتیاط
ممکن نہین خلاف شریعت ہو کوئی کار

جو جسکی آرزو ہی وہی ہی زبان پر
پیدا ہی قلب صاف مین پنہان و آشکار

عصمت وہ ہے کہ خامہ نقاش کائنات
مس کرسکا نہ کہینچ کے تصویر آبدار

شبنم کے بدلی برسین گھر آسمان سہی
خواہش و عالی ہو جو بدرگاہ کردگار

ہی حب اہلبیت کا اسد سچہ ملین جوش
حورین جنان مین کرتی ہین تحسین ہزار بار

خرسند فاطمہؓ ہین علیؓ خوش رسولؐ شاد
راضی حسن حسین سمجھتی ہین دوستدار

مد نظر ہے آٹھ پہر سب کی پرورش
محفوظ ہی ہر ایک رفیق اور اہل کار

مین ہے ہون جبہ سا بامید نگاہ لطف
ای بانوی عفیفہ و خاتون باوقار

پونہچا یہ حال اور گزارش مین کیا کرون
روتے ہی بیکسی مری قسمت پہ بار بار

ایفای وعدہ مین نہ کمی کیجیے حضور
فضل خدا سے آج موافق ہے روزگار

صد شکر سرخرو مین ہوا اب جناب سے | جو کچھ کہا تھا دیکہ لیا بعد انتظار
واجب ہے پرورش کہ بہت بیقرار ہون | افلاس کی خراش سے دل ہی شگافدار
بخشے ہین ہم ہی نے ہزارون طرح کی پیچ | شاید کہ اپنی زلف سمجھتا ہے روزگار
مثل مزاج یار ہے مصروف اہتمام | کیا کیا گمان ہو ہین بحال نحیف و زار
ہنستا ہون مثل خندۂ زخم جگر اگر | سیتا ہے بخیہ گرد ہین و لب ہزار بار
اظہار مدعا سے پشیمانیان ہوئین | کھو بیٹھے اپنے ہاتہ سے سامان اعتبار
ارزان ہوا ہون طعنۂ معشوق کیطرح | گر مفت ہے بکون تو نہین کوئی خواستگار
اب کون جز حضور ہے ایسا جہان مین | جسکو ہو رحم جانب دلہا ے بیقرار
بس اے نسیم روک زبان قلم کو تو | دی نذر دیکہ قدرت خلاق روزگار
وقت دعا ہے عرض تمنا مین دیر کیون | قسمت دکہا رہی ہے دم لطف کردگار
یارب ہین باغ دہر مین جبتک و شگیان | دور خزان کبھی ہے کبھی موسم بہار
دشمن برنگ برگ خزانی ہو زرد رو | احباب پہولین پہلین ہین صورت ہزار

تمت

رباعی

تن آتش غم سے نے جلائے نہ ہون | سینے کو کباب سنے بنائے نہ ہون
وہ لذت عشق مین سے نے چکھے ہی نسیم | سو دل ہون تو یار سے نے لگائے نہ ہون

ایضاً

انسان کا جو کذب پر شعار آتا ہے | خاطر پہ ہر ایک کی غبار آتا ہے
پر وعدۂ یار کچھ عجب شی ہی نسیم | گر جھوٹ بھی ہو تو اعتبار آتا ہے

ومن یتوکل علی الله فهو حسبه
الحمد لله والمنة که درین زمان فرخی توامان دیوان بلاغت نشان مسمی به دفتر شگرف معروف به
حسب فرمایش مهر سپهر اقبال ماه اوج اجلال الخواجه محمد تقی خان بهادر متخلص به افسر دام اقباله
مطبع مصطفائی ۱۲۸۲ محمد مصطفی خان طبع کرد

واہ کیا رتبہ ہی فکرِ طبعِ حق آگاہ کا

خوب ہی آزاد رہنا مردِ حق آگاہ کا

دیکھنا کیا مرتبہ ہی عاشقونکی آہ کا

گھٹ نہین سکتا گھٹانے سے ہی کامل کا کمال

چاہتا ہون دید تیری عالمِ ایجاد مین

گر نہوتا او نمین شاملِ عکسِ نورانی ترا

سب مین اور سب سے الگ ہی کیا دانائی ترے

جسطرح قالب مین جان ہی اسطرح ہر جا مین تو

کیا ملی وہ رحمِ ازل سے جسکو تو بخشے فراغ

کیا غرض عشاق کو اعمالِ خوب و زشت سے

تیری صحبت سے امتحان کر چکا تو او پردہ نشین

کجروی کو چھوڑ ظالم راستی کر اختیار

دل کسی صورت سے بہلے کیون تم آئے ہو وہ

سایہ ہی بالای مطلع چترِ بسم اللہ کا

کھینچئے قشقہ جبین پہ نامِ بسم اللہ کا

اوّل و آخر مین جسکے حرف ہی اللہ کا

بے الف معنی ہی کہ خالی ہی لفظ اللہ کا

مین نہین خواہان ہون ہی یاری کمال و جاہ کا

جلوہ خوش آتا کسے تصویرِ مہر و ماہ کا

بعد ملنے کے جدا ہی لفظ جیسے راہ کا

یہ فقط دہوکا سا ہی نام گدا و شاہ کا

نامہ کہہ سکتا نہین بخیہ شگافِ آہ کا

ہم نہین رکھتے بجز درد سا توشہ ہمراہ کا

حوصلہ دیکھ اپنی مشتاقِ اجازت خواہ کا

خوب دیکھا ہارہی انجام اولٹی راہ کا

شور بیتابی نہین ہی زمزمہ ہی آہ کا

۱۵	ہین تو او سکے روی روشن کا ہون دیوانہ تسنیم ننگ ہی جسکو نقاب حسن جلوہ ماہ کا	۲

ہون عاشق دیوانہ جو معشوق خدا کا — غل نالۂ زنجیر مین ہی صل علے کا

بیہوش کیا ہی کسی باہوش نے مجکو — جھگڑا نہ رہا یاد عذاب دوسرا کا

صدقے تری اوشکل سے روح و تن عاشق — وہ غیظ مین اوس وقت ہی و عکسی فنا کا

تو پیش نظر روح فدا شوق ہم آغوش — اب ہاتھ نہ احسان اوٹھائینگے دعا کا

دوزخ کو بجھا دون عرق شرم سے اپنی — ایما ہو جو تیری نگہ لطف فزا کا

مرنے پہ بھی لائی نہ تری نکہت گیسو — احسان نہ ہوا روح پہ بھی باد صبا کا

جز بیخودی شوق نہ گریہ ہے نہ فریاد — لی دوست چھٹا ہمسے تعلق رفقا کا

کیا فکر عذاب لحد ہی مردہ دلون کو — ہی اور ہی جھگڑا تری مضمون لقا کا

خاموش زبان شرم سے آنکھین سوئے زانو — ہین صدقے یہ انداز ہی تسلیم و رضا کا

شمشیر محبت سے ہوا چاک جو سینہ — ہر زخم جگر لفظ بنا صل علے کا

عاشق کی ہی یہ خاک قدم رکھ کی گزرجا — بوسہ ہی ملے کوئی عذار کف پا کا

قربان اوٹھا عارض پر نور سے پردہ — مرجاؤن نہ عاشق پہ ہوا احسان قضا کا

مدت سے ہی یہ ہمت تری کھچی مین بنی قبر — ہو اوج پہ اقبال مرے بخت رسا کا

مطلب ہی مرا عارض پر نور کا جلوہ — عاشق ہون ترا نام کو بندہ ہون خدا کا

۲۱	اعمال تسنیم اپنی بُری ہین کہ بھلی ہین لیکن ہی بھروسا ہمین محبوب خدا کا	۳

بزم غمکو دیکھکر دل خوش ہوا جلاد کا — شور ماتم کیا ترانہ تھا مبارکباد کا

قید مین آنا بہت دشوار ہی آزاد کا — غیر ممکن جمع ہونا نکہت برباد کا

خود فراموشی شعار ہی اوس سہی کی یاد کا — دل دکھانا خاص شیوہ ہی مری فریاد کا

ہاتھ آنا غیر ممکن طائر آزاد کا
دیکھتا ہی دور سے قابو نہین صیاد کا

قبر پر آیا ہی دینے کو مبارکباد مرگ
یہ نیا ایجاد ہی بیرحم ستم ایجاد کا

واہ کیا رعب جنون ہے اپنی فصد کھلنے جائیے
ہاتھ کیسا کانپتا ہی جسم بھی فصّاد کا

پاؤن جنت مین نہ رکھا تھا کہ نکلی تن سے جان
بیکسی نے رو دیا منہ دیکھکر شداد کا

ایک کیا دو چار بوسے تو خوش کر لین ہمین
سہل سمجھے شاد کرنا وہ دل ناشاد کا

یاد آئین بیڑیان اور وہ گرانی طوق کی
کم ہوا سودا مرا منہ دیکھکر حداد کا

وصل کی کیفیتین فرقت مین دکھلا دیجیے
وہ دہن چومی مرا مین بوسہ لون فریاد کا

اوسکے کانونتک گئی ممنون احسان ہم ہے
آج اپنی جی مین ہی منہ چومیے فریاد کا

جب چھٹا تیر نظر آیا مری دل کی طرف
قہر ہوتا ہی نشان ہی خانہ آباد کا

کہتے کہتے رہ گئے ہنگام استفسار حشر
کچھ محبت آگئی منہ دیکھکر جلاد کا

روز جور تازہ سہنے کی ہمین طاقت کہان
دیکھیے ایجاد کبتک اوس ستم ایجاد کا

مجکو بھی تجدید عادت مین ہی کرتی ہی فلک
جسطرح پہلو بدلتا ہی تری بیداد کا

باوفا ہون بیوفائی کا نہین آتا خیال
رحم کا طالب نہین ہون آشنا بیداد کا

دیکھ لیتا ہی جو اوسنے آنکھ سی دیکھا نہین
شوق تیرا نور دل ہی کور مادر زاد کا

کیون نہ خنجر ٹوٹ جائے آکی تیری ہاتھ مین
حسن کی گرمی سے کشتہ ہو گیا فولاد کا

حب دنیا الفت زر لیسی دم بھر کو نہین
اسیر آزاد ارادہ ہی خدا کی یاد کا

بعد آزادی بھی مدت تک پھڑکتے ہنسے ہم
آگئی شرم وفا منہ دیکھکر صیاد کا

۲۲	حق خدمت چاہتا ہی جلکی رہی اے نسیم مدتوں سے آہ ویران ہی قفس صیاد کا	۴

منظور ہے ناپنا لمسم کا
پیمانہ بنا ہے نظم کا

تھا شام سے دغدغہ سحر کا
دھڑکا ہی لگا رہا گجر کا

سینے مین سے کچہ آئی آواز ‌ پہوٹا کوئے آبلہ جگر کا
آنسو پونچہین گے کب تک احباب ‌ ٹپکا نہ رکے گا چشم تر کا
دل ہی تو ہے کیا عجب بہل جاے ‌ کچہ ذکر کرو ادہر ادہر کا
کیون زلف دراز کھولتے ہو ‌ کیا خوف تمہین نہین کمر کا
کچہ بے ادبی ہوئے مقرر ‌ سینہ بیدہا گیا گہر کا
تنہا نہین گوشۂ قفس بہی ‌ جہگڑا ہے ساتہ بال وپر کا
محتاج کفن نہین ہے بلبل ‌ پردہ کافی ہے بال وپر کا
رہتے نہین ایکدم کسی جا ‌ بتلائین نشان خاک گہر کا
کیا کیا ہمنے نہ خاک اوڑائی ‌ پایا نہ غبار تیرے در کا
ہو آپ کے کان تک رسائی ‌ اللہ یہ مرتبہ گہر کا
اے دل کنج مزار دیکہا ‌ پہلا یہ مقام ہے سفر کا
یاقوت کہان مرے دہن مین ‌ ٹکڑا ہوگا کوئے جگر کا
رخصت رخصت جو کہ رہے ہو ‌ اے جان خیال ہے کدہر کا
جبتک ہے کچہ حیات باقی ‌ رستا دیکہین گے نامہ بر کا
آنکہون مین خیال اور ہی ہی ‌ جلوہ کیا دیکہیے قمر کا
آرام کہان نصیب ہمکو ‌ کہٹکا درپیش ہے سفر کا
پہنچی مرے ہاتہ تک تو فصاد ‌ منہ لال کرونگا نیشتر کا
دوڑے سے لینے قدم اجل کے ‌ دہوکا ہوا یار کی خبر کا
ٹہرو لاشہ اوٹہے تو جانا ‌ جہگڑا ہے اور دوپہر کا

۶	کیون آئے نسیم نیند ہمکو سر رکہ کے زمین پہ یار سر کا	۵

صد چاک ہی مانند کتان چاک جگر کا
آنکھون نہین تصور ہی جو اک شک قمر کا

دامن سے کے یہ قدرت ہے کہ اس جوش کو روکے
امڈا ہوا دریا ہی مرے دیدۂ تر کا

شرم آتی ہی اک پردہ نشین کا ہون تجھے مین
منہ دیکھیگا جراح مرے زخم جگر کا

رخصت ہی تن زار سے اب جان حزین بھی
ملجاؤ گلے سے کہ زمانہ ہے سفر کا

ہم عاشق مشتاق سخی تجکو کہین گے
بوسہ ہمین دے ای گل تر اس لب تر کا

١١	مجکو سبب مرگ ہی نظارۂ ابرو کشتہ ہون نسیم اوسی اسی تیغ دو سر کا	٦

تم تک مجھی لایا تھا جوش اس دل مضطر کا
اب جاؤن کہان ستا معلوم نہین گہر کا

دشمن کو ہٹاتے ہین اب مجکو بلاتی ہین
لو اور نئی سوجھی منہ دیکھ کے خنجر کا

خود رفتہ و شیدا ہین بیتاب ہین سودا ہین
کیا تجھسے کہین پیارے جو حکم مقدر کا

اک عمر کا قصا ہی برسون ہی کا جھگڑا ہے
سنتے وہ اسے کبتک طومار ہی محشر کا

البتہ شگوفہ بہی صرصر کی سی آمد ہی
گھبرا ہی نہ کیون بلبل منہ دیکھ گل تر کا

مشتاق رہی برسون عدو بہی ہے لالا کے لگن
لیکن نملا بوسہ ایجان لب تر کا

ناحق کو جلاتی ہو کیون ہمکو بلاتی ہو
دشمن تمھی ابھی تک ہی پہلو سہی نہین سر کا

عالم سے نرالا ہی ہر ایک سی بالا ہی
حاجت نہین کچھ رکھتا محتاج ترے در کا

مفلس ہین کہان سامان تو آکہ نہ آیجان
ارمان بہت کچھ ہین تھوڑا نہین یان زر کا

اب دل مین نہ اپنے ڈر تو شوق سے یا کر
حافظ ہی مرا نالہ ہر رات ترے در کا

١٥	اوسنے جو پڑھا نامہ بگڑا وہ نسیم ایسا تلوون سے ملا پہرون سر میرے کبوتر کا	٧

تنگ کرتا ہی بدل جانا یہ ہوسہ یار کا
رنگ رخ نے ڈہنگ سیکہا ہی مزاج یار کا

ایکدم فرصت نہین کیا اژدہام خلق ہی
رخنۂ دل ہو گیا روزن تری دیوار کا

حذ نہین معلوم ہوتی بڑھ چکی کیا کیا نظر
طول ہی زخمونکی دامن مین شب بیمار کا

عادت بیسود کہو دیتی ہی آنکہونسی قرار
کچھ اثر رکھتا نہین خندہ لبِ سوفار کا

اب تو ہر زخم جگر ہی دامنِ ابرِ بخیل
تر نہین ہوتا ہی سو کہون سے لبِ غار کا

جذبِ وحشت کا اثر اتنا تو دیکہا آنکہہ سے
آبلونکے منہہ مین آجانا زبانِ خار کا

ایک نقطہ دیکے خامی نے پتا بتلادیا
آج ثابت ہوگیا ہونا دہانِ یار کا

روی روشن کے حرارت سے پہکا جاتا ہی دل
آج سمجھے نور مین ہی خاصہ سے نار کا

رہگیا ہی کچھ جو کانٹونمین اولجہ کر جابجا
تارِ دامن اب نظر آتا ہی گیسو خار کا

ونکو طعنونکی گذر ہی ات کو دشنام تلخ
کیا پسند آیا مکان انکو دہانِ یار کا

کسطرح آگی بڑہون مانع ہی کچھ پاسِ ادب
آنہ جاتی زیر پا سایہ تری دیوار کا

آسمان پر کچھ شفق پہولی نظر آنے لگی
عکس جا پونہچا تمہاری دامنِ گلنار کا

شغلِ افغان کے لیے بلبل کریگی اعتکاف
باغبان گوشہ بتادی دامنِ گلزار کا

جو آہی سنتا ہے پہر سوتا نہین آرام سے
اب ہمارا ذکر نالہ ہوگیا بیمار کا

۸

چشمِ عاشق بنگیا ہون آئینہ مین اسی ہم
شاید آجائے نظر جلوہ جمالِ یار کا

۱۱

بند کی شب آنکہ دہیان آیا جو روی یار کا
ہوگیا پردہ ہمارے دیدۂ بیدار کا

وای قسمت ایکصورت پر نہین جب دیکہی
خاصہ پیدا کیا دل نے مزاج یار کا

اس تمنا پر فقط مرتی ہین اپجانِ جہان
حشر کو دیکہین گے ہم جلوہ ترے دیدار کا

ایکساعت مین بدل جاتی ہی سو بار آہ
خاصہ تقدیر مین ہے پہلوِ دلدار کا

دوست کی امید سے دشمن کبہی خالی نہین
سایۂ پا ڈہونڈہتا رہتا ہی سر ہر خار کا

اسقدر لطفِ تلون دوستی ہر شی مین ہی
بڑہ کی گہٹ جاتا ہی سایہ بہی تری دیوار کا

ادا ہی ہنیدی ٹہہری صدمہ دردِ فراق
حوصلہ نکلا نہین ہی خاطرِ غمخوار کا

کسطرح آرام سے ہین کہ بعد از چند روز
پیش ہے ہمکو سفر اک منزلِ دشوار کا

اس فریب کہنہ کے مشتاق ہم بھی ہو گئی
کسکو آتا ہے یقین ظالم تری اقرار کا

آج سب پھیلائین دامن جسقدر محتاج ہین
امتحان کرنا ہی ہمکو چشم گوہر بار کا

۹

دیکھیے کسطور سے یہ رات کٹتی ہی نسیم
آج کچھ عالم دگرگون ہی دلِ بیمار کا

۱۷

پھر غلغلہ ہے آمدِ فصلِ بہار کا
بگڑا مزاج میرے دلِ بیقرار کا

آرام کی ہوس دلِ بیتاب اسمین کیون
کیا پہلوی مزار بھی پہلو ہے یار کا

بوسے فریب سے جو لبِ یار کے لئے
برہم معاملہ ہے مرے اعتبار کا

رحم آچکا تھا شرم نے سمجھا دیا کچھ اور
بگڑا نصیب پھر کسے امیدوار کا

گر جانتے جگاہی گی برخیز حشر کی
احسان نہ لیتے راحتِ خوابِ مزار کا

یہ وہ خلش نہین کہ طبیعت کو چین ہو
کھٹکا نچائیگا مژۂ آبدار کا

اسے چرخ بس اُٹھائیے تکلیف اب نکر
احسان اوٹھا چکے ہین بہت روزگار کا

وصلت کی راحتون سے تعجب ہم نہ بھولنا
ایدل رہے ضرور لحاظ انتشار کا

جب دیکھیے قرار نہین ایک شکل پہ
میرا سا اب تو حال ہوا روزگار کا

جب دیکھیے کجی کی سوا راستی نہین
بل لے ایا مزاج نے کچھ زلفِ یار کا

دم بھر کے دیکھنی کی تمنا ہمین نہین
شرمندہ ہو گناہ بھی کیا ایکبار کا

تیر ستم عدو کے دعا نے کیا اثر
بدلا ہوا ہی حال کچھ اس خاکسار کا

ہان تو اگر بلاہی تو آؤن مین ہر طرح
ہے تجکو اختیار مرے اختیار کا

آتے نہین وہ ہای یہان حال غیر ہی
اقبال اوج پر ہے شبِ انتظار کا

پابوس آسمان سی شرف ہوتی ہین نصیب
پھر حوصلہ بلند ہی اپنے غبار کا

ہو جائی ہمسے پرسشِ اعمال ابھی تو خوب
وعدہ بہت دراز ہی روزِ شمار کا

١٦	وحشت مین بھی ترک محبت ہوا نسیم منہ آبلون نے چوم لیا نوکِ خار کا	١٠

سنگ تربت لال ہی میرے تن محرور کا — پھول کھلاتا نہین گر کر چراغ گور کا
حشر کی گنتی ہی دن منہ تک رہی ہی صور کا — حاملہ ہی قبر لاشہ لیکے مجھ رنجور کا
گھل گیا تھا جسم اسدرجہ تری تجور کا — ایک لقمہ بھی نہ تھا لاشہ دہانِ گور کا
اہل جنت کو رہا کرتی ہی اکثر آرزو — میرا افسانہ بھی ہی شاید سراپا حور کا
دیکھی کچھ دن ہوائین اسکو آہ سرد کی — جوشِ خونِ گرم سے منہ آگیا ناسور کا
صاعقی دو چار جا بے لپٹے جو میرے آہ کے — روشنی دینے لگا دامن شبِ دیجور کا
دیکھتا ہون وہ کہ جسکی آرزو موسی کو تھی — دلمین روشن ہی مرے شعلہ چراغ طور کا
ایک لقمہ عمر بھر کو بس ہی قانع کی لیے — بند ہو کر منہ نہین کھلتا دوبارہ گور کا
جم گیا ہی خون کا قطرہ نظر کیا آسی خاک — آبلہ رکھتا ہی دیدہ جوہر ساطور کا
کھینچ لون آغوش مین ہفت آسمان سینے کو — پاس ہی وقت تصور گو ہو رستہ دور کا
کثرت دولت مین لطف خانہ بربادی بھی ہی — شہد کے ہونے سے لٹ جاتا ہی گھر زنبور کا
کم حقیقت کی لیے پرسش کبھی ہوتی نہین — کون استفسار کرتا ہی تردد مور کا
ہین نہین کچھ بادہ کش کیون گھٹتے ہین سب — آبلے ہین دل کی یہ خوشہ نہین انگور کا
ہای کیا دیکھا کہ مجکو دیکھی آتی ہین لگ — تھرلا یا یاد آتا قامت مستور کا
حالِ دل تیرا تو بولی اور کچھ فرمایئے — ذکر خوش آتا ہی کسکو قصہ مشہور کا

١٢	کون سن سکتا ہے کسکو اتنی طاقت ای نسیم اپنا ہر نالہ ہی پروردہ کنارِ صور کا	١١

بسکہ ہون محوِ تصور شاہد مستور کا — دل مین عالم ہی مری فانوسِ شمع طور کا
مختصر تھا اسقدر لاشہ تری رنجور کا — گنبد مدفن نظر آتا ہی بیضہ مور کا

میری ہستی اک صدا ہی جو نہ آئی کان تک
شور پنہان ہون جو وہ بھی خندہ ہائے دور کا

مر گئے لیکن ہوا ہی شوق ہی چمکی ہوئی
دوڑتا ہی ہر طرف شعلہ چراغ گور کا

کسقدر لطف خموشی ہی طبیعت کو پسند
ہم نشانتک بھی نہین کہتے ہانِ گور کا

کھینچ لائی اونکو تاثیر دعا آغوش مین
شکر ہوئے عیش سے حق رہگیا مزدور کا

ترک لذت شرط ہی آرام ہستی کے لیے
سر کچلواتی ہی حرص قند ہر زنبور کا

تلخ طینت کی یہی شیرین زبانی ہی ضرور
دیکھتی ہین شہد سے لبریز منہ زنبور کا

سوز پنہان نے جلا کر مجکو ٹھنڈا کر دیا
آتش غم نے اثر پیدا کیا ہے تور کا

گھر بنائے اسقدر کثرت سے رنج و یاس نے
دل مرے سینے مین چھتا ہو گیا زنبور کا

ہیبت فریاد سے میری نکل سکتا نہین
صور مین پوشیدہ ہی نالہ دہانِ صور کا

۱۶

مصرع ناسخ پسندِ طبع والا ہے نسیم
ماہ ہی اک خال رخسار شب دیجور کا

۱۷

ہر گھڑی کرتی ہی تحمل محرومی تقدیر کا
اشک تر کسنے چرایا دیدۂ زنجیر کا

خون پلایا جب ہوا ایسی سی حامل شیر کا
نوک پستان نے مزا بخشا سنانِ تیر کا

درد کی لذت نہین باقی دہان زخم مین
لے لیا کسنے مزا ظالم زبانِ تیر کا

حوصلی پر صاحب ہمت کے صدقے جائیے
سر کٹا کر شمع نے بوسہ لیا گلگیر کا

بھید قاتل کا کھلے کیونکر زبان کہتا نہین
ہر دہان زخم گویا ہی دہن تصویر کا

شوخیان وحشت کی کہاتی ہی نئے انداز سے
چشم آہو بنگیا حلقہ مرے زنجیر کا

رات دن اتو گذرتی ہی بڑی آرام سی
تیر احسان ہی مری فریاد کی تاثیر کا

بعد مردن کیا سبک ساری مجھے حاصل ہوئی
بوجھ بالائے لحد ہی چادرِ تنویر کا

جب وہ سننے بیٹھتے ہین آنکہ مین آتی ہی نیند
کیا اثر رکھتا ہی افسانہ مری تقدیر کا

مر گیا مین فتح سے پہلی وہ رحمت دیکھیا
کان تک کھٹکا نہ آیا نعرۂ تکبیر کا

لفظ بے معنی کی صورت کچھ اثر رکھتا نہین
خط مہمل ہو گیا لکھا مری تقدیر کا

وہ قتیل باوفا تھا مین کہ برسون ہو چلے
قطرۂ خون بنگیا چھالہ لب شمشیر کا

جسم وہ گھر ہی کہ معمار ازل کو بعد مرگ
حوصلہ باقی ہی پھر اس قصر کی تعمیر کا

صبح صادق جسکو کہتی ہین وہ ہی ہی سفید
رات اک رنگ خضابی ہی سپہر پیر کا

حال بیتابی جو مرغ روح کا نامے مین ہے
مائل پرواز ہے کاغذ مری تحریر کا

تھا دم طفلی جو مجھکو شغل آہ سرد سے
آکے جم جاتا تھا میرے منہ مین قطرہ شیر کا

۱۳ دیدہ و دانستہ دل اپنا پھسا بیٹھے نسیم
حلقۂ گیسو ہی پہچان دام تھا تزویر کا ۱۳

کم نہین وحشت مین بھی رتبہ مری توقیر کا
پاؤن میرا مردمک ہی دیدۂ زنجیر کا

کسقدر رغبت سے چوسا ہی دل مجروح نے
نطق تک باقی نہین رکھا زبان تیر کا

راستی ممکن نہین کج طینتون کی واسطے
خم نہین جاتا کسی سے ابروئے شمشیر کا

ہے پریشانی ابھی سے زلف کو دیکھا نہین
خواب سے پہلی اثر پیدا ہوا تعبیر کا

وائے قسمت حسن کی دولت کو لوٹین تیرہ رو
طرہ ہاے شمع رکھتا ہے دہن گلگیر کا

مجھکو طفلی مین بھی فرقت کی غذا سے جو تھی
خون ہو جاتا تھا قطرہ میرے منہ مین شیر کا

لاکھ دیرینہ ہو لیکن عشق سے بچتا نہین
آفتاب ایک داغ تابندہ ہی چرخ پیر کا

بول اوٹھا گوسالۂ زر ایک ہی افسون مین واہ
سامری نے سحر سیکھا تھا تری تقریر کا

شب کو اوٹھتی ہین ہوین سینی ہی آہ سرد کے
دنکو بجتا ہی جرس فریاد سے تاثیر کا

پاک وہ ہین کلک قدرت نے نہین مس ہی کیا
صاف ہی کاغذ ہماری نامۂ تقدیر کا

تھا وہ سوز استخوان چنگاریان اوٹھنے لگین
آتش افشان ہو گیا لوہا سنان تیر کا

اسکو بھی تعلیم ہی شاید تمہاری شرم سے
کوئی کچھ پوچھی مگر چپ ہے دہن تصویر کا

۱۴ زیب کے حاجت حسینون کو نہین ہوتی نسیم
پیرہن کی بخیہ ہی خورشید کی تنویر کا ۱۱

نکل آیا وہ گھبرا کر دل اوسکا اسقدر دھڑکا
ٹھہر کچھ دن ہمین دست اندازیون کا وقت آئیگا
ہمیشہ خاک و خون مین مجکو بیتابی بٹھایا کی
خیال عارض روشن مین صبح و شام یکسان ہے
ہر اک ہی وقت پر بی رونقی ہی کلفت آتی ہی
نہ کیون پنہان کہون دامن مین اسکو کم نگاہی سے
گذرتا ہی سلامت واقف انجام مطلب سے
لیے ہین گل کے بوسے آج کس جوش سے بلبل نی
چھپایا پردہ فانوس ہنگ جسم عریان نے
بجز ایہام کلام عشق مطلب سے مبرا ہے

صدا بجلی کی دی نالی نی جب منہ سے مرکر کا
نہال نو دمیدہ ہون بھی پر سا گیا مر جھڑ کا
بشکل مرغ بسمل کونسے پہلو نہین پھڑکا
یہان آنکھون پہ ہر پیش نظر ہی نور کا تڑکا
نہال خشک کو کھٹکا نہین ہوتا ہے پت جھڑ کا
سمجھتا ہون مین اپنا اشک گلگون لال گودڑ کا
نہین رستا کھٹکتا آنکھ مین قاتل کے بھڑکا
پڑا سویا کیا گلچین کوئی پتا نہین کھڑکا
درون استخوان ہی جسمین گہر شتی حلہ کوئی پھڑ
کسی پر راز کھل سکتا نہین مجذوب کے بڑ کا

۱۵	فصاحت کے خلاف آئی نظر سب قافیی ہمکو نسیم ایسی زمین پر کیجیے اطلاق بھڑ کا	۱۷

فصل گل آئی زمانہ ہی جنون کے جوش کا
بات کر سکتا نہین دیوار کی بھی سامنے
چھپ نہین سکتا کبھی انکار سے توبہ شکن
کیا ہوا ہی جو مرا دل کیطرح چھپ رہا
کس غضب کے روشنی دیتا تھا شب کو اسی کی
سنگ آکر دست اودہ جاتین ہر پاس سے
ہاتھ اودھا کر دست کرتی ہین دعا مین رات دن
نالہ بلبل سنا کرتا ہے عین آنکھون کپیر
مثل خم ابلا چلا آتا ہے دل ناصح معاف

ہمت اپنی ہاتی ہی ہی وقت ہی بنا نوش کا
دیکھکر رہزن گمان ہوتا ہی مجکو گیتر کا
خود بخود دیدی لگتا ہی دہن بینوش کا
حال جالکہ یون چھپے کچھ دلبر روپوش کا
ہر ستارہ روشن خورشید ہی پاپوش کا
اب یہان خم ہی ہی منہ ہو گیا بینوش کا
تیر آتا ہو گیا ہے مجھ مین آنا ہوش کا
اپنے کانون پہ گمان ہی مجکو گل کی گوش کا
غیر ممکن ہے سنبھالنا خاطر پر جوش کا

سلوڑا احسان قاتل کی کہانتک شکر ہون
بعد مدت آج اترا بار میری دوش کا

پھر سبو ابلی جھلکے شیشے ہوی لبریز جام
رخصت اے زاہد زمانہ ہی وداع ہوش کا

صبر کرسکتا نہین ملتا ہی جب گواہی
بھول جاتا ہی یشہ سامان ترق وفش کا

ایک چپ رہنے سے لاکھون رہتین موجہ مین
مٹ گئی جھگڑے ہوا احسان لب خاموش کا

بے ارادہ بھی ہوا کرتی ہین اکثر نیتین
پیچ گیسو بن گیا آخر کو حلقہ گوش کا

ایک دو ساغر سے ڈہکتا ہی کیا ساقی مجھی
خم اوٹھا پھر دیکھنا دل مجھی دریا نوش کا

مین تع کیا ہون کا روانکی کاروان پہونگی اسیر
بندہ لاکھون کو کریگا آج بندہ گوش کا

۱۶

بیخبر رکھتا ہی مجکو جوش وحشت ای نسیم
مدتین گذرین نہین کہتا تعلق ہوش کا

۱۷

اسد جہ تھا قلق سے مجھے ردوال کا
دریا بہا کیا عرق انفعال کا

اللہ ری تردد خاطر کے کثرتین
تودہ بنا دیا مجھے گرد ملال کا

ایسے سمجھے کہ اورکو سہنا محال ہی
افسانہ لکھنا چاہیی ہی میرے حال کا

ممکن نہین کہ چشم تصور سی دیکھیے
کیا وصف ہو زبان سے رخ بیمثال کا

کیون مجہ شکستہ حال کی مٹی ملا تی ہی
ثابت رہا نہ ایک بہی کوزہ کلال کا

بوسہ رقیب کو نملا صد ہزار شکر
دہوکا ہوا کیا اونہین میرے سوال کا

بی پیرہن نہین ہی پس از مرگ میری روح
دامن سپہر کا ہی گریبان ہلال کا

کیا کہیی اونکی بید ہنی خود جواب ہی
ناحق کو حوصلہ ہی بتو نسے سوال کا

کیا کیا ٹٹولتا ہی جگر دل ادہر ادہر
استاد ہی خدنگ نظر دیکہ بہال لکا

جکہ کیا کیا طپش دستے مدتون
لوہا ہوا گداز جو تیرون کے بہال کا

کیا اس حرام خور کو جز مردہ ہی نصیب
آیا نہ منہ مین گور کے لقمہ حلال کا

شعلون مین آفتاب مین انجم مین ماہ مین
جلوہ کہان کہان ہی تمہاری جمال کا

تکرار ایک بوسے مین تمکو بیجا ہے — دل توڑتے ہو عاشق آشفتہ حال کا

جلوہ یہ وہ نہین جو نظر آسکے آنکھ کو — خورشید عکس ہی تری نور جمال کا

روتے وہ میری لاش کو لیکر کنار مین — مرنے کی بعد لطف ملا ہی وصال کا

حیرت نے کسطرح سے تصویر کو ہو مرے — آئینہ سامنے ہی کسی کے جمال کا

۲	سہنی پڑی ہین مجکو بڑی آفتین نسیم عاشق ہوا ہون ایک بت خردسال کا	۱۷

حرفون کے ملے جوڑ بڑا حسن رقم کا — ہر لفظ کے پیوند مین بخیہ ہی قلم کا

کیا طاعت کا ہش ہی کہ اوٹھتی نہین گردن — جب دیکھیے سر کو مری سجدہ ہی قدم کا

عاشق کو نہین دولت دنیا کی تمنا — جو داغ ہی سینے مین نمونہ ہی درم کا

آنکھونکو سکھا دیجیے بیداری کا ل — احسان اوٹھائینگے ہم خواب عدم کا

سو لین گے یہ خاک جھپک جائینگی آنکھین — آجائیگا جھونکا جو کوئی خواب عدم کا

آنکھونکے تقاضے سے خبردار ہو دامن — کچھ اور ارادہ ہی مرے ابر کرم کا

ہم خوب سمجھتے ہین یہ ایجاد تمہاری — ضبط لب خاموش اشارہ ہی تبسم کا

مرنے کی بھی امید نہین خوبی تقدیر — پہلے ہی لہو خشک ہوا تیغ دودم کا

چھپائیگے چھپا لیتے ہی داغ دل سوزان — تارے کی طرح سے شب تاریک مین چمکا

۱۷	رہتے ہین نسیم اوس رخ گلگون کے نظارے جلوہ ہی مری آنکھ مین گلزار ارم کا	۱۸

اوٹھانا بار منت شاق تھا پیراہن تن کا — ہوی خشک آنکھ مین آنسو لیا احسان نہ دامن کا

مری مستی کی بوسون مین ہی کار بخیہ گیتی ہین — کہ ازخود لب سے لب لپٹا ہوا ہی چاک دامن کا

یہانتک لاغری دیوانگی کی جھلک بخشی ہے — اوتر کر پاؤنکی بیڑی بنا ہی طوق گردن کا

مری بیتابی فریاد کی جب زور کرتی ہین — کلیجہ منہ تک آجاتا ہی ناقوس برہمن کا

مدد سے غیر کے فریاد کرتی ہین جرس مجھسے
کہ روح قالب ناقوس پایا دم برہمن کا

مجھے حیرت ہی کیون قسمت سپرد دام کرتی ہے
کہ آنکھین بند ہین منہ تک نہین دیکھا گلشن کا

وہ دور وحشت باقی ہین یہ زنجیرونکی حلقی ہین
اتاری پانؤنکا عالم ہوا شیشے کی گردن کا

صدا دی سینۂ بلبل مین دلکی ٹوٹ جانیکے
سحر کو دست گلچین نے جو توڑا پھول گلشن کا

گداز ایسا کیا آہن کو خون گرم نے دیکھو
کہ کٹ سکتا نہین خنجر سے تسمہ میری گردن کا

کہین کیا ہم فروغ زیست اپنا بعد مردن ہے
رولاتا ہی ہمین ہنسکر شرارہ سنگ مدفن کا

نہایت ناتوان ہون زیر خنجر بلکون کیونکر
مری بالا گردن بوجہ ہی دیوار آہن کا

تری شمشیر نے پیدا کیا خم سجدہ کرنے کو
لہو چاٹا جو ہی کافر مسلمانونکی گردن کا

گھبرا ای دل نالان بڑی مدت مین ہم سے ہے
بلا لیتے ہین اب انکو ارادہ ہو کی دشمن کا

جھکے جاتی تھی گردن نیند کی جھونکون سے محشر تک
تعلق تہا جو کچھ آنکھون مین باقی خواب مدفن کا

مبارکباد کا انجام ہی آغاز ماتم ہے
چھری صیاد کی دیکھی جو منہ دیکھا تھا گلشن کا

زبان سے حسرت پیری کی باتین کیون سناتی ہو
ابھی تو تو جوانی ہی دکھاؤ دل جوبن کا

۱۳	نسیم ایسی غزل لکھی تصدق روح سلامت ہے بشکل مہر چمکا نور مضمون طبع پرفن کا	۱۹

اثر پیدا کیا ہی پیرہن نے جسم عریان کا
نہین دیتا لہو تک زخم تو چاک گریبان کا

جنون کی تیز دستی سے فرق آجای عصمت مین
عجب کیا چاک دامن بڑہ کی بوسے گریبان کا

جنون کی فصل مژدہ چاک پیراہن کا دیتی ہے
گلے ملنی کو آیا اسلیے حلقہ گریبان کا

مجھے آسائش و امان مادر سے تعلق کیا
کہ پرورده ہون طفلی سے ہین آغوش بیابان کا

گلون کے زخم بو دینی لگی اوٹھ باغبان جلد سے
پڑا ہی جلوۂ رخسار کس ماہ درخشان کا

کسے صورت ہو استقلال دم بھر بھی نہین ملتا
اثر باقی ہی آنکھون مین ابھی خواب پریشان کا

لحد مین بھی نہ پھیلا پانؤن تک احسان خلق ہی
مزا بخشا مزار تنگ نے آغوش زندان کا

کسیکو بھی گوارا صحبت مفلس نہین ہوتی
نہ دیکھا شمع نے منہ ایک شبِ گورِ غریبان کا

کدورت سے تعلق کیا انہین جو پاک طینت ہین
نہین ممکن جدا ہو کبھی خار سے دامن بیابان کا

جو آزادِ ازل ہین قید سے اونکو تنفر ہے
جدہر سے چاہیے موجود ہے رستا بیابانکا

بجز امید باطل اور کچھ حاصل نہین ہوتا
اثر ہی وعدہ دلدار مین خوابِ پریشان کا

نظر آتا ہون زندہ مر کے اک طفل پری پیکر
اثر بخشا ہی مجکو عشق نی مرگِ سلیمان کا

۱۰	نکیونکر بلبلین چہکین فورِ گریہ سے مری سیر نسیم اب دامنِ رنگین مین عالم ہی گلستان کا	۲۰

اونہین ہے بت سے مجھے خواہش رہا جھگڑا انہین باتکا
وہان دامن نہین یان صاف تھا مطلع گریبان کا

بتاتی ہی وہ اپنا لطف مین ممنون قہر اونکا
اجل سے سامنا ہی آج اک ظالم کی احسانکا

بہت یاد آونکا جس دن رخصت ہو گیا بن
تمہین بھی ایکدن ارمان ہوگا میرے ارمان کا

نہین لگتی پلک اٹھی ہوئی ہین حسن کے جلوے
نگاہ مین جھلکتا ہی تصور روی جانان کا

نہ کہنا تم مبارکباد مجھسی اپنی آنے کی
سہارا ٹوٹ جائیگا مری شبہای ہجران کا

وہ پہلی پہلے بوسہ لیا ہینی جو عارض کا
ندامت سے عجب عالم ہوا اس نو پشیمان کا

ندامت کیا بری شئے ہے وہ پہلو سے جو ہٹ بیٹھے
نہین منہ دیکھنے کے قابل امیدِ پشیمان کا

مین ڈرتا ہون تمہاری خوف سے جو ویسا آتا ہے
مزا دیتی ہی حسرت سے مجھی خوابِ پریشان کا

ہٹا وا ابرِ گیسو جلوہ عارض مین فرق آیا
نقابِ شام سی منہ چھپ گیا صبحِ گلستان کا

۱۵	نسیم اک طرز پر رہنا نہین اچھا کہ ہر لحظہ بدلتا ہی نیا اندازِ الفاظِ غزلخوان کا	۲۱

عروسِ فکرِ رنگین کو خیال آیا جو تزئین کا
شگافِ خامہ شانہ بنگیا زلفِ مضامین کا

بلا ٹلتی ہے بخشش سے بہا ای چشمِ تر آنسو
سلے کچھ دامنِ خالی کو صدقہ روحِ غمگین کا

کھلا قرآن تو وہ سمجھی مری شکوونکا دفتر ہی
اوٹھی شرمائی بالین سے جب آیا وقت یٰسین کا

بہار آئی جھکائی سر گلوں نے کیفِ مستی سے
پڑا ہے گردنِ ہر شاخِ تر میں ہاتھ گلچین کا

سیاہی جم گئی مضمون آہ سرد لکھنے سے
ہوا پیوند ہر قطرہ شگافِ کلکِ رنگین کا

بشکلِ مرغِ بسمل اور تڑپ جاتی ہے بیتابی
دلِ مضطر کو طعنہ ہو گیا ہے نامِ تسکین کا

عجب کیفیتیں دیتی ہیں اپنی داغِ پیراہن
گمان ہے دامنِ گلرنگ پر آغوشِ گلچین کا

جگایا خواب سے سوتے ہوؤں کو میرے نالوں نے
ہلایا آسمان پر جا لگی بازو مرغِ زرین کا

لگا دے ہاتھ تو تختِ سلیمان ہو کے اوڑ جائے
جنازہ بھی ہمارا اے پری خواہاں ہے تمکین کا

الجھتی ہے زبانِ کلک مثلِ شانہ لفظوں سے
گمان ہر سطر پر ہے دامنِ گیسوئے پر چین کا

ورشتی جو نہیں سکتی اونہیں جز ظلمت بین
تہی ہے استخوان سے جسم میرے شمعِ بالین کا

وہ سرعت ہے دعا کو مطلبِ بیتاب نے میرے
کہ برسوں قلع قلعہ ڈہونڈا کیا فریادِ آمین کا

سپیدِ نقطہ کرتا ہے قلم پہلے سے لفظوں پر
نہیں کچھ خوف مضمونِ غزل کو چشمِ بد بین کا

نہ پڑھیے شعر ہرگز کچھ سبکدوشی ہی بہتر ہے
اوٹھائی کون احسان دوستوں کے شورِ تحسین کا

۱۷	نسیم اب قدر دانی اشتیاقِ سامعین سے دکھایا لطف ہے ہر طرح سے طبعِ رنگین کا	۲۲

ماتم بہت رہا تجھی اشکِ چکیدہ کا
آخر کو پاس آ ہی گیا نورِ دیدہ کا

نام فراق پھر نہ لیا سینے عمر بھر
تھا ذائقہ زبان پہ عذابِ چشیدہ کا

اب وہ مزا نہیں لبِ شیریں کے قند میں
چوسا ہوا ہے یہ کسی خدمت رسیدہ کا

اے چرخ پیر زورِ جوانی سے درگذر
اب پاس چاہیے تجھے پشتِ خمیدہ کا

ابرو میں خم جبین میں شکن آنکھ میں غضب
کیا مدعا ہے قاتلِ خنجر کشیدہ کا

دولت غرض نہ تھی جو دعا سے ہو کے حصول
تھا اور مدعا مرے دستِ کشیدہ کا

اے ساکنانِ چرخِ معلے بچو بچو
طوفان ہوا بلند مرے آبِ دیدہ کا

وہ ناتوانیاں ہیں کہ جسمِ ضعیف پر
جامہ ہے عنکبوت کے دامِ تنیدہ کا

بے دید دید مین نہین آتے کسطرح
گم آشیان ہی طائر رنگ پریدہ کا

اوڑتے ہین ہوش تو بھی بہلا کسطرح سنے
افسانہ تیرے وحشی از خود رمیدہ کا

او گل خیال ہے عرق جسم کا ترے
شیشہ ہی دل ہمارا گلاب چکیدہ کا

یاد نگاہ مست سے ہی دل کو انتشار
پیمانہ ہی خراب شراب چکیدہ کا

قاتل خدا سے ڈر ہوس ذبح تا کجا
نالہ نہ سن کسیکے گلوی بریدہ کا

مستی کے ولولونکا جوانی مین لطف ہے
پیری مین مے ہیان چاہی قد خمیدہ کا

جلوے دکھا رہا ہی یہ فرش زمردین
سبزہ مزار پر ہی گیاہ دمیدہ کا

چڑھتی ہی روز چادر گل جلتی ہین چراغ
یہ ڈھیر ہے ضرور کسی برگزیدہ کا

۲۳

بالونکو اپنی نیم رنگوگے خضاب سے
کسکو عصا بناوگے پشت خمیدہ کا

۲۲

جو عاشق ہو تو کچھ سمجھے یہ نکتہ آشنائی کا
ملا ہی حکم کیون سجدہ مین ہمکو جبہ سائی کا

نہین از خود فراموشی کوی گھونٹ دے ساقی
کہ ہچکدی رہا ہی درد دردِ آشنائی کا

نہین ہے ایکدم فرصت ہمین لاہم لی استکین کیونکر
کہ ہر دم مین ہماری دم ہی افسوس آشنائی کا

عبث حرف تکلم ہی لب خاموش پر تیرے
دہانِ تنگ شاہد ہی سخن نا آشنائی کا

اذیت سست شوقی پاک طینت کب اوٹھاتی ہین
مصفا ہر کدورت سے ہی خرقہ آشنائی کا

غرض پامالی سے کیا اصل فقیری کی دنیا ہو
ہمارا ہاتھ کیا کم ہی ہمین کاسہ گدائی کا

فقیرونکے لیے دنیا و دین تو مہیا ہین
کبھی خالی کبھی لبریز ہی کاسہ گدائی کا

وہ کافر ہی جو تجکو دور اپنی سے سمجھتا ہو
ہمارا دل ہی آئینہ تیری خودنمائی کا

جھکے زاہد کے سر پاپی صنم پر سجدہ کرنی کو
خدا کی شان ہے کیسی لگی دعوی خدائی کا

مذاق خدمت صیاد مدت مین ملا ہمکو
مبارک ہو قفس اب فاتحہ پڑھ ہی رہائی کا

نہین ٹھہر چلو دو فا صیاد تنہا چھوڑ جاتی ہین
کہ طعنہ دینگے ہم صحبت ہی تجکو رہائی کا

قفس مین قضا اجل صیاد مرغ روح پر بستہ — رہا روز قیامت پر بس اب وعدہ رہائی کا

تصور تجھکو ای محجلہ نشین کسطرح سے دیکھی — کہ دامن پاک ہی لوث نظر سے پارسائی کا

نہین لکھا وصال شمع پروانے کی قسمت مین — حریصونکو جلا دیتا ہی شعلہ پارسائی کا

ہوا ہی گل سے جز و اور زخم و گل ہونا تصور سے — یہ چندے کے لیے کچھ تماشا ہی خدائی کا

لباس عاریت ہی ہر حسین سرشت مین پیدا — نہین ہے کوئی شی جسمین نہین جلوہ خدائی کا

نہ آئی وہ کبھی ہم تک بسر کی عمر فرقت مین — اثر کیا کیا ہوا آہ رسا کی نارسائی کا

کہانکا وصل کسکا عیش کیسا لطف غافل دل — قریب آیا زمانہ روح و قالب کی جدائی کا

حدیث نالہ میری آرزو سنکے رو دی ہے — لباس ماتمی پہنا ہے شبہای جدائی کا

رکی شمشیر منہ پھر پھر گیا قاتل کے خنجر کا — قریب آیا زمانہ جب مری مشکل کشائی کا

فروغ حسن مین خورشید تیرا ایک ذرہ ہے — قمر اک عکس ہے رخسار روشن کی صفائی کا

۲۴	کلام آتش رقم سے کبھی نالہ پیدا ہی نسیم آگاہ تھا کچھ وہ بھی دردآشنائی کا	۵

حیا بڑھنے نہین دیتی ارادہ نوجوانی کا — اشارا ہوکے رہجاتا ہی ہر مہربانی کا

نہین سنتا اوسے اب دل لگا کر کوئی رغبت سے — مزا محفل مین تیری لٹ گیا میری کہانی کا

خیال وعدہ ہے امرگ آنکھین بند کیا ہونگی — سجائیگا نگاہونسے تعلق پاسبانی کا

نگاہون مین سبک ہے [illegible] ظالم — لہو ہلکا ہوا ایسا مزا دیتا ہی پانی کا

۲۵	خیال وعدہ اونکا گو تسلی بخش ہی لیکن نسیم ابتک وہی عالم ہی اشکونکی روانی کا	۱۵

سامنا ہونی نہ پائی ای خدا برسات کا — بے صنم بھاتا ہی کسکو دیکھنا برسات کا

فصل کوئی ہو مگر رونا ہمارا کم نہین — رہتا ہی بارہ مہینے سامنا برسات کا

جوش گریہ تا فلک پہونچا تجھے سچ ہے — اشک ترا ایسے بڑھی رتبہ گھٹا برسات کا

بے صنم بہاتی ہی کب اپنے دل یہ فصل برشکال
قہر ہے آفت ہی ہمکو دیکھنا برسات کا

وہ نہ آئی کسقدر ہم راستا دیکھا کیے
اس ہوا مین ہوگیا عالم ہوا برسات کا

کسکا دل ایسا دکھایا ہی کسی بیدرد نے
ہے جو اشک تر سے ہی عالم جا بجا برسات کا

اسقدر آنسو بہائے ہنستے جل تہل بھر گئے
لوگ کہتے ہین مہینا تو نہ تہا برسات کا

وہ مہینونکا تقاطر ان مین برسونکی جہڑی
رنگ اشکون کے مقابل کب جما برسات کا

چشم گریان کو اجازت دیکی ہجر یار مین
دیکھلین گے ایکدن ہم حوصلا برسات کا

غرق ہین بحر ندامت مین سراپا آپ ہم
ابر تر ہم سے کسے ہی وعدہ تہا برسات کا

مسی ملتی ہین جو چکی دانت اوس مغرور کے
آگیا مجکو نظر اک صاعقا برسات کا

چشم تر کی ولولی ہین جا پہ دونکی واسطے
ای صنم رہتا نہین ہے سم سدا برسات کا

ہوگیا لبریز صحرا گر گئی لاکھو نکے گہر
زور ابکی تو نہایت بڑہ گیا برسات کا

پہر وہی جہولین ہی اٹہکھیلیان ہین یار سے
جلد آجاۓ مہینا ای خدا برسات کا

۲۶	کم ہوا رونا تو ٹھنڈی سانس بہرتا ہون نسیم فصل سردی کی ہوی موسم گیا برسات کا	۱۸

مرگ اغیار لب پہ لا نہ سکا
وہ قسم ہون جو یار کہا نہ سکا

اسقدر ضعف تہا کہ تیرا ناز
سے تمنا اگرا اوٹہا نہ سکا

مر کے ٹہنڈا کہین نہ ہو جائے
اس لئے وہ مجہے جلا نہ سکا

بخل دیکہو تو سیہ بہی تربت پر
ایک آنسو بہی وہ گرا نہ سکا

اوٹہ نہ جاے رقیب محفل سے
مجکو پہلو مین وہ بٹہا نہ سکا

تہا جو اشک عزیز خاطر مین
دیدۂ تر سے مجھے بہا نہ سکا

حسن تیرا وہ ماہ تابان تہا
ابر گیسو سے جسے چہپا نہ سکا

دار فانی مقام لغزش ہے
کوئی اپنا قدم جما نہ سکا

نالا کو سے وقت تنہا ئے
حالِ دل یار کو سنا نہ سکا

جانتا تہا پڑے رہین سگے وہین
اس لیے یار گھر بتا نہ سکا

نہ منا لڑکے وہ بہت چاہا
ایسے بگڑے کہ پھر بتا نہ سکا

دیکھکر بد دماغیان اوسکے
نامہ بر خط مرا پڑھا نہ سکا

کسطرح عرض مدعا کرتا
غیر کو پاس سے ہٹا نہ سکا

آرزومند رہ گیا مجنون
میرے آگے فروغ پا نہ سکا

کینہ شوقِ رقیب تہا ایدوست
کہ طبیعت سے تیری جا نہ سکا

کیا ندامت ہوی ہی قاتل سے
ناز خنجر گلو اوٹھا نہ سکا

خوف تہا غش اونہین نہ آجائے
ہین شگافِ جگر دکہا نہ سکا

۱۷	ناتوان تہا تسیم اسد رجہ کہ وہ زنجیر پا ہلا نہ سکا	۲۷

آباد غم درد سی ویرانہ ہے اوسکا
ٹوٹا ہوا جو دل ہی وہ کاشانہ ہی اوسکا

جس دل ہین کہ ہی شوق وہ پیمانہ ہی اوسکا
جس آنکہ ہین ہے کیف وہ میخانہ ہی اوسکا

جب دیکھیے کہتا ہی وہی ذکر سنا ؤ
معلوم ہوا شوق ہی دیوانہ ہی اوسکا

بیہوش اگر ہین ہون تو با ہوش کہان ہے
جو خلق سے اس ہر دیوانہ ہی اوسکا

دن رات ہی یہ مسکن انوار تصور
سینہ جسے کہتے ہین یہ سیخانہ ہی اوسکا

جو بن کی صفائی سے پہسلتی ہین نگاہین
پڑتی ہے جدہر آنکہ پہ سیخانہ ہی اوسکا

اسے دل ہوسِ وصل سے مشتاق ہین محروم
جان اول دیدار ہین بیعانہ ہی اوسکا

جو سینہ روشن ہی وہ ہی منزلِ الفت
جو دل صفتِ شمع ہی پروانہ ہی اوسکا

کہتے ہین جسے حسن وہ ہی شمع جہانتاب
کہتے ہین جسے عشق وہ پروانہ ہی اوسکا

جب فصلِ گل آتی ہی صدا دیتی ہی وحشت
زنجیر کا غل نالہ مستانہ ہے اوسکا

دیکھا تو سفر روح کو ہوتا ہی اوسی سی
کہتے ہین جسے موت وہ پروانہ ہے اوسکا

گوہر سے فزون دیدہ عاشق کی ہین آنسو
دامن ہین ہی معشوق کی جو دانہ ہی اوسکا

گر گوش حقیقت شنو ہے تو سمجھ لے
جو شور ہی اس دہر مین افسانہ ہی اوسکا

کچھ رتبہ عاشق سے بہے ایجان ہو خبردار
سامان کئی روز سے شاہانہ ہی اوسکا

سنہ عاشق صادق کی نہ چڑہ وعظ مکا
ہر حال مین جو حال ہے رندانہ ہی اوسکا

آگاہ نہین قصہ متصور سے ایدل
دشمن ہون زن و مرد وہ یارانہ ہی اوسکا

٢٨	کیا پوچھتی ہو حال نسیم جگر افگار دیکھا جسے خوش وضع وہ دیوانہ ہی اوسکا	٥

بگڑے وہ لاکہ طرح مگر غل نہو سکا
مین اپنے صدق بیان ہی تامل نہو سکا

گو ہچکیان رہین مجھی مینائی یاد مین
لیکن اداتر انہ قلقل نہو سکا

ممکن نہین مرا دل پژمردہ شاد ہو
کھلا گیا جو غنچہ وہ پھر گل نہو سکا

اللہ رے جوش آپکی بخشش کی ہے امید
اشکو نسے میری ترک تسلسل نہو سکا

٢٩	بگڑا ہوا مزاج سنبھلتا نہین نسیم طعنو نکا اونکے مجھسے تحمل نہو سکا	١٣

ہی خصت جان جلد مین تلا نہین سکتا
رہوار بہت تیز ہی ٹھیرا نہین سکتا

وہ ضعف ہے ایجان کہ کھین جا نہین سکتا
مین عمر گذشتہ کیطرح آ نہین سکتا

کچھ خال سے بہی کم ہی کنار لحد تنگ
آرام کہان پاؤن تو پھیلا نہین سکتا

قاصد کی طبیعت بہی ہوئی خاطر نادان
سنتا ہی مگر یار کو سمجھا نہین سکتا

ہون خاطر پژمردہ کہان تازگی شوق
لطف چمنستان مجھی بہلا نہین سکتا

پوشیدہ ہون جسطرح ارادہ تری دلکا
ڈھونڈی بھی اگر کوئی مجھے پا نہین سکتا

سیاح عدم قید تعلق سی ہین آزاد
دائم رگ تن روحکو اولجھا نہین سکتا

دن رات بھڑکتے ہین مرے جسم کی شعلے
پہا ہا کوی تا زخم جگر آ نہین سکتا

تقصیر شب وصل ہے شکوہ بھی تمہارا
شرم آتی ہی تا فوک زبان لا نہین سکتا

لاکھون گرہین ہین دل عاشق کیطرح سے
شانہ شکن زلف کو سلجھا نہین سکتا

رکتے نہین سیاح عدم اشک کیصورت
جب آنکہ سے ٹپکا کوی ٹھیرا نہین سکتا

رکھتے نہین گوش شنوا عاشق جانباز
دیوانے کو تیری کوی سمجھا نہین سکتا

۱۷	مشکل ہے نسیم اب کہ بسر ہون وہ راتین کھوئی ہوے آرام شبر یا نہین سکتا	۳۰

مختصر ہوتے ہین اہی یار جو قابو ہوتا
خال بنکر مین ترا نقطۂ ابرو ہوتا

تیرہ بختی مجھے گر واقعی پہچان کرتے
جب ہی اہی یار ترا سایۂ گیسو ہوتا

کبھی آغوش مین رہتا کبھی رخسار و نپر
کاش ایسے آفت جان مین ترا آنسو ہوتا

خوب ہی پہر تو سمجھتا مین دل دشمن سے
ایک ساعت مرے پہلو مین اگر تو ہوتا

اور جیسے نظر آتا نہ اگر روے سحر
طول شب سلسلۂ دامن گیسو ہوتا

خوب پہلو مین سلاتا تجھے بی کہٹکے مین
گر مرے پاس جگایا ہوا جادو ہوتا

واہ کیا خوب گذرتی نفس چند ایدل
ہم بغل مجھسے جو وہ یار پری رو ہوتا

نقطۂ مارسیہ کا مجھے رہتا دہوکا
ذرہ افشانکا جو ہم صحبت گیسو ہوتا

ڈہنگ آتا جو اسے روز بدل جانیکا
میرا نالہ بہی مزاج بت بد خو ہوتا

جب سمجھتے تجھے ہم صاحب تاثیر ایدل
زیب آغوش جو وہ دلبر مہ رو ہوتا

دل نہ اٹکا کسی بے رحم سے ورنہ ہم
سامنے آنکھ کے آئینۂ زانو ہوتا

پہر تو بی آب ہزارونکی گلے کٹ جاتے
خم شمشیر جو ہم صورت ابرو ہوتا

کچہ نہ کچہ صورت امید نظر آجاتے
دہیان قاتل کا مری طرح جو یکسو ہوتا

سچ تو یہ ہے نہ پڑا بار محبت ورنہ
خم مرا طرح سے ہمسر ولب جو ہوتا

بعد مردن بھی دکھائی مری وحشت نے تاثیر — خاک ہوکر بھی ہین گرد رم آہو ہوتا
یہ ستم کاہی کو سہتے بت ظالم تھی کبھی — ہمکو اپنے دل مضطر پہ جو قابو ہوتا

۳۱ — جا بجا شوخی خاطر نظر آتی ہے نسیم
کونسے شعر مین تیری نہین پہلو ہوتا — ۱۰

چھپ چھپ کے وہ پردے سے نظارا نہین ہوتا — مدت ہوئی ایجان اشارا نہین ہوتا
کب جاتی ہین ہم دولت دشنام ہی خالی — کس روز یہ احسان تمہارا نہین ہوتا
دربان گھرکتی ہین جفا ہوتی ہین اغیار — کس کسکا تری در پہ چارا نہین ہوتا
فرماتے ہین اغیار ہی کیوں تکرتے ملین ہم — آتے ہین اجیا تو کنارا نہین ہوتا
اتنا تو کہو حشر مین دکھلائینگے صورت — مرجاتا ہی انسان جو سہارا نہین ہوتا
رکھتے نہین مُہر بھی اوسی سینۂ عشاق — وہ دل جو تری سر سے اوتارا نہین ہوتا
دکھلاتے ہین گو شمع صفت شعلۂ پنہان — لیکن تری محفل مین گذارا نہین ہوتا
کیون کھینچ کے شمشیر لگاتی نہین اک ہاتھ — مرجاؤن مین یہ بھی تو گوارا نہین ہوتا
پرسو نسے سکتے ہین کہان صحبت آرام — مدفن مین بھی اپنا تو اوتارا نہین ہوتا

۳۲ — آتی ہین نسیم ایسے وہ گھر پہ ہماری
گردش مین جو طالع کا ستارا نہین ہوتا — ۸

شکوا ہی نہ غصا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا — کیون آپکو دہڑکا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
چپ ہی نہی دو دم بھر مجھے للہ نہ چھیڑو — اب اس سے نہین کیا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
اوس لطف زبانی کو ذرا سوچی دلمین — یہ عذر تو بیجا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
منہ میرا نہ کھلواؤ کہ ہو جائینگے لب بند — دیکھو یہی اچھا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
ڈرتا نہین جو دلمین ہو دشمن کی لگائی — اندھیر یہ ہویدا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
کیون رکتے ہو دست عدا سے ہون مجھی و گرنہ — کچھ آپسے پروا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

اب وہ بھی یہ سمجھا کہ یہ سمجھا مری کہا تین — اسباب سے ڈرتا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

۳۳ — ہر روز نئی ڈھنگ میں خاطر کے تسنیم آہ
کل سے یہی سودا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا — ۱۲

گو طوق پڑا بوجہ مگر تن نہیں رکھتا — کیا خوب گریبان ہے کہ دامن نہیں رکھتا
میں وسوسۂ رشتہ و سوزن نہیں رکھتا — یہ اشک وہ موتی ہے کہ روزن نہیں رکھتا
وہ رنج اوٹھائی ہیں کہ فردا ہی قیامت — جینے کی تمنا پس مردن نہیں رکھتا
گلشن کی طرح داغ میں رکھتا ہوں ہزاروں — پر میرے سے داغ ایک بھی گلشن نہیں رکھتا
ہو جاتی ہیں آنسو مری آغوش میں دریا — دانے کی تمنا ہو وہ خرمن نہیں رکھتا
بنکے گہر یار نہاں ہوں میں تو طرب سے — تکلیف کے امید ہی دشمن نہیں رکھتا
اب کام پڑا اوس دل بیدرد سے ہمکو — بہولے سے بھی جو رغبت شیون نہیں رکھتا
صحبت کو اثر ہی یقین تھی کیونکہ — خاصیت بت ایک برہمن نہیں رکھتا
ہر لحظہ ہے اک گردش نو مثل تصور — میں ایک جگہ صورت سیلن نہیں رکھتا
کب سینۂ سوزان میں ٹہرتی نہیں شعلے — کس فرہین کیفیت گلخن نہیں رکھتا
ظلمت کدۂ دہر میں کیونکر نہو ممتاز — جز شمع کوئی قامت روشن نہیں رکھتا

۳۴ — کروٹ بھی بدلنی کی نہیں جا ہے تسنیم آہ
مرکر بھی میں آسایش مدفن نہیں رکھتا — ۷

کوہی شیشہ نہیں ای رونق محفل ٹوٹا — آہ کی ٹھیس سے لگے آبلۂ دل ٹوٹا
پہلا دام میں صیاد رہائی معلوم — باغ سے رشتۂ امید عنادل ٹوٹا
گھورتا ہے نگہ قہر سے کیوں پھر پھر کر — کیا مری نرج میں خنجر کوئی قاتل ٹوٹا
قطرۂ زلف نہائی میں جو ٹپکا سر سے — میں یہ سمجھا کہ ستارہ لب ساحل ٹوٹا
مخلصی زور جنون سے ہوئی حاصل ہمکو — ایک ہی جھٹکے میں ہر بند سلاسل ٹوٹا

کس بلا کی یہ صدا تھی کہ جگہ پانی ہے — دوڑنا خیر نہیں ہای کہیں دل ٹوٹا

٣٥ — امتحان قوتِ بازو کا کیا جب کہ نسیم
شکر صد شکر کہ تنکا بہے مشکل ٹوٹا — ١٣

وہ شعلے ہین ہجوم آہِ آتشناک سی پیدا — صدای الحذر ہی گنبدِ افلاک سی پیدا
ہوی مضمون اعلی میری طبع پاک سی پیدا — ہزارون آسمان ہین ایک مشتِ خاک سی پیدا
جھلکے شیشے کھلے آغوش ساغر دختِ رز چمکی — اوٹھو مستو ہوا ہی آفتاب افلاک سی پیدا
لگا نا منہ نہ اسکو قصد گستاخی مقرر ہی — تمنا ہی زبان ریشۂ مسواک سی پیدا
سجا تا آپکو دیکھو خلافِ وا عصمت ہی — کہ چشم آرزو ہی حلقۂ فتراک سی پیدا
پسِ مردن جو دیکھا اول و آخر برابر ہی — وہی پھر خاک میں آیا ہوا جو خاک سی پیدا
ہوای دولتِ منعم نہیں ہی خاکسارونکو — کہ ہر دم تازہ خلعت ہے لباسِ خاک سی پیدا
نکیون ہو جلوہ ہای نو عروسِ لفِ مضمون — جو شانہ ہو ہماری پنجۂ ادراک سی پیدا
نہ پوچھی نکہتِ گل برق کو سن چھپی رہجاتی — وہ تیزی ہی تمہاری توسنِ چالاک سی پیدا
ڈر وانکا ہی دیکھو بجی ہی تیر پوسو نیر — نہون کچھ اونکلفین دلِ بیباک سی پیدا
نگہ کی لوٹ سی آنکھون مین کیفیت نشے کی ہی — یہ دانہ خال کا ہی یا رکس تریاک سی پیدا
محیطِ موجِ خیز حسن ملے ڈوبی نہین ملتا — کہ ساحل ہو نہین سکتا کسی پیراک سی پیدا

٣٦ — نسیم اس سینہ سی چمکا فروغِ داغِ بیتابی
طلوعِ مہر سی صبحِ گریبان چاک سی پیدا — ١٥

خدا جانے ہوا کس دل کے خاک سی پیدا — کہ خوشے آبلوں نکلے ہیں نہالِ تاک سی پیدا
سحر برابر یا ہو سی ہوا افلاک سی پیدا — بھلا جز خاک کیا ہوگا ہماری خاک سی پیدا
غضب کے لذتین تیر نگہ کی تیری بخشی ہین — کہ لاکھون جسم ہین ہین سینۂ فتراک سی پیدا
وہ جلوہ ایک ہے دیکھی اگر چشم حقیقت سی — کہیں ہے نور ہین ظاہر کہیں ہی خاک سی پیدا

تعشق میں خیال و فہم سب بیکار ہوتے ہین — محبت سے وہ ہو جو کچھ نہو ادراک سے پیدا
مقرر دل ہوا خون آہ ٹھنڈے سانس گلگون ہین — خبر ہے جا بجا منزل بمنزل ڈاک سے پیدا
حلاوت ہے کلام تلخ مین شیرین بیانی کی — مزا کیا کیا ہے دشنام بت چالاک سے پیدا
حجاب اکثر ہے یہ خلقتون کو کام آتا ہے — کہ زینت روح کی ہے جسم کی پوشاک سے پیدا
وہ لیے دو چار کو زلفین ہی عالم کی سائل ہین — کہان تھی سانپ ایسے شانۂ ضحاک سے پیدا
نہین قوس الفت سے کسی طفل برہمن کی — نشان رشتۂ زنار ہے افلاک سے پیدا
ادب آموز ہوں ہیئت سے طرز بیحجابی مین — مزی کیا کیا نہین ہین خاطر بیباک سے پیدا
اثر تھا گردش پیہم کا ایسا میری ہستی مین — ہوا دور تسلسل کاسہ گر کی چاک سے پیدا
سخن نافہم سے تکلیف تحسین نا مناسب ہے — نہو یہ مرتبہ بیگانۂ ادراک سے پیدا
عجب دور تسلسل ہے سمجھ مین کچھ نہین آتا — کہ پیدا تاک دانی سے ہے دانہ تاک سے پیدا

۳۷	نسیم اپنی سخن کی خوف سے حاسد پگھلتے ہین یہ رتبہ ہے ثنائی صاحب لولاک سے پیدا	۵

دل ہی قابو مین نہین زور چلے کیا میرا — آج پر خاش پہ ہے جی سے ارادا میرا
کھینچ شمشیر یہان بیٹھے ہین ارادے کچھ اور — آج جھگڑا ہے مٹا جاتا ہے تیرا میرا
نہ اوٹھا منہ سے کفن لوگ سمجھ جائینگے — ہای رہنے دی پس مرگ تو پردا میرا
حسرتین دید کی جنبش نہین کرنے دیتین — رہ گئی آکی ہین دشمن مری رستا میرا
ہای مرنے سے بھی راضی نہوا جی افسوس — حوصلہ کوئی ہی تمنے تو نہ دیکھا میرا

۳۸	ولہ	۱۶

وصل کیواسطے کل کہگیا جانان میرا — آج کیا حال کرے گی شب ہجران میرا
بوسے عشوے نہ لیے گو کہ اجازت بھی ملی — آپکا مجھپہ کرم آپ پہ احسان میرا
ہای کیا قہر ہے کچھ میری طرح اب یہ بھی — منہ چھپا لیتا ہے دل مین ہی ارمان میرا

خوف تکلیف ہی مرکا ہی اپنا کیونکر
روز نشتر ماتا ہی آکر مجھی احسان میرا

ناتوانی کے اجازت نہ ملی گر جنبش کی
ہاتھ ہو جائیگا پیوند گریبان میرا

مجلسِ باتین تو ہی تاثیر کرین کیا واعظ
پاس ہی اوس بت بیکش کے ایمان میرا

آنکہ کو دھیان ہی زلفونکی کہان ہی صحبت
ساتھ رہتا ہی مجھی خواب پریشان میرا

سوتون کیا ساتھ عدو کے تجھے پھر دیکھونگا
دہڑکے دیتا ہی مجھی خواب پریشان میرا

خبر وصل مجھے سنکے نہین خوش ہوتا
اسقدر یار سی آزردہ ہی ارمان میرا

چاہون جب چاک گریبان کو کرون قلعہ و رفو
روح کیطرح مری ساتھ ہی احسان میرا

کب مجھی وصل پہ پیرو کی خوشی تہی ہی غم
کیون مکدر رہی مزاج شب ہجران میرا

صلح کے بعد جو سوچا تو یہ بولا کافر
ہای منہ دیکھی گا اگر وہ مسلمان میرا

ہای اس پاس مروت نے گرانبار کیا
پھر گلے آکے پڑا میرے گریبان میرا

چارہ گر رکھ نہ کسی داغ جگر پہ پہاہا
کیون بجہاتا ہی چراغ تہ دامان میرا

بوسے لیتے ہین لبون کی گلہ بد عہد کے
روز منہ چوپتی ہین شکوہ جانان میرا

۱۵	کثرت گریۂ الفت سی یہ عالم ہی نسیم کم سمندر سے نہین گوشۂ دامان میرا	۳۹

مہمل بے سبب کب ہے اخبار تگ و میرا
کسی کی جستجو مین ہے دل پر آرزو میرا

پریشانی کی پہلو مین دل افگار کی شکلین ہین
خبر کچھ اور دیتا ہی یہ لطف گفتگو میرا

مہیا ہی مجھی سامان ہر دم بادہ نوشی کا
جو آنسو ہی تو ساغر چشم ہی دل ہی سبو میرا

نہین ممکن جو کچھ ممکن ہو مرجانی والون کو
لب خنجر کا فاقہ توڑ دیتا ہی لہو میرا

امید بخیہ سی عاشق ہمیشہ پاک امن ہین
رہیگا تا قیامت چاک سینہ بی رفو میرا

ہوا ہون پاک امن وس ستمگر کی محبت سے
یقین ہی دوست ہو جائیگا شرما کر عدو میرا

جسے سمجھی تہی اپنا لو اوسیکو مدعی پایا
کسی کو کیا کہون دشمن مرا دل ہی عدو میرا

اونہین رسوا کریگا مجکو نادم غیر کو دشمن
غضب کیا کیا نہ لائیگا یہ جوش آرزو میرا

محبت کا تعلق عاشق و معشوق سے چہٹ نہین سکتا
جدا ہو نہین سکتا ہی خنجر سے گلو میرا

ندیکہین آنکہ اوٹہا کر اس طلسم چند روزہ کو
کسیکی کیا رہی پروا اگر حامی ہو تو میرا

اجازت تجکو دیتا ہون خوشی سے قتل کر لیکن
مناسب ہے رہے قاتل خیال آبرو میرا

کہے جو بات دل خوش کر دیا یار پری رو کا
انہین یاد آئیگا برسون یہ حسن گفتگو میرا

نہ چہوٹے گا چہڑائے سے ہزارون صورتین بدلی
بہار دامن جلاد دیکہی گا لہو میرا

تشفی کی لیی احباب کہدیتی ہین خاطر سے
نہ لےگا نام ہو کے سے بھی یار خوبرو میرا

۴۰	نسیم اس ہمی سے اب مجہی ثابت یہ ہوتا ہے بہت ابتر کریگی حال زلف مشکبو میرا	۱۰

حشر کے روز اگر داد طلب دل ہوگا
لب ہلانا مرے جلاد کو مشکل ہوگا

ہاتہ پڑ جائینگے لالونکی دم حشر بیل
چاک زخمونکی طرح دامن قاتل ہوگا

حشر کو کاغذ اعمال دکہائینگے بشر
میرے ہاتہون مین فقط آبلۂ دل ہوگا

کیا عجب چونک پڑے سی خواب گران سے ہر گل
نالہ کرنے مین بھی احسان عنادل ہوگا

بوسے ہنسکر جو لب یار کی لی لیتا تہا
ساقیا جام نہوگا وہ کوئی دل ہوگا

کہتے ہین قتل کرین گے وہ لحد پر آکر
فیصلہ آج ہمارا سر منزل ہوگا

ہو گئی قتل مین تاخیر تو یہ جوش کہان
قصد قاتل کیطرح شوق بھی باطل ہوگا

دلولے ہین نفس چند کی تا فرصت عمر
کچھ دنون مین نہ یہ لیلی نہ یہ محمل ہوگا

آج غنچون سے صدا آتی نہین جو مین شاید
کچھ صبا کو ادب خواب عنادل ہوگا

۴۱	قدر رہتی کی نہین بات جو بگڑی کی نسیم قدح مہر بھی اک کاسۂ سائل ہوگا	۱۸

اس سے مرنا مجہے اپنا قلق جان ہوگا
کہ نہ دیکہیگا مجہے وہ تو پشیمان ہوگا

گر یہی آپکے انکار رہین سے تا صبح | وصل کے شب یہ گمان شب ہجران ہوگا
تو سلامت ہی تو عالم کو کری گا مجسا | ہای پھر کون مری حال کا پرسان ہوگا
ہای میرا یہ ہوا حال کہ تجسا بیدرد | خاص اسواسطے آتا ہی کہ پرسان ہوگا
ہین تو عاشق ہون غلط آپسے لوگون نے کہا | شکوہ اوسکو نہ سمجہی کوی ارمان ہوگا
ایکدل اوسمین ہوس ستم سی افزون | یہ وہ آئینہ ہی تو دیکھ کے حیران ہوگا
دم تو نکلا ہی مگر وسلسے نہ پیکان نکلا | یہ بھی شاید اوسی ترکِ کا ارمان ہوگا
کیون ڈراتے ہین یہ واعظ کہ خبردار رہو | کیا جہنم بھی کوی کوچۂ جانان ہوگا
زندگی ہی نہین مشکل شب تنہائی مین | بی تری مجکو تو مرنا بھی نہ آسان ہوگا
کیا سبب آپنے دی قیس کو مجبر ترجیح | آدمی مین بھی ہون وہ بھی کوی انسان ہوگا
تم بھی بیٹھی ہو بگڑوگی کہون یا نہ کہون | ابتو جو نکلے گا منہ سی مری ارمان ہوگا
قتل کر رحم کے بدلی کہین حل ہو مشکل | مجکو اس جینے سی مرنا بہت آسان ہوگا
مین تو مرتا ہون فقط حشر مین جینی کی لیی | کہ مری ہاتھ مین خون آپکا دامان ہوگا
دینگی کیون رخصت جلسہ تمہاری آنکھین | جو یہان آئیگا وہ آپکا مہمان ہوگا
سخت جانون کے لیے موت کہان اے ظالم | سم بھی دیگا تو مری حق مین وہ درمان ہوگا
بیٹھنے دیگی نہ کوئی مین بھی وحشت مجکو | صبح کو زیر قدم صحن بیابان ہوگا
دیکھین کیا اوسپہ گزرتی ہی خدا رحم کرے | ہای وہ اشک جو بہری تہ دامان ہوگا

۴۲ | کثرت داغ جدائی جو یہی ہی تو نسیم
ابتو اپنا بھی جگر رشک گلستان ہوگا | ۱۱

زمانے مین کوئی ایسا نہ ہوگا | جو تیرے حسن پر شیدا نہ ہوگا
ازل سے ہی ہمنے خصمت آپکی | کسی نے آپکو دیکھا نہ ہوگا
اوٹھاتا ہے ملامت کس لیے تو | یہ وہ درد ہی چارہ گر اچھا نہ ہوگا

ہزارون مر گئے لیکن نہ دیکھا — کوئی تمسا بھی بے پروا نہو گا

کہے دیتی ہین یہ نیچی نگاہین — کہ بالائے زمین کیا کیا نہو گا

وہ جس رستے سے نکلے دیکھ لینا — کہ اوس رستے مین پھر رستا نہو گا

قیامت جسکو کہتے ہین وہی ہجر — کنارِ قبر مین مردا نہو گا

اگر خادم کو سے جنت مین پوچھا — وہان کیا آپکا چرچا نہو گا

سنئے دھمکی سے ہے یہ تو بندہ پرور — نہ دو گے دل تو پھر اچھا نہو گا

بنا کر حضرتِ واعظ کو نافہم — نہ سمجھو یہ کہ کچھ سمجھا نہو گا

۴۳	نسیم اب اونکی باتون پر نہ جاؤ بھلا کل وعدۂ فردا نہو گا	۱۱

ہمپہ جو کچھ ہو سب آپ پہ کھل جائیگا — بندہ پرور دیکھنا جب دل کسی پہ آئیگا

سخت بد دشمن فلک بیزار خویش و اقربا — کسکو رحم آئیگا پھر کون اونہین سمجھائیگا

تیغ زنگ آلودہ خنجر کند بازو ناتوان — مجکو مرنے کی لئے جلاد بھی ترسائیگا

فاتحہ پڑھی کہ رکنی کا نہین تیر نگاہ — اونکو اس سے کیا غرض کوئی اگر مر جائیگا

کیون نہ صدقے ہون نہین اپنی جرم کی تقصیر کے — قتل کے بعد ایک مدت تک انہین پائیگا

منہ پہ گلگونہ لہو کا میری بلکہ شرم سے — دیدۂ جوہر نیام تیغ مین چھپ جائیگا

پاکدامن فیض ابر تیغ کر سکتا نہین — رنگ خون قاتل کی پیراہن سے کیونکر جائیگا

صدقی اوس دشنام کی جو آپکے منہ سے ہین — ایسے جا ہی مختصر کوئی کہان سے پائیگا

جان جائیگی بلا سے فتح پر راضی ہین ہم — اونکا زانو تو بھلا سینے پہ میری آئیگا

گو تقاضای اجل سے جان لب پر ہے مگر — اور بھی کچھ دن ہمین وعدہ ترا ٹھہرائیگا

۴۴	تار تک کھتی نہین دامن کہان ہی ای نسیم اشک آکر آنکھین کیا کیا ہمین شرمائیگا	۱۱

قصۂ روزِ گذشتہ آنکھ کو شرمائیگا
ہمکو پچھلتے ہو کیون اونکو لحاظ آجائیگا

حال میرا سُنکے بولی فلک کرنی کیا ضرور
نالی کرتے کرتے اکدن آپ ہی مرجائیگا

ہاتھ گردن مین اگر ہونگی تو مر آغوش مین
میرا مرنا بھی تجھی قاتل فرحی کہلائیگا

تنگ ہین اطرافِ عالم حوصلی نکلینگے کیا
فلک ہی عاشق ترا دامن کہان پھیلائیگا

یہ بلا کے پیچ ہین مشکل ہی انسی مخلصی
عقدۂ گیسو مین شانہ آپ ہی ہجائیگا

شکوہ ایسا ہو کہ شرما کر اوسی کر لون بسنید
ورنہ ناصح کی طرح تُسی بھی دل بھر جائیگا

یار کی انداز سنتی ہین مری پیشِ نظر
اشک گیسو کی طرح بڑھکر قدم تک آئیگا

فصل گل آئی جنونکی بڑھ چلی ہین ولولے
دل دھڑکتا ہی کہ ناصح آکی پھر سمجھائیگا

صبح سے تا شام ہنستی ہو لاکھون بار تم
اسقدر لذت ہی دل کوئی کہان سے لائیگا

میری فسانی مین شکوہ غیر کا بھی ہی شریک
دوست کہتی ہو کیون غصہ انہین آجائیگا

۲۰	دیکھکر تردامنی گھبرا گیا کیون ای نسیم دیدۂ پر آب دریا سیکڑون برسائیگا	۴۵

ہاتھون مین آجکی شب مہندی لگائیگا
سمجھے یہ رنگ ہم بھی کچھ رنگ لائیگا

یہ شوخیان تمھاری لکھی ہوئی ہین دلبر
آخر کبھی تو میری قابو مین آئیگا

پھر مین سہے کچھ کہونگا دیکھو زبان روکو
پھر منہ چھپا کے مجھسے آنسو بہائیگا

ذاتِ شریف ہو تم مین خوب جانتا ہون
طوفان اور کوئی مجھپر اوٹھائیگا

ہان شمع کا مین گل ہون ناصح دلی گفتگو
بڑھ جاونگا جہانتک مجکو گھٹائیگا

امیدوار باقی کچھ اور رہ گئی ہین
پھر بھی نقابِ گیسو منہ سی ہٹائیگا

بیوجہ یہ نہین ہی اندازِ گفتگو کا
پھر کل کیطرح ایجان باتین سُنائیگا

مین جان مزاج قاتل لازم ہی خوف مجھسے
جھوٹی قسم نہین ہون ہر دم جو کھائیگا

یہ کیون ہی ناامیدی در کا دلبر یاسے
جو کچھ کہ آرزو ہی ویسا ہی پائیگا

مشتاق ہی تو جان دی گلگون لباس کیون
یہ رنگ نو عروس سے کسکو دکھایئے گا

دیکھو رقیب آسکے دیکھو رقیب آئے
کیا منہ اب آپکا ہی جو منہ چھپایئے گا

ہم خوب جانتی ہین استادیان تمہاری
محفل مین بیٹھے بیٹھے آنکھین ملایئے گا

آخر کچھ انتہا بھی ہے بیرحمیونکی صاحب
کبتک تو عاشقونکو کبتک ستایئے گا

ممکن نہین جو نیت بدلی تمہاری ایجان
کیا پھر آج کی شب ہمپر نہ لایئے گا

کچھ لحظہ اور ٹھہرو تا روح تن سے نکلے
آئینگے اور آفت گر آپ جایئے گا

سمجھے ہوئی ہین جو کچھ دلمین بھرے ہوی ہے
کاہیکو آیئے گا کلہ کیسکو آیئے گا

آو تو جلد آو دم بھر کی بعد ایجان
مجکو نہ پایئے گا مجکو نہ پایئے گا

سن لیجیے گا جو کچھ مدت سے آرزو ہی
فرصت ہو گر میسر دم بھر کو آیئے گا

کچھ دور مین نہین ہون لازم ہی یاد کرنی
مانند دل مجھی بھی پہلو مین پایئے گا

۴۶ | ٹھنڈی کبھی نہونگی کیا گرمیان تمہاری
آخر نسیم کا دل کبتک جلایئے گا | ۷

بڑھتی بڑھتی لاغری پنہان بدن ہو جائیگا
تن گمان ہوگا گمان آخر کو تن ہو جائیگا

گر یہی ہی ناتوانی فکر عریانی ہی کیا
دامن نظارہ تن پہ پیرہن ہو جائیگا

ایک چادر خاک کی ہی اک ردائے آسمان
اس تن عریان کا بی منت کفن ہو جائیگا

لذت تکلیف تازہ سی نہونگی سیر ہم
زخم کھائینگے جو داغ دل کہن ہو جائیگا

اشک دیدہ ہین ہمین کیا خانہ ویرانی کا غم
گر پڑی جس جا وہین اپنا وطن ہو جائیگا

خار ہونگی نخل گل ہوگا حنا ہر برگ کاہ
اشک خونین سی مرا صحرا چمن ہو جائیگا

۴۷ | بسکہ ہی مضمون نازک ہین تیغ کا لال ای نسیم
شہرۂ آفاق تیرا بھی سخن ہو جائیگا | ۱۰

چار دن کے بعد فرق درمیان ہو جائیگا
دوست تو ہوگا تو دشمن آسمان ہو جائیگا

شعبدہ اک اور اوقاتل عیان ہوجائیگا
تیر اگر زخم کی منہ مین زبان ہوجائیگا

کسقدر شوقِ شہادت سے ندامت ہی مجھی
یہ نہ سمجھا تہا کہ قاتل مہربان ہوجائیگا

سینۂ سوزان پر اشک آتین تو آنی دیجیی
جلتے جلتے آگ پہ پانی دہوان ہوجائیگا

گر خدنگِ نالہ کرینگی مشبک غم نہین
دود دل پیوند زخم آسمان ہوجائیگا

سیری تلوونکا لہو چکہی تو ہر ہر خارِ دشت
توبہ کرنیکے لیے مثل زبان ہوجائیگا

آرزو جنت کے مین کرتا نہین اسواسطی
نام سنکر حور کا وہ بدگمان ہوجائیگا

آب ہوجاتا ہی آہن وہ اثر نالو نمین ہے
دیدۂ زنجیر سے آنسو روان ہوجائیگا

یا کمرجا نین گے تیری یاد مین سمجھین گے ہم
جو نشان آنکہون کی آگی سی نہان ہوجائیگا

۸	شعر مضمون تراکہی جارہ نہ افسردہ نسیم ایکدن تو بھی نہ کوئی قدردان ہوجائیگا	۴۸

رنگ کیا کیا نہ سے چرخ جفا جو بدلا
ہان مگر او دل بیتاب نہین تو بدلا

کنج مدفن مین یہ تہا چین کہ جیسے سوئی
ایک پہلو سے نہین دوسرا پہلو بدلا

لذت ذبح زبان سے نہ گئی برسون تک
سالہا سال نہ جلاد نے زانو بدلا

رہگئی کونسے منت جو نہین کی لیکن
نہ کسی طرح مزاج بت بدخو بدلا

کیا بلا جوش جنون کو ہی ترقی ہر روز
ڈہنگ وحشی کا تری کچہ نہ پریرو بدلا

وسمہ و آب حنا سی نہین ہوتا ہی شباب
جب ہوسے پیر تو رنگ سر ہر مو بدلا

ایک سا حال ہی خونابۂ دل کا سیرے
آج تک دیدۂ تر کا نہین آنسو بدلا

۱۴	کم ہوا جوش جنون کچہ اطبا سی نسیم آب نارنج سے کبہی شربت آلو بدلا	۴۹

مزا دیوانگی کا زیر شمشیر دو دم نکلا
کہ زنجیر ہوا بنکر مری سینے سے دم نکلا

جبین سائی کو ہم کس حوصلی پر آپ تک آئی
نہ بل زلفون مین کم پایا نہ کچہ ابرو سی خم نکلا

بڑی ثابت قدم یارانِ ایذا دوست ہوتے ہین
کہ اشکِ دیدہ بہی لختِ جگر ہو کر بہم نکلا

پتا ملتا نہین یہان بہی یہان ہار کیا ہستی سے
یہی کہتا ہوا ہر قافلہ سوی عدم نکلا

نہ ڈوبی کشتی افلاک جوشِ چشم گریان سے
بہت سمجہی تہی لیس دریا کو ہم افسوس کم نکلا

غضب کیا کیا نہین لاتی نگاہ شرمِ زا تیری
جسے ہم لطف سمجہی تہی وہ آخر کو ستم نکلا

ابہی تک ہی وہی سودا تری الجہی گیسو کا
طبیعت کو نہین سیرِ عجب سے عرب و عجم نکلا

پکارا مجکو وہان اوسکو یہی منظور ہے جب جا
جو نکلا نام بہی میرا تو مانند قسم نکلا

نہین سب ہے ہین اونچی آسمان سے پہونچے ہین
مگر چرخِ ستم پیشہ بہی پامالِ ستم نکلا

ہوا ہی مشغلہ یادِ خدا اسی عہدِ پیری مین
گیا دل سے تبہی نکلا دہیان کعبی صنم نکلا

وہی زورِ جوانی مین ابہی پشت خمیدہ کے
کمانِ آسمانِ پیر کا ابتک نہ خم نکلا

نچہوڑا خاک نی جز خاک کچہ اونکا نشان باقی
نہ دارا قبر سے نکلا نہ اسکندر نہ جم نکلا

ابہی پروہین جو جسپر پیامِ مرگ آتی ہین
قیامت آویگی اگر باہر قدم نکلا

۱۱	زمانہ ہمسکو سمے اپنی ہم آباد ہی اب تو بہت ڈہونڈہا مگر کوئی نہ اربابِ کرم نکلا	۵۰

ہوس یہ رہ گئی دل مین کہ مدعا نہ ملا
بہت جہان مین ڈہونڈہا پر آشنا نہ ملا

ہوا ہی کونسا معشوق باوفا اے دل
گلہ عبث ہی اگر وہ ملا ملا نہ ملا

عجیب قسمت بد تہی شب فراق مین ہم
کمال ڈہونڈہ پہرے خانۂ قضا نہ ملا

ندی تو ہاتہ سی ہون ضعف سے مین رنگ حنا
ہوا ہی شوق فنا مین جہان اڑا نہ ملا

جواب دیگی بہلا روزِ بازپرس تم کیا
اوڑا اوڑا کی ہمین خاک مین صبا نہ ملا

وہ کشتۂ نگہ قہر تہا کہ محشر مین
مرے جلانے کو اعجاز دلربا نہ ملا

غریق بحرِ ستم غم کے ہوئی کشتی
بہت سا ہمنے پکارا یہ ناخدا نہ ملا

کمال عیش و جوانی و ملک و مال طرب
یہ سب ملے ہمین پر یارِ باوفا نہ ملا

عجیب جوش جنون مین ہوئی تھی پامالی — کہ ایک آبلہ تک دستبردِ پا نہ ملا

چبھے ہزار تمنا سے کیون نہ جی سے کھٹکے — کہ خار کو کوئی ہمسایہ بہتر پا نہ ملا

۵۱ — ۹

بہت سی کرتی رہی باغ دہر مین گلگشت
پر اپنے بلبل دلکو نسیم سا نہ ملا

ساغر پلا کے بیخبرِ دو جہان بنا — او پیر میفروش ہمین بھی جوان بنا

اللہ ری درازیِ آغاز مدعا — نکلا جو حرف منہ سی میری داستان بنا

تھا کچھ تو جب بھی یہ نہ کہو تم کہ کچھ نہ تھا — گر کچھ نہ تھا تو کاہے سے سارا جہان بنا

اوٹھا مرا غبار جو تعظیم یار کو — ایسا ہوا بلند کہ اک آسمان بنا

وہ بی نشان تھا مین کہ یہانتک ہوا پسند — مجھسے دہانِ یار بنا لامکان بنا

لیل و نہار گیسو و رخسارِ یار مین — جی چاہتا ہی بیٹھ رہین اک جہان بنا

ہستی کا بس مری وہین اطلاق ہوگیا — جسجا کہین کسی کی قدم ہی نشان بنا

عشاق جان فروش کی دیکھو تو حوصلے — مقتل تمام معرکہ امتحان بنا

۵۲ — ۱۰

بیکار تھی نہ خاک نہ دودِ جگر نسیم
اوس سے زمین اس سی مہر اک آسمان بنا

پوشیدہ ہی پہاہو سی ہر اک زخم تن اپنا — پامال خزان آپ کیا ہی چمن اپنا

مصروفِ تبسم ہین پیا دیسی اجل کے — رکہتی ہین کھلا زخم جگر تک دہن اپنا

ہین وہم فراموش پتا کچہ نہین ملتا — مسکن ہے نسیما نہ کہین ہی وطن اپنا

اللہ ری بیتابی دل بعدِ فنا بھی — سو جا سی مشبک ہے مزار کہن اپنا

ہم گریۂ گلرنگ سی یادِ گل تر مین — صیاد بنالین گی قفس مین چمن اپنا

اک دل تہا سو وہ بھی نہ رہا پاس افسوس — پایا نہ کسیکو ہے شریکِ محن اپنا

اے غم ہے ہین اسد رنج کہلا دی تری صدقے — ہو بار احبا نہ خیال کفن اپنا

ساقی وہ پلا مجھی کہ وہ عالم ہون نہ ہوش وہ اشک تھی جو آنکہ سی ٹہلتی ہی ہوئی خشک		ہو جاسی خدائی سے نرالا چلن اپنا دم بہر نہ ہوا گوشۂ دامن وطن اپنا
۵۳	خاموش نسیم اب نہ بکو چپ ہو بس بس بیہودہ سناؤ نہ کسیکو سخن اپنا	۱۰

کسے صورت تو دلکو شاد کرنا — ہمین دشمن سمجھکر یاد کرنا

دعائین دینگے چہٹکر قیدی الف — جہانتک ہو سکے آزاد کرنا

کہین وہ آفرین ایسا پڑے ہاتہ — نہ مجھپر رحم اوجلاد کرنا

مسیحا سے دکہانا بعد مردن — جو دل چاہے تو کچھ ارشاد کرنا

اوڑا دو خاک میری ٹہوکروں سے — اگر منظور ہی برباد کرنا

اوب سیکہے نہین ہون نو گرفتار — بتا کر قاعدے بیداد کرنا

مزا اتہا بے بسی کی گا لیون مین — اوسے بہولے سبق کو یاد کرنا

بہت مشکل ہی ان سنگین دلون سے — خیال خاطرِ ناشاد کرنا

جنازہ اوٹھ چکے میرا تو تم سبہے — ادا رسمِ مبارکباد کرنا

۵۴	نسیم خستہ دل کی جان ہی ہی غضب لا یا ترا بیداد کرنا	۹

اونکی آنکہ مجبوری پر جو شادان دل ہوا — زندگی خوش ہی کہ اب نا مجھی مشکل ہوا

راحت مرگ محبت اوس سی پوچھا چاہیی — جو یہ سمجھی ہنسی جی مین ہین بھی اس قابل ہوا

موت بھی قسمت نے لہو دی کیا بری شے ہی ہائے — جب جہکی گردن مری وہ اور کا قاتل ہوا

مہربانی مجھپہ کیون کی تھی کیو تیرنی کہ ہائے — مین ہا زندہ وہ میرے واسطے بسمل ہوا

بل بی ظالم جو نیوچھی یہ بھی تیر ناز سے — کسطرف کوئی ہوا کس جا کوئی بسمل ہوا

نوجوانی کا برا ہو اوسکو ہرجائی کیا — جی ہٹا جاتا ہی جب جب پیار کی قابل ہوا

قدر مینا عزت جام و سبو جاتی رہی | جو تمہارے بزم مین ٹوٹا وہ میرا دل ہوا
بیمروت تند خو نا آشنا برہم مزاج | روئیے اوس بخت پر جو تجہی کچہ سائل ہوا

۵۵

گہیری ہتی ہین عزیز و اقربا اوکی آہین
ای نسیم اب دیکھنا بہی یار کا مشکل ہوا

۷

چھیڑا جو مینے یار کو سب مین خجل ہوا | اے جوش شوق آج تو تو ہی مخجل ہوا
تدبیر نیک دیتی ہی آخر کو آبرو | شیشے مین آکی قطرہ ہی مثل دل ہوا
حاصل تہا وہ فروغ چراغ فراق کو | خورشید داغ سینہ سی میری خجل ہوا
ہر استخوان بدن مین مری خاک ہوگیا | شعلہ تپ فراق کا جب مشتعل ہوا
رخسار کے جو وصف مین مضمون ہوے رقم | عارض کا نقطہ صفحہ کاغذ پہ تل ہوا
اظہار آرزو سے ندامت ہوی مجہی | سنکر وہ حال شوق مرا منفعل ہوا

۵۶

پھر سامنی مصیبت سابق ہی ای نسیم
پھر اندنون فریفتہ اک بت پہ دل ہوا

۱۷

یہانتک اوج جنون مین مجھی کمال ہوا | خراش ناخن دیوانگے ہلال ہوا
عروج حسن مین وہ یار کو کمال ہوا | کہ آفتاب بہی اک نقطہ جمال ہوا
ہزار شکر کہ میرا بہی اب وہ حال ہوا | دعا کو ہاتھ اوٹھے آپکو خیال ہوا
نگھوری مجھے بوسہ اگر لیا تو لیا | رقیب دلمین سمجہ لو اگر ملال ہوا
فروغ زیست ہوا سر کٹا کی صورت شمع | حیات بعد ہوی پہلے انتقال ہوا
خیال زلف اگر ہی تو دل کی خیر نہین | وہ ٹوٹ جاتا ہی شیشہ کہ جسمین بال ہوا
مرا فسانہ ہی مانند مژدہ دشنام | کہ آتے آتے در گوش تک ملال ہوا
مزار مین نظر آتی ہی خاک تک رنگین | غبار تن شہدا کا ترے گلال ہوا
نہین ہی حرص سی خالی کبھی مآل بشر | اوٹھا جو دست دعا کا سوال ہوا

تری کمر تو نہ تھا مین جو موت کو نملا — شب فراق مین مرنا ہی کیون محال ہوا
بسان آخر روز و بشکل اول شام — وہی عروج ہی میرا کہ جب زوال ہوا
برہنگی کی ندامت ہی یہ تن کی ساتھ — کہ بعد مرگ ہی مزدورِ انفعال ہوا
درازی شب غم کا وہ ایک لمحہ ہی — جسے زمانی مین کٹتی ہین دو رسال ہوا
کھلا یہ عقدہ قدمبوس لغزشی ہمکو — چڑھا جو سر پہ وہ آخر کو پائمال ہوا
کنار قبر سے لاشے نی میری سر کھینچا — ترے گمان بد انجام کا خیال ہوا
گھلا گھلا کے گھٹایا یہ سوز پنہان نے — گلو مین طوق گران صورت ہلال ہوا

۵۷	بصورت ورق گل خزان سے ابتر ہی نسیم کا چمن دہر مین یہ حال ہوا	۹

مین وہ ایذا دوست تھا راحت سے مجکو غم ہوا — زخم کو ناخن سی چھیڑا درد دل جب کم ہوا
موسم پیری مین اپنا کچھ عجب عالم ہوا — جسقدر بڑھتا گیا سن ہر ارادہ کم ہوا
شب گھٹی ہر پردہ داغ عشق محو غم ہوا — رک گئین آہین مزاج آرزو برہم ہوا
جان لی یا دلب شیرین نے تیری ای صنم — میری حق مین التفات انگبین بھی سم ہوا
رات بھر دیکھا تماشا ہمنے برق و ابر کا — آہ کی شعلو نسے جب دود جگر باہم ہوا
درد دل زخم جگر گو انسے ایذا تھی مگر — ترک صحبت جسنے کی آخر کو اسکا غم ہوا
زخم پڑ کر کھل گئے سینون پر اہل بزم کے — تھا جو شادی مرگ ہنس ہنس کر مرا ماتم ہوا
پھر وہی سامان ہوا رہتا تھا جسکا ہمکو خوف — پھر مزاج زلف جانان اندنون برہم ہوا

۵۸	عمر کاٹی آرزوی وصل جانان مین نسیم کیا کہون کیونکر بسر کی کیا مرا عالم ہوا	۱۱

خون ٹپک کر آنکھ سی پھر اشک تر پیدا ہوا — معدن لعل بدخشان مین گہر پیدا ہوا
دہر مین بی سایہ کب جسم بشر پیدا ہوا — ہر بدن کی ساتھ اسکا ہم سفر پیدا ہوا

سر ترا اوٹھا فلک تیغ ابرو پڑ گئے
ماہ نو کا ہیکو سے زخم جگر پیدا ہوا

خود بخود زنجیر کہچ آئی تعجب ہے مجہے
سنگ مقناطیس کا پا مین اثر پیدا ہوا

جس زمین پر پڑ گیا عکس لب شیرین ترا
تخم جو دہقان نے بویا نیشکر پیدا ہوا

کیا غلط فہمی ہوئی تار نظر اپنا وہ تہا
جانتی تہی جسکو ہم ہوئی کمر پیدا ہوا

رات دن پڑتی ہین تہپر ایکدم فرصت نہین
وہ شجر دیوانہ ہی جسمین ثمر پیدا ہوا

کچہ نہین ثابت کیا ان تہی کیا ہین کیا ہو جاینگے
آدمی ہستی سی اپنے بیخبر پیدا ہوا

عمر گذری جستجو مین حوصلہ کچہ کم نہین
بی کمر تو ہی تو مین ہی بی جگہ پیدا ہوا

کیا غضب ہے جسم خاکی کی قفس مین جان ہو قید
یہ وہ طائر ہی جو بام عرش پر پیدا ہوا

١١	پیس ڈالا آسیا ئی چرخ نی اوسکو نسیم جب زمانی مین کوئی صاحب ہنر پیدا ہوا	٥٩

عاشقو نمین کون سمجہا ناتوان پیدا ہوا
نالہ بہی میری دہن سی بی فغان پیدا ہوا

بی نشان رنگ پریدہ کا نشان پیدا ہوا
یہ وہ طائر ہی کہ جو بی آشیان پیدا ہوا

پردہ پوشی قاتل بی رحم کی منظور تہی
ہر دہان زخم عاشق بے زبان پیدا ہوا

خاکساران محبت کو نہین رفعت پسند
آفتاب داغ دل سے بے آسمان پیدا ہوا

دوست کے آنے مین دشمن کا بہی مژدہ سا تہا
جب بہار آئی ہمین خوف خزان پیدا ہوا

دیکہنا اسکا ہی مشکل یار نا محرم رہا
شوق اپنی دلکا آنکہو نسی نہان پیدا ہوا

وائے قسمت اہل دنیا ہوتی ہین مردہ پسند
اوٹہ گئی جب ہم تو اپنا قدردان پیدا ہوا

انتہائی اوج کو پستی بہی ہوتی ہی ضرور
دیکہ لو ہر آسمان پر آسمان پیدا ہوا

ایک صورت پر رہے صورت یا نہ خیال
جب ہوئی ہستی تبہی نقل مکان پیدا ہوا

کس بلا کی شام گیسو تہی نظر آئی نہ صاف
آنکہ جب اوٹہی نگاہو نمین دہوان پیدا ہوا

١٧	خاک کا پتلا ہر آسکے امتحان پیدا ہوا	روز اک آفت ہی اسکی شیا ہی تسلیم	٦٠

ہر حرف سے پیدا اثر جوش بلا تھا | نامہ ترا کیا تھا مری قسمت کا لکھا تھا
کسطرح نہ بگڑون کہ یہ انداز نیا تھا | ایسا نہ ہوا تھا کبھی ایسا نہ کہا تھا
عادت سے ہین واقف ہون مگر چوک گئے تم | راضی ہوکے بوسے پہ خدا جانے یہ کیا تھا
کیون جی وہی پھر ہرزہ خیالی لگی سمائے | کچھ یاد نہین کیا ابھی اقرار ہوا تھا
اب آئے تو آئے وہ تمنا نہین باقی | آتے شب ہجران مین تو آسان قضا تھا
دیکھا جو گیا روز جزا نامۂ اعمال | جس لفظ کو پڑھتے تھے تمہارا ہی گلا تھا
گرمی وہ دکھائی نفس سرد نے مجھکو | اولے کیطرح آنکھ مین ہر اشک جما تھا
شکوہ بھی وہ کرتا ہون کہ جو یاد نہین ہے | کہتا ہون مجھے رنج مین کیا تمنے کہا تھا
نالونکی اجازت تھی کبھی آہ کی رخصت | تا صبح اسی طرح فراق رفقا تھا
آنسو کی ٹپکنے سے نہو کیون مجھے ماتم | ہستی مین بلا ہی جو آنکھونمین رہا تھا
بیتاب ہوا یار تو سو بار بولایا | تکلیف کا باعث مجھے احسان دعا تھا
افشائے محبت کا جو تھا خوف تو ہر اشک | آنکھونمین نہان تھا کبھی دامن مین چھپا تھا
اب وہ جگر ہو کی نکلتا ہی دہن سے | وہ جوش جو برسون مری سینے مین رہا تھا
کیا قوت بازو تھی رہی ہمت قاتل | دیکھا تو کئی کوس گروہ شہدا تھا
بخشا دم قسمت مجھے قسام ازل نے | وہ نالہ جو تاثیر فراموش بنا تھا
بیوجہ تو خود رفتہ نہین ہوتی ہین آنکھون | یہ بھی وہی افسون ہے جو خادم پہ ہوا تھا

سیکھا یہ تسنیم اونسے فریب ستم آمیز
ہر زخم رلانیکے لیے میری ہنسا تھا

۱۶۱

خلش نا آشنا گو ہر عدو تھا | مگر ہمکو خیال گفتگو تھا
مجھے حیرت ہے یہ کیا ہوگیا آج | ابھی کل تک مری پہلو مین تو تھا
خفا ہو ہوکے دلمین رہ گئے کیون | تمہین کسکا خیال آبرو تھا

جدا تمنے کیے کیون میرے اعضا مرا داغ جگر کیا اوسکو بہاتا نہ چھوٹا آجتک دامن سے تیری	ابھی کیا مین سبھے لفظ آرزو تھا کہ وہ گل تھا مگر محتاج بو تھا یہ کیسا داغ تھا کسکا لہو تھا

۶۲	قصور اپنی نظر کا تھا نسیم آہ	دگر نہ اوسکا جلوہ چارسو تھا	۸

کہل گئے ہر ہر کڑی مجکو وہ افسون یاد تھا آپ کو آزاد دکھلا کر کیا اورونکو قید کم نہ تہی زخم جگر سے ایکدم خندیدگی مدتون تک اپنی ہنسی سے بھی ڈرتا رہا اس لیے مرتا ہون بہاتا ہی وہ مجکو انفعال جب تحمل آ گیا ڈر سے کیے پھر پرواز خشکی اعضا نے دونو کو برابر کر دیا	خندۂ زنجیر سامان مبارکباد تھا مین وہ صید خیر خواہ خاطر صیاد تھا خاطر دشمن کی صورت بی سبب ہی شاد تھا طائر جان قفس مین اک مرغ نو آزاد تھا جو ترے خاطر مین اے ظالم نہین ہی یاد تھا طائر خائف کی صورت آشیان برباد تھا مین ادہر محجوب شرمندہ ادہر فصاد تھا

۶۳	خاک گلزار جہان مین جی بہلتا اے نسیم دید کے قابل نہ لطف گلشن ایجاد تھا	۱۰

بل بے تیری کاوشین جینا مجھے دشوار تھا جب مین بیتابی سے گھبرایا تسلی آنے کی دلکی گھبراہٹ سے جب تڑپا شب فرقت مین رات بھر سنتا رہا اب عذر لاعلمی نکر ہای مین نے تو بہت چلایا مگر ایجان جان داستان شوق میری ہو نہ چکتی عمر بھر یہ تو مضمون گذشتہ کچھ وفا آمیز ہے اپنی محرومی گوارا کی نکی لیکن خبر	ای مری درد جگر تو بھی مزاج یار تھا مونس جان حزین شب بھر ترا اقرار تھا تیر مجھسے متصل اپنے پس دیوار تھا بے سبب آنے نہ تھین آخر کوی بیمار تھا مجکو مرنا بھی شب غم مین ترا دیدار تھا خاک سنتا وہ اسے اک حشر کا طومار تھا کیا نصیب دشمنان تو بھی کسیکا یار تھا جی دہل جاتا ترا وہ حال میرا زار تھا

غیر نے تیری سوا پائی نہ آنکھون مین جگہ | پاسبان خواب راحت دیدہ بیدار تھا

۶۴	صدقی مین اس سرعت تیر نظر کی ای نسیم اف بھی ہم کہنے نہ پائی وہ جگر کی پار تھا	۱۹

کب اس زمین پہ مجھے آرمیدہ ہونا تھا | ہوا سے خاک کو پرسون پریدہ ہونا تھا

اگر تھی دامن جانان کی آرزو اے دل | تو چند دم کے لیے آب دیدہ ہونا تھا

کسیکے چھر سیہ ہوتا کسیکے دامن مین | مجھے بھی آنکھ کا اشک چکیدہ ہونا تھا

کبھی نہ خدمت دامن سے سرفراز ہوا | وہ ہاتھ ہون کہ جسے نارسیدہ ہونا تھا

کمال بے ادبی سے یہ عرض کرتی ہین | ہمین سے اے قد جانان کشیدہ ہونا تھا

اگر تھی لذت پامال کی ہوس اے دل | بشکل سبزہ زمین پہ دمیدہ ہونا تھا

کبھی نہ اے میری دکھاتی بہار لاکھون کو | بشکل ابروے جانان خمیدہ ہونا تھا

عجب نہ تھا کہ اوسی رحم کچھ نہ کچھ آتا | مری امید سے تجھکے ابر دیدہ ہونا تھا

نہ برگ و گل نہ ثمر سب ہی پاکدامن ہین | مری نصیب مین شاخ بریدہ ہونا تھا

بہانہ موت کا تھا جسم ورد حکو ورنہ | ہر اک کو اپنی طرح پر جریدہ ہونا تھا

امید راحت آغوش یار تھی جو مجھی | بصورت دل عاشق تپیدہ ہونا تھا

کمال ربط مین ہوتی ہین سیکڑون باتین | نہ اسقدر تمہین ہمسے کشیدہ ہونا تھا

زبان قطع نہ کام آئی سرکشی اے سرو | نہ جانتا تھا کہ آخر خمیدہ ہونا تھا

خفا نہو جو ٹپک نکلے آنکھ سے آنسو | یہ ابر عشق ہی اسکو چکیدہ ہونا تھا

یقین تھا کہ وہ ملین کمال خوش ہوتے | کچھ اور چاک جگر کو دریدہ ہونا تھا

وہ آبلہ ہون نہ تھا جسکو نشتر بھی نصیب | درون قلب مین مجکو تپیدہ ہونا تھا

ترا جمال بتا مین کبھی کبھی احسان | غرض یہ تھی کہ مجھی برگزیدہ ہونا تھا

بہار صحبت رندانہ بھاتی اے واعظ | تجھے بھی عشق کا لذت چشیدہ ہونا تھا

۱۵	کھلے اب آنکھ تو کیا فائدہ نسیم افسوس نہ سمجھے زیر لحد آرسیدہ ہونا تھا	۶۵

لب بستگی سے لطف عروسی سخن مین تھا
مثل زبان کلام حجاب دہن مین تھا

جبتک کہ تھا خیال رہا دل مین یار کے
ظاہر ہوا تو مثل سخن انجمن مین تھا

مانند روزگار بدلتا رہا ہون رنگ
صحرا مین سبزہ تھا تو گل تر چمن مین تھا

مثل رقیب روح کو اوس سے خلش رہی
جبتک کہ درد میری حجاب بدن مین تھا

اے اضطراب شوق تری عمر ہو دراز
راحت سفر مین ہے تحمل وطن مین تھا

بیہوشیان نصیب ہین سامعین کو
کیف شراب ناب مری ہر سخن مین تھا

دن کو زبان خلق پہ ہوگا مرا مقام
وہ ذکر ہون جو شب کو تری انجمن مین تھا

ہرگز مرا فریب نہ ثابت ہوا اسے
دشنام ہی کی یاد مین تیری دہن مین تھا

دیکھا گیا جو لاشۂ عاشق تو بعد مرگ
اک ڈھیر استخوان کا حجاب کفن مین تھا

دل اوسکو جانتا ہی زبانسی مین کیا کہون
جو کچھ مزا فراق کی رنج و محن مین تھا

جلتا رہا ہون رشک عدو سی تمام رات
مین مثل شمع شب کو تری انجمن مین تھا

گر تھی حلب مین آئنہ رو کی تیری دھوم
شہرہ شمیم زلف کا ملک ختن مین تھا

بیوجہ اوسنی پانون نہین ہاتہ سی چہوے
او بت خیال اور دل برہمن مین تھا

کیون آتش غضب سی جلایا کہ باغبان
وہ دنکو آشیانۂ بلبل چمن مین تھا

۱۰	کیا سرگذشت دہر کی مجکو خبر نسیم مین تو خیال دلبر گل پیرہن مین تھا	۶۶

بعد از فراغ روح بھی قید عدو مین تھا
مین صورت نوا لحد کے گلے مین تھا

کیسا مزا ہمارے جگر کے لہو مین تھا
خنجر زبان نکالے ہوے آرزو مین تھا

ٹانکے ہمارے زخم جگر کے ادہیڑ گئے
بل مثل موی زلف جو تار رفو مین تھا

بادہ کوی عروس ہی ساقی کہ رات بہر ہر مست کی نظر سے حجاب سبو مین تہا
افسانہ میرا کیون نہ سراپا فریب ہو یہ مدعا وہی ہو تیرے گفتگو مین تہا
پیوند نالہ چاک دہن مین ضرور ہو آج انتہا کا ضعف صداشور ہو مین تہا
دشمن سے بہی ہمیشہ رہا مجکو اتحاد مانند دست یار میان عدو مین تہا
تہا گو کہ ایک نقطہ تہا ہزار شکر اتنی تو آبرو تہی کہ مین آبرو مین تہا
مطلب کی بات کہ نسکے انسے رات بہر معنی ہی منہ چہپای ہوی گفتگو مین تہا

۶۷ منظور تہی جو شہرت حسن سخن نسیم
مانند غنچہ پرورش رنگ و بو مین تہا ۷

کچہ خون مین تہ تیر نظر تہا کہ نہین تہا کیون جی مری سینے مین جگر تہا کہ نہین تہا
دو روز بہی بیٹہا نہ گیا آپسی گہر مین کیون جذب محبت مین اثر تہا کہ نہین تہا
دو بوسی تو دیتی جو ہو سکتی تہی بس پانچ آخر تمہین کچہ مد نظر تہا کہ نہین تہا
اسرار رحیہ ستم عاشق بیچارہ پہ بیجان کچہ بہی تمہین اللہ کا ڈر تہا کہ نہین تہا
کیون دیکہ لیا جاکے ہوی ابتو تسلی بیمار ترا شمع سحر تہا کہ نہین تہا
لو دیکہ چکے ابتو تشفی ہوی سے کہیے پیوند جگر تیر دوسرہ تہا کہ نہین تہا

۶۸ بہولی رہی کیون غفلت ہستی پہ نسیم آپ
آخر کبہی در پیش سفر تہا کہ نہین تہا ۹

لو مسلمان سمجہے وہ طفل برہمن سمجہا دوست نے خوبی تقدیر سی دشمن سمجہا
بیشتر مینے خس و خاک سی آنسو پوچہے اڑ کے جو چہرے پر آیا وہی دامن سمجہا
وقت گلگشت جو ہر دامن گل تر دیکہا آب شبنم عرق چہرہ گلشن سمجہا
منہ چہپاے ہوے سینے سے جو شعلہ نکلا مدعی شب کو چراغ تہ دامن سمجہا
ویسے آئی تہین جو بو مین ہوس مردہ کی رخنہ سینہ کو مین روزن مدفن سمجہا

عکس گیسو نظر آیا تو ڈرا یہ ظالم — آئنہ پھینک دیا ہاتہ مین ناگن سمجھا
مدتون خون سے مری پرورش خنجر کی — ہای اسپر بھی وہ قاتل مجھے دشمن سمجھا

۶۹ — جا بجا خون کے دہبے نظر آئی جو نسیم / گوشۂ دامن رنگین کو مین گلشن سمجھا — ۱۱

پیار سے دشمن کے وہ عالم ترا جاتا رہا — ایسے لب چوسے کہ بوسونکا مزا جاتا رہا
دل جو پہلو مین نہین کچہ مجکو بیہوشی سی ہی — ڈہونڈتا ہون یہ نہین معلوم کیا جاتا رہا
دم شب فرقت نہین نکلا تو ہنسی موت کی — ابتو تیرا بہی وہ احسان جفا جاتا رہا
اسقدر آنکہین ملین پانؤن پہ ہجوم شوق مین — پانؤ سے اوس شوخ کی رنگ حنا جاتا رہا
یہ تلافی کس لیے کچہ یاد وہ باتین کرو — مر گیا دشمن تو کیا میرا گلا جاتا رہا
کہہ کی تم کچہ رہ گئے سمجہون وہی کیا خاک مین — لفظ جب پورا نہ نکلا مدعا جاتا رہا
وہ نہ سمجہی میری بیتابی مین بہکی گفتگو — ہای عرض شوق سی بہی مدعا جاتا رہا
مجھسے وہ مین مونسی لپٹا ازدیاد شوق مین — یان لحاظ وضع وان پاس حیا جاتا رہا
تم رقیبونسی ملی ہنسنے بہی دل بہلا لیا — اب ہمارا آپکا وہ واسطا جاتا رہا
کیا گلا اسکا خلاف وضع دو تو ہو گئی — ضبط مجھسے تمسے انداز وفا جاتا رہا

۷۰ — عالم پیری مبارک یاد مدفن ہی نسیم / دلولے ٹہنڈی ہوی سب حوصلہ جاتا رہا — ۸

کب مین فارغ قید وحشت سی ہی لڑکپن مین رہا — پانؤ مین زنجیر پہنی طوق گردن مین رہا
دل پریشان تہا سو آنسو بہی پریشان ہو گئے — ایک قطرہ آنکہ مین تو ایک دامن مین رہا
آتے آتے تا گلو سوز نفس سی جل گیا — ایکدم بہی کوئی پیراہن نہین تن مین رہا
رنج ناحق فرق کب عصمت مین آیا آپکے — پردۂ نظارہ میرا چشم روزن مین رہا
گہٹتے گہٹتے تن ہی سان رشتہ باریک تہا — مدتون مسکن ہمارا چشم سوزن مین رہا

کی صفائی غیر سے لیکن کدورت کم نہین — بعد صیقل مور چہ ویسا ہی آہن مین رہا
کافر و دیندار ہم مشرب محبت مین ہوی — فرق کیا تسبیح و زنار برہمن مین رہا

۷۱	ابتدا مین راحت و امان ما در ہی نسیم انتہا کا پھر مزا آغوش مدفن مین ملا	۱۱

بنانے سے یہ مطلب ہمنے پایا — ستانے کے لیے ہمکو بنایا
بشکل اشک ہون با قدر و بیقدر — وہ گوہر ہون کہ کہو یا جسنے پایا
نہ طعنہ تہا نہ شکوہ تہا مرا نام — عجب ہی تیرے لب پر کیونکر آیا
سر شک چشم کوئے آبلہ تہا — جو نشتر نوک مژگان نے لگایا
وہ مشتاق شہادت تہا دم ذبح — گلے سے مجکو خنجر نے لگایا
نہ اوٹہا گر کے آنسو کی طرح سے — عدم کا لطف ہستی مین دکہایا
ہوا سرمہ ہی شاید حسن اغیار — جو ایسا تیرے آنکہون مین سمایا
مزا جوش محبت نے یہ بخشا — گلہ بہی شکر ہو کر لب پر آیا
ہوئی جہوٹی قسم کہائی جو منظور — خوشا قسمت مین اونکو یاد آیا
مگر واعظ بہی کوئی درد دل ہے — کہ بیٹہا آپ اور مجکو اوٹہایا

۷۲	نسیم اعدا سے شکوہ کیا پس از مرگ ہمین یارون نے مٹی مین ملایا	۲۰

کب یہان مین خلش غیر سے دل شاد آیا — ساتہ قالب کی مری سایہ ہمزاد آیا
حشر مین جبکہ دم پرسش بیداد آیا — آپ کو گنگ بنا کر وہ پری زاد آیا
صدمۂ قید تعلق جو مجہے یاد آیا — الف وصل کے مانند مین آزاد آیا
موج می جام و صراحی مین ٹہیری دم بہر — تیری آنکہون مین جو رہنی کا مزا یاد آیا
وہین زخم سے ہنس ہنس کی نکل جاہی گی جو — گدگدا نے کو گلو خنجر جلاد آیا

یہ غلط ہے کہ مرا ذکر کیا ہو تو نے
کوئی طعنہ تو نہ تھا ہین جو تجھی یاد آیا

ایک نی بھی نہ سنا روز جزا صد افسوس
شکوۂ یار جو سنکر مری فریاد آیا

دوست کیا تو نی تو دشمن بھی نہ چھوڑا اچھی طرح
اب وہ دہر کا نہ رہا ولمین کہ صیاد آیا

گلہ یار مین مصروف ہوئے ہین وحشین
کیا فلک پر بھی کوئی عالم ایجاد آیا

بل بے غفلت کہ رقیبونکی گلی سی کچھ کچھ
اپنی ہستی کا مجھی آج نشان یاد آیا

تھا خیال لب شیرین جو دم نزع مجھے
مینے سمجھا ملک الموت کو فرہاد آیا

روح قالب مین نہ ٹھہری کہ ہوا غیر کا دخل
رشک تھا جسم مین کیون نشتر فصاد آیا

مردہ و زندہ زمین بھی نہین باہر کوئی
ایک آغوش مین لیا مجمع اجساد آیا

خانہ زاد دل بیتاب ہی کچھ غیر نہین
نہ ڈرو لب پر اگر شکوۂ بیداد آیا

کردیا اوس نگہ مست نی تجکو غافل
آج آنکھون مین مرے خواب خداداد آیا

جب اٹھا ہی مری سینہ سو اڑنے کے لین
آسمان اوسکو سمجھتا ہی کہ ہمزاد آیا

صورت جام ہون آغوش کشادہ ہر وقت
دھیان رہتا ہی کہ اب کوئی پریزاد آیا

بدمزاجی نکر اسد رنجہ دم مرگ ای روح
تجہ مین بھی کیا اثر خاطر ناشاد آیا

ذبح کے وقت جو پیرھنی قاتل دیکھی
اپنے مرجانی پر احسان قضا یاد آیا

۱۹	نذر کیا دیجیی اوس قاتل عالم کو نسیم ایک سر تھا سو تہ خنجر جلاد آیا	۷۳

ہوئین جب بند آنکھین مجھ فرشتہ کا یقین آیا
ہوی بیدار ہم جب وقت خواب اولپسین آیا

اوٹھی شعلی درون سینہ سے تعظیم فرقت مین
سرشک دیدہ استقبال کو تا آستین آیا

تڑپ کر رات کاٹی ہی مگر افسوس ظالم
نہین آیا نہین آیا نہین آیا نہین آیا

وہ تھا محروم راحت مین جو مقبول ہمنشینا تھا
کہ ایذا ڈھونڈھنی کو جو کوئی آیا یہین آیا

ہرا یا کوئی مجھ سا بی زبان شاید زبانی مین
کہ ناصح سرزنش کرنیکو جب آیا یہین آیا

وہان تم گہر مین بیٹھے ہمنے توبہ کی محبت سے
مہین عصمت کا دہیان آیا ہمین ہیچ یاد دین آیا

ملا اعلی سی اعلی پست ملینی سے ہوا باہم
فلک پر روح جا پہنچی بدن زیر زمین آیا

نہ ڈالی آنکہ مینی اسقدر تیرا تصور تہا
فرشتہ موت کا سو طرح بنکر حسین آیا

کہانتک شکر ہو او صید افگن تیری احسانکا
کہ جو تیر نظر سینے تک آیا دلنشین آیا

ہوا گلزار ابراہیم دل آتش پرستون کا
بہار اپنی دکہانی کونسا خلوت نشین آیا

نہین تن جای آبادی یہ ویرانہ ہی او غافل
ہوا اک روز راہی اسکا نہین جب مکین آیا

خدا کی یاد تحفہ ہی جہانسے جانی والونکو
وہی کچہ لیگیا دولت جسیی کچہ پاس دین آیا

ادب او نالہ گستاخ لب آگے نہ بڑہ جانا
ٹہہر آہ شرر زا پاس اب عرش برین آیا

خبر اپنی نرکہی اورکا کیا حال بتلاتا
ہدف ہوکر گیا اوس کوچی مین جب نشانہ بین آیا

غرض کیا تشنۂ دیدار کو ہی اس ہلی بیاسے
اگر لب تک چہلکتا جام آب آتشین آیا

اذیت دوست سے ہر چند لیکن دل بہلتا ہے
سبب کیا ہی ابہی تک ناصح مشفق نہین آیا

پہر آئی فصل گل اٹہکہیلیان کرتی ہین دیوانے
ترقی پر ترا سودای زلف عنبرین آیا

کلام معترض کی جا سخن مین ہم نہین کہتی
گیا محروم ہوکر جب کوی یہان نکتہ چین آیا

۲۴	نسیم اک اور بہی رنگین غزل اس طرح مین کہیے کہ ابتک جوش مضمونکا طبیعت مین نہین آیا	۲۱

غرض کیا ہی ہی بہر ساقی جو وہ بیکش نہین آیا
پہپہولے ڈالنے کو دلمین آتشین آیا

فغان بی صدا فریاد نہان آہ پوشیدہ
اوٹہے دلسے جو تیرا ذکر چشم شرمگین آیا

دو رنگی ابلق ایام کے طرفہ تماشا ہے
جسے بالای زین دیکہا وہی زیر زمین آیا

حیات چند روزہ پر غرور اتنا نکر غافل
کہ مرغ روح اوڑکر آشیانتک پہر نہین آیا

ابہی سے فکر انجام مین آغاز پیری کے
کہ پہر افسوس ہی بیجا جو وقت واپسین آیا

بہت مدت مین یکہا آج تجکو یار دیرینہ
کہان تہا کسطرف سے ای دل اندوہگین آیا

یہ اہی روح سے منظور پردہ جسم خاکی کو
مگر کاشانہ دل مین کوئی خلوت نشین آیا

یہ رغبت ہے تری صید افگنی کی ہر طبیعت مین
کہ خود صیاد آہو کی ہی پہن کر پوستین آیا

اثر جذب محبت نی بڑی مدت مین دکھلایا
کہ جاتا تہا کہین وہ اور گہبرا کے یہین آیا

زمان فیج دل ہرگز نپایا اوسکی سینی مین
ہدف تیر نظر کا ہو کی جو آہوی چین آیا

ہمین تک وہ پری دیوانگی کی یادگار ہے
ہماری بعد صحرا مین نہ کوئی جانشین آیا

مقرر ظالمونکو بہی پسند آتا ہی جہک جانا
خم شمشیر قاتل دیکہہ کر ہمکو یقین آیا

ترا جلوہ وہ ہی قربان جسپر ہو نہ عالم مین
تمنا مین تیری دنیا مین یوسف سا حسین آیا

لحد مین آکے دم بہر بہی نہ ٹہرا ہی کسی کی
نہ کوئی دوست یان آیا نہ کوئی ہمنشین آیا

سبہی لینگے قیامت کو نظر اوسکی حسرت سے
لگایا جام ہی منہ سی بغل مین مہ جبین آیا

دعا سے تو نکی بر آئی اوڈیلی توبہ کی ساقی
غنیمت ہے سبو تک تیرا دست نازنین آیا

غنیمت جان مہلت زیست کی یہ چند روزہ ہے
کہ پہر فرصت کہان جب حکم رب العالمین آیا

کہی کس وقت مشق چاک مین کی دست وحشت نے
گریبان کونسا دن تہا جو دامن تک نہین آیا

وہ ہیبت ہے کہ جسپر آنکہ ڈالی روح گہبرائی
اجل مشتاق ہی قاتل کے آگی سہمگین آیا

یہ سچ ہی خلقت اصلی بنائی سی بگڑتی ہے
صفائی پہر کہان جب نام کی نیچی نگین آیا

۶۵	نسیم ایسی غزل لکہی کہ اسکی سن ہی پیدا ہے ہوی شرمندہ حاسد سنکر و نکو اب یقین آیا	۱۱

مجہکو احسان نظر یاد آیا
جب ترا ہو سے لمہ یاد آیا

جب نظر جانب خورشید گئی
جلوہ داغ جگر یاد آیا

بیکسی اپنی وہ روتا تیرا
مجہکو ہنگام سفر یاد آیا

کہینچ لائی کشش دل اونکو
بعد مدت یہ اثر یاد آیا

کیون لگادی ہی جہڑی برسات کی
کیا تجہے دیدہ تر یاد آیا

خلد مین جا کے نہ ٹھیرا دم بھر + اپنا ٹوٹا ہوا گھر یاد آیا
بوسہ مانگا تو کہا شرما کر تھا فراموش مگر یاد آیا
کیا قیامت ہے یہ جلدی تیرے بات تک کی نہین گھر یاد آیا
دل ہوا چاک کتان کی صورت پھر کوئے رشک قمر یاد آیا
ہمسے رخصت طلبی کا باعث + کیا کسے اور کا گھر یاد آیا

٧٦	برہی پھر نظر آئی ہی نسیم طرۂ زلف دوسر یاد آیا	١٢

پریونکا پس و پیش جو ساماں نظر آیا تابوت مرا تخت سلیمان نظر آیا
سمجھا مین اوسے عاشق دیوانہ ترا جو کوئی یہان چاک گریبان نظر آیا
بے قید کیا جسم کو احسان جنون نے دامن نظر آیا نہ گریبان نظر آیا
ہے گلشن ایجاد بہار نفس چند مہمان دو روزہ یہ گلستان نظر آیا
دیکھا نہ کہین در نہ کہین صلوت دیوار گھر اپنا مجھے صحن بیابان نظر آیا
افزائش وحشت سے رہا حال پریشان جب آنکھ کھلی مجھکو بیابان نظر آیا
تھا پرورش طفل مین آرام بہی لازم ہر اشک تہ سایۂ مژگان نظر آیا
پایا دل آشفتہ کو گیسو مین تمہاری پہلو مین پریشان کی پریشان نظر آیا
کیا سلسلۂ دہر بہی ہی طرۂ گیسو + جو دل نظر آیا سو پریشان نظر آیا
ٹپکا جو مری آنکھ سے خون دل مجروح ہم رنگ چمن گوشۂ دامان نظر آیا
انجام محبت کو جو سوچا ستم ایجاد کچھ میری طرح وہ بہی پشیمان نظر آیا

٧٧	افسوس نسیم جگر افگار محبت پھر زلف کی مانند پریشان نظر آیا	٧

رخ پر جو ترے سایۂ گیسو نظر آیا خورشید تہ سلسلۂ مو نظر آیا

ظلمت مین مجھے نور کا پہلو نظر آیا
رخسار چراغ شب گیسو نظر آیا

قربان اجل تھا کبھی جلاد کے صدقے
ای یار جدھر آنکھ پڑے تو نظر آیا

میزان عدالت ہین مرے دیدۂ پرآب
ہم وزن ہر آنسو کا ہر آنسو نظر آیا

سمجھا ہین ہم بدر و ہلال ای فلک حسن
رخ پر جو تمھارے خم ابرو نظر آیا

قاتل ادب فرج سکھایا کیا ہر روز
برسون مرا سینہ تہ زانو نظر آیا

سرمی کا جو دنبالہ تری آنکھ مین دیکھا
اک ناوک پران پس آہو نظر آیا

۷۸	وله	۷

گلی مین بحث کی اونکا بھی کچھ قصہ نکل آیا
ہوی تھی صلح کس مشکل سی پھر جھگڑا نکل آیا

مین اپنی شوخی کی صدقی کہ دیکھا آج تم کو
بھرا غصے مین گھر سی شوخ بی پردا نکل آیا

ندامت جو ہوی ان گالیان افسانہ گو کو
وہ سنتی تھی کہانی ذکر کچھ میرا نکل آیا

کسیکا گھر نہین یہ تو گلی ہی سچ او ظالم
گھر کتا کس لیی ہے ہوا اگر اسجا نکل آیا

مری تقدیر بدلی ضعف سی آواز کیا بدلے
وہ اپنی دلمین دشمن کے صدا سمجھا نکل آیا

جو سچ پوچھو تو صدقے مین تمھارے عکس عارض کے
کنول پھولے دلونکی رنگ غنچونکا نکل آیا

۷۹	نسیم اونکو جو اپنا جذب خاطر اسطرف لایا گلے مل کی روی حوصلہ دلکا نکل آیا	۱۲

قلق سے دم لبون پر خواہش دیدار مین آیا
وہ آیا بھی تو چھپکر پردۂ اسرار مین آیا

رقیبونکو جلایا آئنہ کی دید بازی نے
دل عاشق نئی صورت سے بزم یار مین آیا

سواد حسن گلشن کم نہین تحریر رنگین سی
صحیفہ موسم گل کا خط گلزار مین آیا

برابر عاشق و معشوق کو رکھا مقدر نے
وہ ملک حسن مین ہم عشق کی سرکار مین آیا

ہمارا بھی خدا ہی زاہد و اتنا نہ اتراؤ
وہ کافر ہی جسے بھی شک رحمت غفار مین آیا

مجھے حیرت ہی حالت دیکھ کر شیخ و برہمن کے
کہ ہر تار فریب سبحہ و زنار مین آیا

بہت مشکل ہے رہنا پاکدامن لوث دنیا سے — الجھ کر رہگیا جو وادی پرخار مین آیا
برہمن پر کو راہی ہوا اور شیخ کعبی کو — نکل کر اس دوراہی سی مین کوی یان آیا
خط شبرنگ نی آکر مٹائی حسن کی قیمت — خبر پہنچی کہ بال آئینۂ رخسار مین آیا
برا ہی جان جان دل توڑنا امیدوارونکا — خلاف وضع ہی گر فرق کچھ اقرار مین آیا
نہین کرتے تمیز نیک و بد کچھ رند بد مشرب — بنی گا محتسب گر صحبت میخوار مین آیا
گرے جاتی ہین شمشاد و صنوبر فرط غیرت سے — الٰہی کونسا سرو روان گلزار مین آیا

۸۰	ولہ	۱۵

بہلا کیا خاک زیر خاک پایا — گریبان کفن تک چاک پایا
ملا کیا اور رونے سے مگر اشک — حباب دیدۂ نمناک پایا
مزا بخشا تری صید افگنی نے — کہ مر کر گوشۂ فتراک پایا
کھلی گر آنکھ بھی تو کچھ نہ دیکھا — کہ سر پر سایۂ افلاک پایا
دم خلقت جو ہستی پر نظر کی — بشر کو ایک مشت خاک پایا
لیا بوسہ تو فرمایا بگڑ کر — نہایت آپ کو چالاک پایا
زمانے مین زبان یار تھا مین — کہ جب پایا تجھے بیباک پایا
کہان خونریز عالم اور ایسا — غنیمت تجھکو او سفاک پایا
نتھا کچھ زلف بن سودا جنون مین — جو یون ہر تار دامن چاک پایا
دل ناخن زدہ کیونکر نہ چمکے — کہ اسنے جلوۂ حکاک پایا
دم مستی نہالان چمن کو — بہت تاکا تو نخل تاک پایا
ٹھہراسے حسرت دل اور تجھکو — انیس خاطر غمناک پایا
اثر زا تھا وہ حال وحشت دل — قلم کے بھی جگر کو چاک پایا
وہ گرمی تھی تب سوز نہان ہی — ہما نے استخوان کو خاک پایا

١٤	محبت مین نسیم دہلوی کو غلام سرور لولاک پایا	٨١

یقین کو اپنی عاشق نے ہمیشہ بے خلل پایا — تصور جب ہوا صادق تجہی زیر بغل پایا
مقام ناز کیا ہی سینہ عاشق مین آنی نہ — جناب عشق نی ٹوٹا ہوا دل کا محل پایا
فراغت کب میسر آتی روحونکی کشاکش سے — نہین خالی مشقت سی کبہی سے اجل پایا
نہ غم ہی رنج اوٹہانیکا نہ کٹہکا ہی جگانیکا — نہایت بی تردد آنکہ نی خواب اجل پایا
وہ طفلی سی جا نہین سکتے جو قربان ہوتی ہین — تمہاری مردم دیدہ کو بیمار ازل پایا
نہین ہوتے وہ سینے جنکو قسمت پیچ دیتی ہی — ہمیشہ طرہ ہی لف مین شانی نی بل پایا
اسیکے مہربانی سی یہ تکلیفین اوٹہاتی ہین — دل مضطر کو ہم نے دشمن زیر بغل پایا
پسند طبع ہوتا ہی جو معشوقونکو مرجانا — ہمیشہ روح کو عاشق کی مشتاق اجل پایا
حقیقت مین پسند طبع صانع بی لباس تہے — کہ جان نے تن کو تن نی جان عریان ازل پایا
سفر صحبت ناجنس سی توقیر گہٹتی ہے — ملے جب نقرہ و مس رشتہ سیم دغل پایا
خدا کی راہ مین مرنا حیات جاودانی ہی — فنا ہو کر بقا کی لطف کو نعم البدل پایا
نہین خالی رہیگا کوئی آسیب زمانہ سے — کسیکو آج حاصل ہی کسینے رہ کی کل پایا
الٰہی روز سو جائی یہ ہین وہ فتنہ عالم — مزا ہو سونکا ہم نے آج نی رد و بدل پایا

١٦	نسیم اطراف مضمون کسقدر سرسبز ہین دیکہو زمین شعر مین جیس روز سے ہمنی عمل پایا	٨٢

جہانمین نقص پر پیسے مفر ظالم نی کم پایا — کہ پشت تیغ قاتل کو ہمیشہ ہم نے خم پایا
مکان ہو تو مکین ہوتی ہین از خود غیب سے پیدا — کہ چشم مردہ کو ہی منزل خواب عدم پایا
بشر کا ایک صورت پر ارادہ رہ نہین سکتا — کبہی دیکہا دل ممسک کبہی ابر کرم پایا
کبہی دیکہی نہ ہرگز اشک ریزی کی ترقی نی — مرے آنکہونکو دامن نی سدا ابر کرم پایا

نہین ممکن جدائی رات دن دونکی تسلسل مین
بشکل عاشق و معشوق دونونکو بہم پایا

کہلا اوج زمین کا حال ہمکو بعد مرنیکے
اوسے بالا ہی سے دیکہا جسے زیر قدم پایا

رہا ترک ادب کا پاس مجکو اسقدر باقی
مین دوڑا سر پہ لینی کو جسے تیر ستم پایا

بشر سے قالب آہن زیادہ عمر رکہتا ہی
ہمیشہ سینہ شمشیر قاتل کو دودم پایا

ہزار ونتین کین بر خلاف اوسکی نہین دیکہا
تمہاری ہٹ کو بہی ایجان جان ہمنی قسم پایا

جہان سینی مین دل ہی آرزو بہی ساتھ ہی اوسکے
ہمیشہ دو لبونکی طرح دونو کو بہم پایا

جہکا دیتی ہی حاجت بیشتر عالی مزاجون کو
سدا اپنی سر مضمونکو پابوس قلم پایا

نکل جائینگے دلمین حوصلے جو جو کہ آئینگے
کہ گردش کو مری مضمون کی میدان قلم پایا

تصور میرا جیسے ہر طرح قسمت سے بہتر ہی
کہ جب مینی اسے دیکہا ہم آغوش صنم پایا

فراموشی ہوئی غالب سے اپنی روح کو حاصل
ہجوم خواب کو بہی ہمنی سامان عدم پایا

تصدق جائیے سو طرح تقدیر عاشق کے
ملی راحت نہ دنیا مین نہ آرام عدم پایا

۸۳	نسیم اشک کی جا ہی لحاظ انکار کا ٹوٹا ملی ہمکو اجازت لطف پہلوی صنم پایا	۶

مقام شکر ہی جلاد سے گر زخم تن پایا
نہ مدفن ہی ہستی کے لیی ہمنی دہن پایا

نہ خوش آیا ہمین کچھ اس دل افسردہ کی باعث
نہ راحت وغربت مین دیکہی لطف فراچمن پایا

بشکل شمع ساری رات رو رو کر بسر کی ہی
یہی اس عالم فانی مین لطف انجمن پایا

پریشانی مین کاٹی عمر جبتک دم رہا باقی
نہ کچھ لطف سفر دیکہا نہ راحت سے وطن پایا

ہوئی بخشش جو قسام ازل کی مہربانی سے
تو روح ناتوان نے اپنے خاکی پیرہن پایا

۸۴	نسیم اب تک وہی خم دم مین پیری مین جوانی کا کسی دن بہی ہمنی تم تمہارا بانکپن پایا	۷

افتادگی نے اور ہی عالم دکہا دیا
نقش قدم سمجھ کے ہر اک نے مٹا دیا

پرور دا سقدر تہی مری داستان غم
دریا بہا دیا جسے قصہ سنا دیا

احسان بڑا یہ تو نی کیا ہم پہ اے صبا
اک مشت خاک تہی سو وہی بہی اڑا دیا

سمجہا وہ کہیل کار قضا و مسیح کو
مارا جو چشم سے تو لبو نسے جلا دیا

ہین عندلیب نالہ کی زورون پہ چہچہے
داغون نے بوستان مرا سینہ بنا دیا

یہ حسن تہا کہ آنکہ ہماری جہپک گئی
پردہ پڑا جو یار نے پردہ اوٹہا دیا

۸۵

گم گشتگی نصیب کے دیکہو تو اے نسیم
قاتل نے یاد کر کے مجہی پہر بہولا دیا

۱۵

دل کسی مشتاق کا ٹہنڈا کیا
خوب کیا آپ نے اچہا کیا

آج حیا آنکہ کی کچہ اور ہے
چاہنے والا کوئی پیدا کیا

ہای رے پیمان شکنی کی مزے
جب ہین گیا وعدۂ فردا کیا

کچہ تو کسینے انہین سمجہا دیا
ہم جو گئے آج تو پردا کیا

گو کہ نہ تہا میری طرف منہ مگر
ترچہی نگاہو نسے وہ دیکہا کیا

آہ کے تقصیر نہین ہے مگر
بے اثری نے مجہے رسوا کیا

کہہ کے لے آتی ہین تہین ہوشیار
یہ نہ کیا ہمنے تو پہر کیا کیا

ہمت کے صدقے کہ یہ کہتی تہی وہ
آج نہ اوسنے کوئی پہیرا کیا

آپکی احسان کی تعریف ہے
مینے اگر شکوۂ اعدا کیا

نام میرا سنتے ہی شرما گئے
تمنے تو خود آپ کو رسوا کیا

قدر میری تمنے نہ کی ورنہ مین
کیا کہون کیا آپ کو سمجہا کیا

مینے تو ایجان جہان جان دی
تمنے ادا حق وفا کیا کیا

پہر وہ نہائے عرق شرم مین
کسنے مری عشق کا چرچا کیا

ہین دل صد چاک کا کہتا تہا حال
شانہ عبث زلف سے اولجہا کیا

۸۶	اوسکی نظر مین ہوا اسلکا نسیم مجھسے مرے شوق نے یہ کیا کیا	۱۷

شکایت سے غرض کیا مدعا کیا
نہین تو دوست دشمن کا گلا کیا

نہ آیا نامہ بر گھبرا رہا ہون
نہین معلوم کیا گذری ہوا کیا

بہت اچھی نہایت خوب گذری
اجی آفت زدونکا پوچھنا کیا

ندو مجھکو مبارک باد بےسود
بُری تقدیر والونکا بھلا کیا

یہ کیون چتون پھری کیون آنکھ بدلی
بھلا مینے قصور ایسا کیا کیا

کبھی اوس کوچے مین ٹھیریگی مری خاک
نہوگا کوئی احسان ہوا کیا

امید اوس سے غلط سمجھا یہ دل
ستمگر سے تمناے وفا کیا

بڑھا کر ہاتھ لین اونکو یہ مشکل
نصیب ایسے مبارک پھر دعا کیا

نہ گھبراؤ اجی کروٹ نہ بدلو
ارادے ہین ابھی خاطر مین کیا کیا

یہ کبتک پارسائی عاشقونسے
محبت ہی تو پھر ہمسے حیا کیا

جگہ پانی ہے صد سو نسے لہو دل
مرے سینے مین اوظالم رہا کیا

کیا ہوتا کوئی احسان تو ظالم
کرینگے شکر تیرا ہم ادا کیا

نہین ممکن کہ تجھکو رحم آئے
وہ ہیچ کیا اور میرے التجا کیا

معاذ اللہ گرہے نوجوانی
رہوگے عمر بھر تم پارسا کیا

کہان ہی درد دل مین جو کہا ہی
مزا دیگا ہمارا ماجرا کیا

کسے دیکھا کہ بھولا آپ کو بھی
تعجب ہی یہ مجھکو ہوگیا کیا

۸۷	نسیم آؤ ذرا تم بھی سنو تو یہ چرچا ہو رہا ہے جابجا کیا	۹

رحم سو ئے خاطر ناشاد کیا
مہربان بھولے ہوؤن کی یاد کیا

کب وہ آتی تھے کہ مین راضی ہوا	مٔنہ دکھائے گی مجھے فریاد کیا
راحتین ہونگی نصیب دشمنان	مجھپر احسان مبارک یاد کیا
کس ستم سے تیرے پھیرا ہمنے مٔنہ	کہ رہا ہے او ستم ایجاد کیا
قتل ہی کرتا نہین اتنا تو کہ	آرزو ہے تجکو او جلاد کیا
چاہتے تھے جنکو اونکی لو خبر	پھر رہے ہو اپنی گھر مین شاد کیا
ہاے وہ حسرت جو میری دل مین ہی	اوسکی پرسش او ستم ایجاد کیا
یہ وہ لذت ہے کہ جو آئے نہ یاد	بھول جائینگے تری بیداد کیا

٨٨	لکھا بطرز خود غزل کو ہی نسیم امتحان خاطر آزاد کیا	٧

وہ نہین تمکو نہ ہوگے یاد کیا	ایسے ملنے کی مبارک باد کیا
کچھ اثر مجھ مین نہ میری شور مین	ہاے مین کیا اور میری فریاد کیا
بندہ پرور یہ بناوٹ تو معاف	تم بھلا مجکو کروگے شاد کیا
مین ابھی راضی نہین ہان اور بھی	کچھ نئی کہاتین نہین ہین یاد کیا
دل دھڑکتا ہی تامل سے تری	سوچتا ہی جی مین او جلاد کیا
چاٹتا تھا تیغ خون آلود کو	تھا حریص لذت بیداد کیا

٨٩	فلک بے پہلو سے حاصل کیا نسیم ہو گئے اس مضمون سے خاطر شاد کیا	١٩

ای مرگ دیکھتی ہی انھین بار بار کیا	سینے کے زخم بھی ہین شگاف مزار کیا
بدلو جو رنگ روٹھیطرح اختیار کیا	ای جان امید وعدہ بی اعتبار کیا
اس وصل مین فراق فلک بھی نکر سکا	لپٹے ہوئے ہین ہم لیل و نہار کیا
آنکھین کھلی ہوی ہین جھپکتی نہین پلک	تکلیف نزع بھی ہی شب انتظار کیا

بھری ہو تم بھی ناصح نافہم کیطرح
جو پوچھتا ہون پوچھتے ہو بار بار کیا

مانے نہ مانے مرگ سہی کیونکر کرون سوال
جسطرح ترا دل کہ مجھے اختیار کیا

کب ہی فریب راحت دشمن پر اعتماد
تلوے کھجای گی خلش نوک خار کیا

رکھتی ہے مثل روح جو آغوش میں خراش
معشوق آبلہ ہی کوی نوک خار کیا

سائل ہون ایک بوسہ کا دو چار کا نہین
مین طول مدعا مین کرون اختصار کیا

انجام دیکھتی نہین آغاز کے سوا
ہے طول زلف رحمت پروردگار کیا

بیتاب ہو سکے نازاو ٹھاتی ہین رات بھر
تہا جوش شوق جلوۂ دیدار یار کیا

ہنگام وصل یار بھی یہ بھولتا نہین
داغ فراق ہے ستم روزگار کیا

قاتل نے بعد ذبح کی آنکھین نکال لین
دیکھین گی شکل راحت خواب مزار کیا

مانند بوسہ چاہ رلبو مین نہان ہین
پوشیدگی ہو میری بھلا آشکار کیا

نیلی سے دیدے اک کفنی دودآہ کی
اے روح پوشش بدن سوگوار کیا

چکر مین ہی نصیب تو گردش مین آرزو
ہمدور آسمان ہی مرا روزگار کیا

جھگڑے مین ہون کشاکش انفاس کیطرح
کم ہوسکے گا مشغلۂ انتشار کیا

مانند روح قید تعلق سے عار ہے
جب جسم ہی نہین تو نشان مزار کیا

۹۰	بدلا ہوا ہی رنگ مزاج اندنون نسیم دیکھین جہانکا گلشن ناپایدار کیا	۱۷

قالب ہوا خراب ترے غائبانہ کیا
او مرغ روح بھول گیا آشیانہ کیا

مجنون کی سرگذشت نہایت عجیب ہی
اید وست نے اثر تہا ہمارا فسانہ کیا

شب کیا ہوئی جہان مین اندہیر ہوگیا
بدلا ہی ایک رنگ مین رنگ زمانہ کیا

یاران غمگسار بہت جلد اوٹھ گئے
کیا ہوگئے وہ لوگ ہوا وہ زمانہ کیا

مانع ہوی حنای قدم گل خرام کی
دیکھین تو آج یار کرے گا بہانہ کیا

دو دن کے شور ہیں تری حسن ملیح کی
اے دوست یہ رہی گا ہمیشہ زمانہ کیا

آغاز گفتگو ہی سے ہین بدگمانیاں
سمجھا ہی کوی دوست انہین دوستانہ کیا

یہ بے کہے کہا تا ہی چالاکیوں نکے زور
رہوار عمر کو خلش تازیانہ کیا

ثابت ہوا کہ عالم ہستی ہی بی ثبات
کھینچے گا پھر عدم کیطرف آب و دانہ کیا

زلفونکی ہی ہوس ہی محبت سی خال کے
لائی گا اپنے دام مین ہمکو دیوانہ کیا

منظور جبہ سائی عاشق نہین تجھے
خالی پڑا رہی گا یون ہی آستانہ کیا

مقتل ہین ہے اجازت جاروب بعد قتل
قاتل بگر پڑھے گا نماز دوگانہ کیا

عاشق کا دل نہ دیکھ کہ جاتی رہین حواس
نظارہ سوی سینہ صدچاک شانہ کیا

رویا یہ آسمان کہ ہی تر دامن زمین
مطرب نی میرے حال کا گایا ترانہ کیا

دیکھا ادھر کو تو نے پڑا تیر ناز ادھر
استاد رخ بدل کے اڑایا نشانہ کیا

خط ناتمام سائل رخصت ہے مرغ روح
قاصد سی پہلی ہو گا ہی خود روانہ کیا

١٥	کیا تاب مدعی جو زباں تک بلا سکے لکھی تبسم نے غزل عاشقانہ کیا	٩١

وہ نمانینگے اچھا انکو سمجھائینگے کیا
پہلے ہی قسمت سے ٹھہری ہی ٹھہرائینگے کیا

وای قسمت کہ رہی ہین وہ رستے دیکھکر
کس لیے تکلیف کی ہی آپ فرمائینگے کیا

دیکھ لے تاثیر اونکی ہی فراق یار مین
نالی خود دشمن رہ ہین تک مری آئینگے کیا

غیر ممکن ہے کہ پھر آرام ہی سوتین حریص
ہاتھ تو کچھا نہین ہے پانو پھیلائینگے کیا

اونکے پیر چھری سی کٹ جاتا ہون جنکو ہو لحاظ
منہ تو دکھلاتی نہین آنکھین وہ دکھلائینگے کیا

آپکو فرصت ملی رسوائیون سی یحال
اور سی طرح سی عاشق نہ ہو جائینگے کیا

کب تعجب ہی وہ آئین لاش عاشق دیکھنی
ہنسنے مانا جان ہی کھوئی تو پھر پائینگے کیا

بعد مرنے کے رہین گے داغ سینہ جلوہ گر
گلشن تصویر میں ہین پھول مرجھائینگے کیا

سر بکف پھرتی ہین بہت سی امید مرگ مین
کھینچ کر تیغ دو دم ہمکو وہ بہکا تینگے کیا

یہ ادا یہ ناز یہ شوخی کہانسے پائین گے
حور و غلمان و پری مجکو بہلا بہا تینگے کیا

رہ گئی ہین لوٹ کر شانی ہین گیسو کی جو بال
افعی مردہ ہین لپٹی دوست اہر اتینگے کیا

جھوٹے وعدے کا ارادہ دلمین آیا شاید آج
کیون بلایا ہی مجھے سر کی قسم کہا تینگے کیا

کسطرح بہلا ئین گے مجکو یقین آتا نہین
حور و غلمان بھی تمہاری شکل بن جا تینگے کیا

گھورتا ہی یہ او نہین وصل کرتا ہی دھر
دیدہ و دل میری مجکو پا بین سنبھا لینگے کیا

۹۲	یہ غلط ہی حشر کو پردہ کرینگے آپ تسلیم عاشقوں کو دید سے بہی اپنی ترسا ئینگے کیا	۹

اضطراب دل مرا آخر مزا دکھلا گیا
اپنی بیتابی کی مین صدقے وہ سی رحم آگیا

ہای قسمت منتون سے میری راضی تھی مگر
کچھ لحاظ پاک دامانی اونہین بھا گیا

دیکھا خنجر بکف مجکو امید مرگ مین
ہنسکے فرمانی لگے مرنا تجھی بھی آگیا

کیا کہون تیغ کی دی کس نے بھی شوق مین
تیری صورت بن کی جو آیا تجھی ترسا گیا

دی کی حکم قتل میری لاش پر رونے لگا
ذی مروت تھا نہایت درد الفت آگیا

کی صبا نے کوئی گستاخی مقرر زلف سے
سامنی آنکھونکے اک وحشت سا چھا گیا

تو نے اتنا بھی نپوچھا کی سبب یا تیری کیون
ابر تو تنکا پر گریہ روز منہ پر سا گیا

ایک بوسہ بھی نہین اچھی طرح لینے دیا
بوسے لے جھنجلا کر اجی بس ہم مر آلبر گیا

۹۳	دیکھیے عمر دو روزہ مین ہو کیا صورت نسیم ایک ہی الفتی مین غم سارا کلیجا کھا گیا	۷

خندہ کیون لب پر تری او مجھ بید آ گیا
کیا تجھی کوئی ستم بہولا ہوا یاد آگیا

شوخی تقدیر بد پر ناز کرنا چاہیے
سو ہی گل دیکھا نہ تھا ہم نے کہ صیاد آگیا

وصل کی شب تا سحر بھی تبسم ہی لیے
ہجر مین منہ چومنی کو جوش فریاد آگیا

دی صبا رکبادآزادی اسیرونکو اجل — پانوسے زنجیر نکلے سر پہ جلاد آگیا
رک گیا ساقی کا جی رندونکے پہری ہین اوس — دیکہہ تو محفل مین تیری کون ناشاد آگیا
ہای بہیجا ہی رقیبونکو عیادت کیلیے — ہمکو تیری رحم مین بہی لطف بیداد آگیا

۹۴ — دید کی قابل ہی اوسکی نا امیدی اے نسیم
ہاے وہ طایر جو زیر دام صیاد آگیا — ۱۴

زخم بالیدہ ہوے داغونپہ جوبن آگیا — پرورش پا یا گیا جو زیر دامن آگیا
دوری امید آخر کہینچ لائی متصل — دشنۂ قاتل قریب خطِ گردن آگیا
اشک خون آلودہ سے ہی پیرہن بلبل فریب — اور ہی رنگینیونپر اب تو دامن آگیا
کو نسا یہ خاکسار آتا ہی دیکہو اوشہسوار — اک بگولا سا قریب گرد توسن آگیا
دست وحشت نے مٹادی آج دونونکی خلش — کچہ گریبان جہک گیا کچہ پاس دامن آگیا
شورش بر خیز محشر نے جگا یا تہا مگر — میری آنکہونکو بحفاظ خواب مدفن آگیا
بہہ گیا دل خون ہوکر رہگیا در فراق — دوست کے بدلی مری پہلو مین دشمن آگیا
توڑکر تسبیح میل رشتۂ زنار سے — بعد مدت یاد اک طفل برہمن آگیا
دشمنونکی پردہ پوشی کی ہوائی شوق نے — گرد نونمین خار کے پیراہن تن آگیا
آتش داغ تمنا پرورش کرنے لگی — مثل اخگر دل تہ دامان گلخن آگیا
باغ عالم مین بشکل بلبل تصویر ہون — کچہ غرض رکہتا نہین گرسوی گلشن آگیا
صورت سوزن بنا کر بخیہ گر کی ہاتہہ مین — بوسۂ چاک جگر لینے کو آہن آگیا
اے فلک شاید گمان خندہ ابرو ہی ہوا — جو لب ہر زخم زیر نشق سوزن آگیا

۹۵ — آج راحت پا گئے احسان اہل سے اے نسیم
فاتحہ پڑہنے لحد پر یار بدظن آگیا — ۱۰

گیا آج جلاد تیز نشتر کام کر گیا — اُف تک نہ کر سکے کہ جگر سے گذر گیا

جوش سرشک دیدۂ تر مین کہی کہان — دریا یہ وہ نہین کہ چڑہا اور اوتر گیا

اللہ ری سیاہی شام شب فراق — مجہسا امیدوار اجل صاف ڈر گیا

روز جزا ہی پاس رضا آگیا مجہے — منکر ہوی وہ قتل سی مین ہی مکر گیا

چلا رہا ہون یاد دل گم شدہ مین مین — ای میرے لاڈلی میری پیارے کدہر گیا

جا گو غنودگان اجل خواب تا کجا — تا جیب طول چاک قبای سحر گیا

اللہ رے کرشمہ تیغ ادای یار — کوئی ذبیح کوئی طپان کوئی مر گیا

اب دست احتیاج اوٹہانی ہی فایدہ — برسون گذر چکے کہ دعا سے اثر گیا

تنگی نے اعتقاد دہن دل سے کہو دیا — افراط نازکی سے گمان کمر گیا

۱۵	سمجہا مذاق شعر ہمارا وہی نسیم طی جو کہ راہ منزل ادراک کر گیا	۹۶

کس منہ سے کہتی ہو کہ ترا وقت ٹل گیا — کچہ آپکا مزاج نہ تہا جو بدل گیا

خالق کو تہی پسند جو برگشتگی مری — پتلا ہزار بار بنا اور بدل گیا

اب جا ہی خون وہان جراحت مین پیپ ہے — کیا انقلاب ہے کہ لہو تک بدل گیا

مانند طفل اشک ہون ابتر سرشت مین — پیدا ہی ہوتی آنکہ سے باہر نکل گیا

انجام عمر سے بڑہی کیا کیا خمیدگی — دن کم رہا تو سایۂ دیوار ڈہل گیا

اللہ ری بیکسی کہ یہ نوبت ہی آج کل — ارمان تک ہی دل سے ہمارے نکل گیا

پہنچی سنائی یار نے آ کے ہلال عید — ملنے کو جہک کی مین جو قریب بغل گیا

ہان التفات یار سے بیمار جان بلب — اچہا تو کیا ہوا ہی مگر کچہ سنبہل گیا

بوسے نسے غیر کی لب شیرین ہوی ہین تلخ — بگڑی وہ چاشنی وہ قوام عسل گیا

کب برہمی کی شکل نہ پیش نظر رہی — کس روز تیرے طرۂ گیسو ہی بل گیا

ممکن نہین کہ راست کبہی کج مزاج ہو — اس چرخ پیر کا نہ جوانو سے بل گیا

پھر کہہ دیا کچھ اوس بت وعدہ خلاف نے
پھر کچھ دنون مریض محبت سنبھل گیا

تھا خوف اسقدر ہمین روزگار سے
جب کوئی گل ہنسا تو مرا جی دہل گیا

صیاد ساتھ ہی چمن کائنات مین ٭
قسمت تو کیا کرینگے اگر دل بہل گیا

٩٧	مدت کے بعد ربط سخن پھر بڑھا نسیم مضمون کی تازگی سی ذرا دل بہل گیا	١١

ٹھہرے اوکھڑ کے سانس کا وقت ٹل گیا
منت کچھ اور مانت کہ مین پھر سنبھل گیا

ستانے کی راستی یہ بھی کیا متاہی گی
ہم بندگی کرینگے جو زلفوں سے بل گیا

دوڑو خدا کیواسطے دیکھو تو کیا ہوا
کہتا ہی کوئی ہای کلیجا نکل گیا

کیون لای دوست اسکو عیادت کیواسطے
دیکھا جو میرے زخم جگر کو دہل گیا

موقوف کر لگائیگا پھاہی کہان کہان
اے چارہ گر تمام کلیجا ہی بہل گیا

چھوٹے تسلیون کی توقع گذر گئی
جلد آ ترے مریض کا منکا ہی ڈھل گیا

افسوس کر رہا ہی وہ پہچانتا نہین
اس حال پر نثار مین ایسا بدل گیا

توبہ تو ہی بلا سی جو ویسا نہین ہے ہل
زاہد بشکل شیشہ سے کیون اُبل گیا

افسوس ہم جہان سے بے آرزو چلے
لو وہ بھی آکے خود کف افسوس مل گیا

دیکھا جو اسکو آنکھ جھپکی کچھ نکہہ سکا
واعظ کا بھی قدم نہ سنبھالو پھسل گیا

٩٨	ساماں سفر کی ساتھ ہین ہر وقت اے نسیم کیا خاک اس جہان مین مرا جی بہل گیا	١٢

ہیبت سے مرغ روح بدن سے نکل گیا
تیر نگاہ جب کوئی سن سے نکل گیا

تکلیف ہو نہ بازو قاتل کو اسلیے
اک ایک استخوان مری تن سی نکل گیا

کیا تنگ گور کہن دل بیتاب ہی رہے
تڑپا مین جب مزار کہن سی نکل گیا

کیا کیا نہ دود آہ کی کہین سر بلندیان
ایسا بڑھا کہ چرخ کہن سے نکل گیا

اللہ رے سوز ہاتھ ابھی تک بندہی تھے
شعلہ بھڑک کے تارِ رسن سی نکل گیا

بخشی درازیِ دستِ وحشت نے مخلصی
لاشہ مرا حجاب کفن سے نکل گیا

اب جای حسن سبزۂ نوخیز سے ہے نمود
آبِ حیات چاہِ ذقن سے نکل گیا

لاشہ مرا لحد سے ہوا جا کے ہمکنار
دولہا کا اشتیاق دولہن سی نکل گیا

مضمون آبدار نے جنبش لبونکو دی
گوہر سخن کا دُرجِ دہن سے نکل گیا

تن کاہشِ فراق سے مثلِ خیال تھا
گذرا لحد سی صاف کفن سے نکل گیا

پائی نہ قدر سیری بھی قد سے کے روبرو
بل راستی کا سروِ چمن سے نکل گیا

اصلاح کی یہ نکہت گیسوی یار نے
سودا دماغِ مشکِ ختن سی نکل گیا

رخ جلوہ گر ہوا شبِ زلفِ سیاہ ہی
مدت کی بعد چاند گہن سے نکل گیا

یاران رنج دوست نے دین وہ اذیتین
مین منہ چھپا کے اپنی وطن ہی نکل گیا

۹۹	مائل ہوئی نہ کچھ سپہر آسمان نسیم ہر تیر آہ چرخ کہن سے نکل گیا	۱۳

جب اختیار قید سخن سی نکل گیا
نالہ کلام ہو کے دہن سے نکل گیا

کیا رنج ترک صحبت احباب کا ہوا
دو چار کوس جب مین وطن سی نکل گیا

آئی نظر نہ تربت پروانہ جب کہین
ہر اشکِ شمع بہہ کے لگن سے نکل گیا

کیا حال دل چھپے کہ جہان دو گواہ ہون
رو کا نگاہ کو تو دہن سے نکل گیا

باقی رہے صراحیِ غنچہ نہ جام گل
سامانِ انبساط چمن سے نکل گیا

دنیا کے رابطے سے مرادِ دلی ملے
مردونکا کام صحبت زن سی نکل گیا

زلفین ہٹا کے بوسۂ رخسار لے لیے
مطلب ہمارا سانپ کے من سی نکل گیا

ایدل ہزار حیف جو قفل سے پابستہ ہے
وہ سور پھر نہین ہی جو رگِ تن سے نکل گیا

دامن تلک اشک آکی نہ جانے لگے آنکہ مین
پھرتا نہین گہر جو عدن سے نکل گیا

رشک اسقدر دیا لب و دندان یار نی | گوہر عدن سے لعل یمن سے نکل گیا
رہوار عمر کی نظر آئی نہ گرد تک | توسن کمال تیز تہا سن سے نکل گیا
افسون و فریب سے ہم آشنا نہ تہی | آخر کو یار حیلہ و فن سے نکل گیا

۱۰۰	کس ہوم کی پڑہی ہی غزل آپنے نسیم تحسین کا شور بزم سخن سے نکل گیا	۱۱

دیکھے آتے ہی یہ نقشا ہو گیا | کیا بتاؤن دوستو کیا ہو گیا
تم نے فرصت پائی گہر بیٹہے طبیب | مر گیا بیمار اچہا ہو گیا
کر چکا تہا کام افسونِ رقیب | آج ہم سے اوسنے پرچہا ہو گیا
اونپہ دل آیا بڑی مشکل پڑی | مدعی پہلو مین پیدا ہو گیا
ہای بیتابی نے میرے کیا کیا | حال سب پر اونپر ہویدا ہو گیا
ایک ظالم پر طبیعت آ گئی | پہر وہی اب حال میرا ہو گیا
شکل ہی پیدا کیا خالق نے جسم | روح کا کچہ رنگ پیدا ہو گیا
کہل گئے زخمون کے منہ اچہا ہوا | درد کے بڑہنے کو رستا ہو گیا
تو ہی چل ای روح جوشش شوق ہی | خط کے آنے مین تو عرصا ہو گیا
وقت بد کچہ پوچہ کر آتا نہین | ہنستے ہنستے اوس سے جہگڑا ہو گیا

۱۰۱	حال کیون ابتر ہی اسد رنجہ نسیم سچ کہو دل کس پہ شیدا ہو گیا	۱۰

مجکو سمجہاتا تہا یا تو آپ شیدا ہو گیا | مین تو دیوانہ تہا ہی ناصح تجہی کیا ہو گیا
آدمی کیسے فرشتے سیکڑون موجود تہے | میری لاشی پر جو وہ آئی تماشا ہو گیا
مین نہ کہتا تہا نہ دیکہو آئنہ اچہا نہین | صدقی جاؤن حال میرا سا تمہارا کیو گیا
ابتدا فسانی کی میری ہر طرف اک دہوم ہی | مر گیا گو مین بلا سے نام تیرا ہو گیا

شکر ہی دنیا سے اوٹھا آج شیدا آپکا ۔۔۔ جان دینا اس مرض والی کو اچھا ہوگیا

دشمنی کی مجسے میرے از دیادِ شوق نی ۔۔۔ اضطراب ایسا بڑہا آخر کو پردا ہوگیا

سو گئی اونکی فریب وعدہ سی شب کٹ گئی ۔۔۔ ہای اب چونکے کہ جب ایسا سویرا ہوگیا

کوئی نا واقف اگر کہتا تو کہتا غم نہ تہا ۔۔۔ کیون جی تم بہی مجکو کہتی ہو کہ سودا ہوگیا

یہ فکا یہ عقل لیسے ہوش سب جاتی رہی ۔۔۔ مجکو حیرت ہی خدا جانی مجہے کیا ہوگیا

۱۰۲	پہر وہی دہومین پڑین وحشت کے میری ای نسیم پہر وہی جوش گذشتہ دلمین پیدا ہوگیا	۱۲

تیری بالائی کا شہرہ سب سے بالا ہوگیا ۔۔۔ تو نرالا کیا ہوا عالم نرالا ہوگیا

شام مرقد چاندنی تہی تیری رخ کی ہیا سے ۔۔۔ جو اندہیرا سامنے آیا اوجالا ہوگیا

وہ سخی تہا بعد مردن دین ہما کو ہڈیان ۔۔۔ گوشت باقی تہا سو مرقد کا نوالا ہوگیا

حلقۂ رخ زلف تہی تہا نو سرخ کا گرد زلف ۔۔۔ ہالہ مہ شب ہوئی مہ شب کا ہالا ہوگیا

عروس گل کو زندگی تہی زہر ہو دی کو ہوئے ۔۔۔ سانپنے چاٹی جو شبنم منہ مین چہالا ہوگیا

ساغر امید بن جاتی ہی انسان کی دعا ۔۔۔ ہاتہ جب سوی فلک اوٹہا پیالا ہوگیا

دل مشبک ہی تو سینہ ہر طرف سی ہی شگاف ۔۔۔ تیرے مژگان کا تصور ہمکو بہالا ہوگیا

ابر نیسان کی پڑین بوندین جو تیری کلف پے ۔۔۔ موتیونکا گردن افعی مین بالا ہوگیا

مر گئی تیغ نگاہ یار سے جہگڑا مٹا ۔۔۔ چہین برسون کا ہوا دم بہر کسالا ہوگیا

انتظار سنگدل مین سنگ برسی آنکہ سے ۔۔۔ تا بدامن شک آتی آتی ژالا ہوگیا

پہر خم شمشیر ابرو کا ہوا سودا مجہے ۔۔۔ زخم خشکی پر نہ آیا تہا کہ آلا ہوگیا

۱۰۳	ناسخ مغفور تہا اوستاد کیتا ای نسیم لکہنؤ والون مین وہ سب سے نرالا ہوگیا	۱۱

جان بلب ہون جیسی وہ بیرحم بدظن ہوگیا ۔۔۔ حال میرا اب مبارک باد دشمن ہوگیا

کچھ عجب تاثیر تھی اوس بت کی نظارہ میں بھی
جو مسلمان اسطرف گذرا برہمن ہوگیا

صدقے میں کتنا ترا تیر نظر بیتاب تھا
چھد گیا پہلو کبھی سینے میں روزن ہوگیا

بے ہوا اوڑتا ہوں جب بیتابیاں کرتا ہے دل
کاہش الفت سے کیا ہلکا مرا تن ہوگیا

میں بھی مرنے کے لیے آیا ہوں آزردہ نہ ہو
اب یہ وہ کوچہ کہاں لوگوں کا مدفن ہوگیا

ہائے کس پردہ نشین کی آبرو کا پاس تھا
اشک جو دامن پہ آیا زیر دامن ہوگیا

وہ توقع تجھسے برآئی جو مجھکو اوس سے تھی
او عدو کے دوست تو بھی بخود دشمن ہوگیا

حلقہ زنجیر جب پہنی تو یہ ثابت ہوا
پاؤں میرا شاہد آغوش آہن ہوگیا

بڑھ کے ٹھیرا جب یہ سمجھا ہیں کہ وہ آتی ہیں وہ
بار ہا میرا تصور مجھکو رہزن ہوگیا

سوز پنہاں کی یہ کثرت تھی کہ ہر استخوان
رات کو مثل جبین صبح روشن ہوگیا

۱۰۴	سہرو تنہائی کی کہان طاقت کسی مردن نسیم آج تو احسان قاتل بار گردن ہوگیا	۹

لو فراغت ہوگئی کیسا سبک جان ہوگیا
چاک دامن ہوگیا ٹکڑے گریبان ہوگیا

عشق میں زلف و رخ دلدار کی تمثال کی
کوئی ہندو ہوگیا کوئی مسلمان ہوگیا

گھٹتے گھٹتے ناتوانی سے وہ ہوں کاہیدہ تن
ذرہ افتادہ ریگ بیابان ہوگیا

آنکھیں کہلاتی ہیں مثل پاسبان منکر نکیر
گنج مدفن بھی مجھے قسمت سے زندان ہوگیا

کی گہر ریزی ہماری آبلوں نے ٹوٹ کے
تھا متاع عمر جو وقف بیابان ہوگیا

حسن جانان نے کیا گمراہ کامل کو بھی
داغ میری داغ سے مہر درخشان ہوگیا

آتش ہجران سے نالہ شعلہ ہائے آہ دل
ایک مشت استخوان پر سبکا احسان ہوگیا

ناتوانی نے بہا تنکا آج کل تاثیر کی
نالہ زنجیر کا بھی شور پنہان ہوگیا

۱۰۵	کچھ نہیں لطف چمن کی ہمکو خواہش اے نسیم شکل گل ہر زخم دل سینے میں خندان ہوگیا	۹

التماس شکر مین دل رہ گیا — سر پہ کچھ احسان قاتل رہ گیا
رحم آیا ناتوانی پر مرے — ذبح کرتے کرتے قاتل رہ گیا
تمنے اک بوسہ دیا احسان کیا — بات میری رہ گئی دل رہ گیا
صلح کی امید پھر کل پر گئی — سہل ہوکر کار مشکل رہ گیا
تیری جلدی سے نہ بر آئی مراد — اے اجل دیدار قاتل رہ گیا
کاوش صیاد نے فرصت نہ دی — دلمین ارمان عنادل رہ گیا
جلوۂ رخسار نے ساکت کیا — آئنہ ہوکر مقابل رہ گیا
غیر ممکن ہے کہ آسان ہوسکے — رہ گیا جو امر مشکل رہ گیا

۱۰۶	پھر طبیعت اپنی گھبرائی نسیم امتحان فکر کامل رہ گیا	۱۰

ہر رفیق بیکسی منزل بمنزل رہ گیا — گر پڑا آنسو کسی جا پر کہین دل رہگیا
صید لاغر کردیا تاخیر قاتل نے مجھے — ذبح کے لائق نہین مین کی قابل رہگیا
اے اجل فرصت ندی افسوس ہے افسوس ہے — آرزومند جفا احسان قاتل رہگیا
وای قسمت بخل قاتل سے نہ بر آئی مراد — تشنۂ آب دم شمشیر بسمل رہگیا
جوش حیرت نے ندی فرصت کہ جنبش کر سکے — آئنہ میری طرح اونکی مقابل رہگیا
سخت جانی نے مری کیا کیا دکھائی تیغ تیز — کر گیا خنجر کبھی بازوی قاتل رہگیا
زمزمہ سنجی بہلا دی خطرۂ صیاد نے — آتے آتے کان تک شور عنادل رہگیا
سایہ افگن کاکل پیچان ہی رخ صاف پر — ابر مین پوشیدہ ہوکر ماہ کامل رہگیا
دی نہ فرصت ہمرہی کی اضطراب روح نے — دلمین پروانے کی سوز شمع محفل رہگیا

۱۰۷	مرحبا اتنی ہی کیا آنکھون پہ پٹی باندھ کر ای نسیم افسوس ہی دیدار قاتل رہگیا	۱۴

دونو جانب شرم مطلب شوق پنہان رہگیا
کچہ مجہی حسرت بڑہتی کچہ اونکو ارمان رہگیا

ناتوانی نے جو دہڑکے نا امیدی کی دبی
سو ہی دامن دیکہکر چاک گریبان رہگیا

موت سی مہلت نہ پائی شوق نی رخصت دیے
پانو پہیلا کر تیری کوچی مین مہمان رہگیا

جو غضب آیا زمین پر عالم افلاک سی
میرے سر پر صورت احسان جانان رہگیا

خاک ہوکر خاک مین عشاق کی لاشین ملے
ہای خالی پہلو گور غریبان رہگیا

کیون خفا ہی باغبان مین گلشن ایجاد مین
چند لحظہ صورت صبح گلستان رہگیا

لاکہ چاہا پر نہ نکلا صورت ارمان کبہی
آرزو بنکر مری سینی مین پیکان رہگیا

اسکو بہی معشوق ہونی کی سمائی آرزو
منہ چہپا کر میری دلمین داغ پنہان رہگیا

آئینے نے کردیا آئینہ میرے یار کو
دیکہکر وہ جلوہ اپنا آپ حیران رہگیا

خلک کامل کو پشیمانی نے جب برہم کیا
کہلتے کہلتے عقدہ زلف پریشان رہگیا

شعلہ داغ تن عاشق نہ تجہ سی بجہ سکا
اے صبا اپنا چراغ زیر دامان رہگیا

زیست بہر آیا نہ راز عشق ہرگز تا زبان
ہای بے تعبیر یہ خواب پریشان رہگیا

ہمکو محرومی رہی تا عمر وصل یار سے
یہ مرض وہ تہا کہ جو محتاج درمان رہگیا

۱۵	بعد مردن جیسی ہی الفت نہین ہوتی نسیم روح چہوٹی قید سی بیکار زندان رہگیا	۱۰۸

مین نگاہون مین بہار زلف جانان ہوگیا
دیکہتی ہی دیکہتی خواب پریشان ہوگیا

تہا ستم پر چاہنے والونکو ارمان ہوگیا
ظلم جانان کیطرح آخر مین احسان ہوگیا

ناز سے فرصت نہین دیتی کسی دم بیکسی
مین تو اپنی جیتی جی گور غریبان ہوگیا

طعنہ کم ہوتی اوٹہے نہ میری اشک سے
گو کہ قطرہ تہا مگر دریا کی طوفان ہوگیا

تہا مین طفلی سے بغل پروردہ بیرنگی
صبح مایوسی کبہی شام غریبان ہوگیا

رحم سے جلاد کے چہوٹا جو مجکو نیم ذبح
خط خنجر میری گردن کو گریبان ہوگیا

~~[illegible] درد فرقت کلیجہ پہ مجھسی حال~~ اسقدر دلمین رہا میری کہ ارمان ہوگیا

جو یہان تشریف لائی پہر نیائی مخلصی دل مرا ہر آرزو کی حق مین زندان ہوگیا

عشق مین نیرنگ دورنگی عمر بہر دیکہا کیے ہای ہم کافر بنے جب تو مسلمان ہوگیا

شہر ویران کردیا تاثیر وحشت نے مرے قصد ہی دو چار دن مہلی بیابان ہوگیا

زیر دستونکو زبردستونسی کچہ چارا نہین درد فرقت جبر ہی سینے مین مہمان ہوگیا

ایکسی دو داغ دوسی چار پہر تو سیکڑون کہلتے کہلتے پہول سینے پر گلستان ہوگیا

اشک خونین مثل گل رہتی ہین ہمین ہر گہڑی اتنو دامن بہی مرا جیب گلستان ہوگیا

ساغر می بنتی ہی دو صد تین مینا ہوتین زاہدونکی توبہ مین رندونکا ایمان ہوگیا

۱۹	خونکی دہبونسی کیا کیفیتین ہین ای نسیم گوشۂ دامن مرا رشک گلستان ہوگیا	۱۰۹

پابند زیست تہا نہ اسیر مزار تہا تہا جوش اشتیاق قدمبوس یار تہا

کیا پوچہتے ہو ابتو اسیر قفس ہو ہمین دو دن کی بات ہی کہ شریک بہار تہا

کیون جانتا تہا حسن پریشانیان مری ای روزگار مین بہی مگر زلف یار تہا

دونون سے شرمسار رہا اضطراب مین پاس کفن مجہی نہ لحاظ مزار تہا

وہ بہی مٹا خیال سیاہی زلف سی کچہ دم کو عکس مہ جور دای مزار تہا

اس جسم پر ذلیل کیا تونی ای ہوس وہ استخوان کیواسطے شوق مزار تہا

ہیبت سی بخیہ گر کے مری جان نکل گئی ہر مہر دہان زخم دہان مزار تہا

کرتے تہے مرگ بازو قاتل پہ آفرین جز زخم تہا نہ شکل شگاف مزار تہا

پاتے تہی اہل درد خبر سرگذشت کی مین بعد مرگ خط جبین مزار تہا

ای جوش شوق تونی کیا پہر امیدوار ورنہ مجہے تہیۂ خواب مزار تہا

کہٹکا کیا ہون خاک کو بہی خاک تک کی آہ مین سینۂ مزار کا اسپنے غبار تہا

برسون رہا زبان صغیر و کبیر پر — میر افسانہ بھی ستم روزگار تہا
سنت بہی کی مگر نہ کسی نے مری سُنی — مانند قول یار مین بے اعتبار تہا
بیٹہے وہان آبلہ مین اوسکو لے لیا — میدان مین زبان نکالی جو خار تہا
ای روزگار مجہسی وہ رنگی تہی کیا مرو — مین حسرت خزان نہ امید بہار تہا
مثل خیال یار رہین گردشین مجہے — آیا اوسیکے دل مین جو امیدوار تہا
پوچہی نہ مجہسے یار نے کچہ میری گذشت — مین روز بازپرس بہی ننگ شمار تہا
ثابت ہوا کشاکش دنیا سی بیٹہین — تہے رنج چند نام فقط روزگار تہا

۱۱۰	آئے لحد مین بالش و مسند سی ای نسیم انجام عیش دہر یہ کنج مزار تہا	۱۵

نہین شکوہ بیدا ہی گو کہ ہر پارہ مری دل کا — کیا صانع نی وہ ٹکڑا ہی ازل سی لفظ قاتل کا
بلا کر لطف سی گردن تہ شمشیر رکہتا ہی — قریب آ بیٹہ دیکہا وقت مردن چشم قاتل کا
اجازت دی اگر شوق شہادت نے کہ منہ کہو لو — کہا ہم نے ہم احسان نہ لینگے دست قاتل کا
زبان تک شکوہ بیداد آیا تہا کہ شرم آئی — کہا دل نی یہ کیا کرتی ہو منہ دیکہا ہی قاتل کا
نہ ٹہرا یا نو خنجر مین وہ اجل کی بیقراری تہی — بشکل جذب الفت کہینچ لایا قہر قاتل کا
یہ کسکے قتل سی بالیدگی ایسی ہوئی حاصل — کہ ٹوٹا آج ٹوٹا ہوا قبضہ شمشیر قاتل کا
ہجوم شوق کی بیتابیوں مین اسقدر رچ سا — کہ دم رک رک گیا زخموں کی منہ مین تیغ قاتل کا
وہ لذت تہی ہان زخم مین سیری کہ خون جگر — ٹپکتا ہی لعاب اب تک زبان تیغ قاتل کا
اوٹہاتی ہون مگر کہتی نہین جو کچہ گذرتی ہی — وہان زخم مین ہی ضبط ہی شمشیر قاتل کا
وہ اشک گرم تہی ٹپکی جو وقت ذبح آنکہون سے — نہین جاتا ہی چہالا آج تک شمشیر قاتل کا
عجب اسکا نہین گر شیشہ جو ہر کو ریو جائے — ٹپک کر اشک ہوگا آبلہ شمشیر قاتل کا
مجہے فریاد کرنی یا نہ کرنی دو نو مشکل ہی — ندامت سی حال لحاظ آتا ہی قاتل کا

اوٹھانی اسقدر رگڑی زمانی مین گردن کی ۔ کہ چہالا اچہل گیا سینے مین آخر تیغ قاتل کا
خوشی کرتا ہی کیسی لیکی خنجر دست نازک مین ۔ الٰہی تو نگہبان ہوجیو بازو ہی قاتل کا

۱۹	بدل کر قافیہ لکہو غزل اک اے نسیم ایسی کہ مضمون و معانی مین اثر ہو تیغ قاتل کا	۱۱۱

عجب عالم ہی اوس گل پیرہن کی ہائی بیدل کا ۔ کہ نالہ منہ سی نکلا زمزمہ ہنکر عنادل کا
بنایا جوش ہمت نی ارادہ دست باذل کا ۔ وہ دولت ہون کہ منہ تکتا ہی خوبی ایمان سائل کا
نہین دیتا ہون فرصت ایکساعت بیقراری سے ۔ بدلتا ہون مین کروٹ در دہون پہلو بی بسمل کا
تمنائین بہت کچہ ہین مگر جا پا نہین سکتی ۔ از لیسے نیند کو حاصل ہی شکوہ چشم بسمل کا
تردد ہی مری آنسو کو دامن تک پہونچی ہین ۔ مسافر کو لگا رہتا ہی کہٹکا بعد منزل کا
فراق جسم سی اسی روح تکلیفین گذرتی ہین ۔ بہت یاد آئیگا لیلی تجہی آرام محمل کا
مناسب ہی بشر کو ذکر آخر روز اول سی ۔ پہر آسانی کہان ممکن جب آیا وقت مشکل کا
مٹا دی آپکو بنا اگر منظور خاطر ہے ۔ ہوئی شکل اور ہی بی سر ہوا جب لفظ مشکل کا
وہ رہجاتا ہی اونکی پاس ہر دم پلٹتا ہی ۔ زیادہ شوق ہی ہی اتنا تو گہبرانا مری دل کا
ہجوم شوق مجنون اسقدر رہتا ساتہ لیلی کی ۔ کہ ناقہ سی نہ اوٹہا اک قدم ہی بوجہ محمل کا
عدم تکلیف ہرگز پاس الفت ہو نہین سکتا ۔ نہین منظور قاتل کو ٹہہرنا روح بسمل کا
بڑہا دی بیکسی ایسی کمال ناتوانی نے ۔ کہ نالہ ہی نہین منہ چوہتی آتا عنادل کا
تمنا ہی عدو آخر وبال زیست ہوتی ہی ۔ پس مردن امست آشنا ہی قہر قاتل کا
بشکل جام خالی ہر نفس دوری ہی مقصد سے ۔ مجہے میری مقدر نے بنایا ہاتہ سائل کا
ہوس کو آدمی کی آدمی پر پیش دیتی ہی ۔ کہ بڑہتا ہی زیادہ تر قدم سی ہاتہ سائل کا
بشر ہو صاحب ہمت تو ہر تکلیف آسان ہے ۔ کہ گہٹتا ہی آخر چلتے چلتے طول منزل کا
رہا یہ پاس یکتائی کہ توڑا اونسی آئینہ ۔ نہ دیکہا منہ کہ تا دیکہی نہ منہ عکس مقابل کا

جگر میں مجھ سے کر کیسی گذر کر تیر تک آیا ہی | مزا تیر نظر سی پوچھ لو تکلیف بسمل کا

۱۱۲	عنان توسن خاطر نسیم اب جانب ہو کہ دلمین حوصلہ ہی بندش مضمون مشکل کا	۱۰

مژدہ صحت سنا دل دکھ گیا آزار کا | آگیا گھٹنے پر اب بڑھنا شب بیمار کا

اے دل مشتاق شوق بوسہ اب بیکار ہی | لے گیا ساغر مزا سینہ چوم کر دلدار کا

جہانکتے ہین آرزوئین میری تجکو بار بار | کیا شگاف سینہ روزن ہی تیری دیوار کا

دن مین سو سو بار گھبراتی ہین جذب شوق سے | اتنا میرا سا ہوا عالم مزاج یار کا

بارش گریہ سے میری اتنی یہ نوبت ہوئی | تھم نہین سکتا ہی آنسو روزن دیوار کا

تجکو اے واعظ مبارک ہو یہ اسباب غرور | مین نہین برہمن کہتا ہون سبحہ و جبہ و دستار کا

اشک میری آنکھ سی ٹپکا جو اوسکی زلف سے | بہتے بہتے ہوگیا چھالا زبان مار کا

اتنی مثل دانۂ الماس آنسو ہو گئے | بعد مدت رنگ بدلا دیدۂ خونبار کا

پارہ ہی قلب سے زان آکی کہائی تو سہی | دیکھ لینگے حوصلہ ہم مرغ آتشخوار کا

ایک عالم ہی دل دیوانہ کا ابتک نسیم | کام اپنا کر گیا جادو نگاہ یار کا

۱۱۳	ردیف بای موحدہ	۱۲

بلبل سے کرتی کب ہی عروس چمن حجاب | ہمسے ہی کس لیے تجھے اے گلبدن حجاب

افسون شرم باعث تسخیر ہو چکا | کبتک رہیگا او بت پیمان شکن حجاب

حسن برہنگی سے اوٹھاتی بڑی مزے | ہوتا نہ روح کو جو لباس بدن حجاب

ہر بزم مین نثار ہے پروانہ شمع پر | عاشق کیواسطے نہین کچھ انجمن حجاب

کھبا زیب نکے لطف جوانی مین خوب ہین | پیری مین ہی بشر کے لیے بانکپن حجاب

دنیا کا ترک بعد فنا ہی نہین قبول | اس شرم سی ہی لاش پہ تیری کفن حجاب

نافہ نہین یہ پردہ ہی غیرت ہی اوبری
رکھتا ہی تیری زلف سی بیشک ختن حجاب

بے پردہ دیکھئے سر سے نور جمال کو
ہوتی اگر نہ چادر چرخ کہن حجاب

برسون ہوے کہ عاشق خدمت گزار ہین
مجھسے بچا ہیے تجھے ای سیم تن حجاب

دیکھا آنکھ اوٹھاکے یار کہ عالم شکار ہو
کسکا تجھے ہی ظالم ناوک فگن حجاب

آخر کدورت آ ہی گئے اتحاد مین
کرنے لگے خزان سے بہار چمن حجاب

۱۱	اچھا کلام شاہد بے پردہ ہی تسنیم رکھتا نہین کسی سے ہمارا سخن حجاب	۱۱۴

جی مین آتا ہی دکھائین مستیان کی شراب
جلد لا ساقی برنگ لالۂ احمر شراب

دور رکھ شیشہ نظر سے سرنگون کر جام کو
فرقت دلدار ہی ساقی ہین پیونکر شراب

ابر ہی امنڈا ہوا گل بھی ہی ہین نکہتین
آج کی شب ہو جدا منہ سی نہ ہی ساغر شراب

آرزو کیا پوچھتا ہی رند ساغر نوش کی
یہ تمنا ہی پین قاتل تہ خنجر شراب

لے خدا حافظ چلے سسرو رہو کر اپنی گھر
پی چکے محفل مین تیری اور پی کر شراب

بے تعلق ہو نہین سکتے تعلق آشنا
غیر ممکن ہی رہی بے شیشہ و ساغر شراب

پھر سنا ہی مژدہ آمد کسی مہوش کا
ڈھونڈھتا ہی آج پھر دل مضطر شراب

وعدہ دیروز کا کچھ پاس کرنا چاہیے
آج دی ساقی ہمین جو سب مین ہو بہتر شراب

اسطرف بھی آج بذل مہربانی چاہیے
ساتھ غیرونکی تو ایجان پی چکی اکثر شراب

بھن گیا ہر لخت دل ٹکڑی جگر کی ہین کباب
گر میان کرتی ہی ہمسے صورت دلبر شراب

۸	ہم بھی بیشک ہین غلامان علی مین اے تسنیم ساقی کوثر سے لینگے جلکے اک ساغر شراب	۱۱۵

کیا دیکھتا ہی طائر بسمل کا اضطراب
بڑھ کر ہی اس سی عاشق بیدل کا اضطراب

امیدوار مرگ سی کیون منہ چھپا لیا
اب کون لی گیا مرے قاتل کا اضطراب

تھی کس کے آرزو کہ ہر شب سی تا سحر
دیکھا کیے ہین صاحب محفل کا اضطراب

مدت سی آرزو ہی کوی لحظہ بیٹھ کر
تم بھی تو دیکھ جاؤ مری دل کا اضطراب

ممکن نہین کہ عشق کی تاثیر کچھ نہ ہو
لیکن تہان ہی صاحب محمل کا اضطراب

اوسکو قرار ہی اسے پروا دمبدم
سیماب سی فزون ہی مری دل کا اضطراب

قاتل کو ہی دم کا تماشا ہے دیکھ پھر
لیجائیگی اجل ترے بسمل کا اضطراب

۱۱۶	تدبیر کچھ ضرور ہی بیٹھے ہو کیا تسیم جاتا نہین ہی آج مری دل کا اضطراب	۸

گر ابرو کشیدہ ہین شمشیر کا جواب
مژگان تیز ہین ہی ترے تیر کا جواب

فریاد بیکسی پہ کسی کو نظر کہان
دیتا ہی کون عاشق دلگیر کا جواب

اچھا ہوا کہ آئینہ کا منہ ہوا سیاہ
لایا تھا تیری زلف گرہ گیر کا جواب

آمادہ ہی مژہ بھی خدنگ نظر کے بعد
آتا ہی او تیر غضب تیر کا جواب

ای انتظار یار یہ نہین آنکھ وا رہے
دیتا ہی مجھکو دیدۂ زنجیر کا جواب

کیا دخل پیش و کم کو ہمارے خیال مین
لکھنا محال ہی خط تقدیر کا جواب

لاکھون ستم کیے ہین جوانان دہر پر
دے آہ شعلہ زا فلک پیر کا جواب

۱۱۷	اچھی زمین سمجھ کے کہے شعر کچھ تسیم لکھا نہین ہی آتش دلگیر کا جواب	۲۰

جتنے قصے ہین مرے شکوہ بیداد ہین سب
ذکر کا ہی کو ہین افسانہ فریاد ہین سب

للہ الحمد کہ ہین رنج فراموش نہین
جو ستم تم نے کیے ہین وہ مجھے یاد ہین سب

جسطرف دیکھیے دو تین پھڑکتی ہین اسیر
کیون نہ صیاد خوشی ہو قفس آباد ہین سب

خواستگاران قضا ہین تہ خنجر بیتاب
شائق حسن اجازت تری جلاد ہین سب

انکو تکلیف رسائی کی عبث ہے تعلیم
نالہ و آہ و فغان تیری ستم زاد ہین سب

پھوٹ جائے جو پھپھولا تو رواں ہون نسیم
اشک ایجان جہان آبلہ فرسا ہین سب

طوق و زنجیر کے خواہان ہین تری دیوانے
روز و شب منتظر خدمت جلاد ہین سب

کفر و اسلام برابر ہین زبان رحمت
حسن جتنے ہین زمانی مین خدا داد ہین سب

تا کجا کاوش صیاد اجل ہی نزدیک
ایکدن اس قفس جسم سی آزاد ہین سب

اب یہ حالت ہی کہ دشمن بھی عیادت کو ہین
دست برداشتہ میری لیی جلاد ہین سب

ناتوان جو ہون کہ ہر بال وبال جان ہے
ضعف سی موی بدن خنجر فولاد ہین سب

سخت جان ہون سی تسکین کو بتادی قاتل
کسقدر کند ہین تری خنجر فولاد ہین سب

مین ہوا قیس ہوا وامق بیچارہ ہوا
دل گرفتار ہین سب عاشق ناشاد ہین سب

عاشق وحشی و دیوانہ و رسوا کہکے
جسطرح چاہی بلا تیری ہی ارشاد ہین سب

آمد آمد ہی مگر میری سہی قامت کی
باغ مین ہر طرف استادہ جو شمشاد ہین سب

ایک سی ایک نرالا ہی زمانی مین حسین
جلوہ نور الٰہی یہ پریزاد ہین سب

تیری آنکھونکی جو مضمون لکھی ہین مینی
حرف جتنی نظر آتی ہین مجھی صاد ہین سب

دور تک تیری گذرگاہ جفا ہی یا ترک
ہفت افلاک مری مسکن فریاد ہین سب

اپنی اشعار کا آتش نی دیا آپ جواب
معترض مجھپی تو قایل ایراد ہین سب

۹	راست کہتا ہون یہ مین ناسخ و سودا کی قسم اپنی انداز مین بیمثل ہین استاد ہین سب	۱۱۸

طرہ مشکبار ہی جلوہ آبدار شب
نسبت زلف یار ہی باعث افتخار شب

مشفق من خط اسعاف چھوٹ ہی پکا گذشت
چشم غنودہ مین ہی صاف حسرت انتظار شب

آنکھین چلد بلی وفا دل نہین مانتا مرا
چہرہ روز پر جھکا گیسوی تابدار شب

حال نہ پوچھ ہمنشین ہی غم دلبر حسین
شعلہ آہ آتشین ہوتا ہی ہمکنار شب

وعدہ ہی وصل یار کا داد ری بخت نارسا
اول شام سی ہوا پہلی ہی اختصار شب

ہی کوی آسمان جناب حسینی کیا یہ انتخاب
حافظ روز آفتاب ماہ ہی پاسدار شب

نالۂ آتشین سی ڈر آب کہین نہ ہو جگر
ہوتی ہی شام صبر کرا یدل خواستگار شب

سونے کبھی نہ ایکدم فرقت یار کے ستم
صبح نہ ہونے دیتے ہم ہوتا گر اختیار شب

دیکھتے ہین نسیم ہم لحظہ بہ لحظہ یہ ستم
ہجر مین طول روز غم وصل مین اختصار شب

۱۱۹ — ۱۵

پونچی ہین تجھہ سی دل دوستان قریب
آئی ہین ای فلک بہت آہ و فغان قریب

کنج لحد کا حال کہین ہم کسی سے کیا
ہمدرد پاس ہی نہ کوی مہربان قریب

لب وا ہین اشتیاق مین آنکھین ہین منتظر
پونہچا ہی لخت دل کا مری کاروان قریب

ہر روز بعد چرخ مین ہلتی ہین بال و پر
اے مرغ روح ڈھونڈ کوی آشیان قریب

اے عندلیب جان قفس جسم سے نکل
جلدی پونہچ بہشت کا ہی بوستان قریب

فریاد جانگزا سے زمانہ تنگ ہی
بدلینگے کوی اور لباس فغان قریب

ای آہ ہی محل ادب بس ٹھہر یہین
اب آچکا ہی مسکن کروبیان قریب

ای مرگ اب وصال مین تاخیر چاہیے
آیا ہی وقت وصل بت دلستان قریب

کبتک یہ انتظار کہ فرصت قلیل ہے
رخصت طلب ہی یار ترا میہمان قریب

شاید یہان سے کوچۂ جانان ہی متصل
آتا چلا ہی دغدغۂ پاسبان قریب

اے دل بتا بتا کہ سکونت وہین کرین
ہی پیر میفروش کی جس جا دکان قریب

اے عندلیب رنگ چمن بی ثبات ہی
آخر ہوی بہار اب آئی خزان قریب

جینا ہجوم آہ شرربار سے محال
تن پھونک دینگی شعلۂ سوز نہان قریب

ایدل سنبھل کہ دام مصیبت ہی سامنے
دیکھ آچکا ہی کوچۂ زلف بتان قریب

کسطرح دود آہ سی جیتا ہی تو نسیم
رکتا ہی دم وہان کہ جہان ہو دہوان قریب

تیوری چڑھی ہوئی ہی کشیدہ نظر ہین آپ
کچھ اور حوصلہ ہی جو آئے ادہر ہین آپ

صیاد سنج فلک اسیری ہی کس لیے
سوز نفس سی خاک مری بال و پر ہین آپ

ناحق اوٹھائین منت فصّاد ہم نفس
سو جسم ناتوان پہ یہان نیشتر ہین آپ

ہی آمد آمد نفس واپسین حضور
پوچھا یہان یہ حال مگر بیخبر ہین آپ

آگاہ سے ضرور نہین عرض مدعا
کیا کہیے خوب واقف درد جگر ہین آپ

ہر روز شان حسن نئی ہی جمال مین
خورشید ہین کبھی کبھی شکل قمر ہین آپ

حسرت فزا ہین جذب محبت کے حوصلی
یہان اپنی نالہ ہای سحر بے اثر ہین آپ

ای آہ و نالہ بعد فنا بھی نہ کم ہو جوش
اتنا رہی خیال شریک سفر ہین آپ

کوسون ضیای حسن نے بخشے ہی روشنی
کہلتا ہی ہی نور کے شاید بشر ہین آپ

ہی انتہای عشق ہی پرواز مرغ روح
قاصد ہم اپنی حال کے خود نامہ بر ہین آپ

بگڑے ہین یا شگفتہ صد آہ کیا سنون
ہنگامہ آفرین مرے نور نظر ہین آپ

آنکھون ہی ہی لحاظ تبسم فزا ہین لب
شکر خدا کہ آج تو کچھ راہ پر ہین آپ

فریاد ای جرس شب وصلت مین کس لیے
ہم دلفگار نالۂ مرغ سحر ہین آپ

جلاد روزگار ملا ہے کسے خطاب
اب شک کیجیے کہ بڑے نامور ہین آپ

قربان جان و دل سے ہی کسطرح مین ہون
رونق فزای شعلۂ داغ جگر ہین آپ

باتون مین ہی فریب تو افسون نگاہ مین
ہر ہر طرح سے ہوش ربای بشر ہین آپ

پروانی سے حجاب نہین کچھ بھی شمع کو
عاشق سے کیون گریز ہی معشوق گر ہین آپ

وا کیجیے نہ عقدۂ زلف دراز کو
اتنا رہی خیال کہ نازک کمر ہین آپ

۱۲۱ | پایا غزل نے طول نہین کم ابھی امنگ
کچھ خبر ہی نسیم کہان ہین کدہر ہین آپ | ۷

پھر خفا رہنے لگے عاشق ناچار سے آپ ۔ پھر چھپانے لگے منہ طالب دیدار سے آپ

کیا گرفتار محبت کی یہی ہے تعذیر ۔ بات بھی کرتے نہین ہین گنہگار سے آپ

ابتو وہ بھی نہین مدت سے میسر ہمکو ۔ جھانکتے تھے جو کبھی روزن دیوار سے آپ

وہ بھی کیا دن تھے جو گاتی تھی غزل کو پہرن ۔ لطف اوٹھاتی تھی ہی بندش اشعار سے آپ

نزع کے وقت بھی آتی نہین دم بھر کے لیے ۔ ایسے آزردہ ہوے بیچ دل افگار سے آپ

گو غرض کوی نہین ہی مگر اے جان جہان ۔ متہم ہوجیے گا صحبت اغیار سے آپ

۱۲۲	پھر پھنسے دام محبت مین مبارک ہو نسیم آشنا پھر ہوی اک کافر عیار سے آپ	۱۱

جانتے ہین ہمسے شرمائینگے آپ ۔ عمر بھر اسے جان ترسائینگے آپ

کب بھلا ہمکو یقین آتا ہے یہ ۔ مہربانی آج فرمائینگے آپ

کوی دم تسکین دل ہو جای گی ۔ میرے پہلو مین اگر آئینگے آپ

جانتا ہون بندہ پرور عادتین ۔ کسطرح دل میرا بہلائینگے آپ

یہ نصیحت حضرت ناصح معاف ۔ رند ہون کیا مجھکو سمجھائینگے آپ

دیکھیے مین بھی کہونگا کچھ ضرور ۔ پھر بشکل زلف بل کھائینگے آپ

کیا ارادہ ہی ذرا ہم بھی سنین ۔ بندہ پرور کس طرف جائینگے آپ

بے سبب آرائش گیسو نہین ۔ سمجھے ہم کوی بلا لائینگے آپ

آئیے اب جلد مین مہمان ہون ۔ پھر بھلا مجھکو کہان پائینگے آپ

کل کے سب اقرار پورے ہو گئے ۔ آج بھی کوی قسم کھائینگے آپ

۱۲۳	خیر ہی بستر اوٹھایا کیون نسیم اب یہان سے کسطرف جائینگے آپ	۲۰

بیٹھ رہتے نہ ملی ایسی کوی جا دلچسپ ۔ نہ لگا جی کہ نہ تھا سبزۂ صحرا دلچسپ

تنگ آئے ہین بہت خاطر سے ہم ہی ہم ۔ ساقیا دے کوئی پیمانہ صہبا دلچسپ
بڑہ گئی آہ و فغان اور وہان سے آگے ۔ نظر آیا نہ مگر عرش معلا دلچسپ
جاے آرام زمین کو تو نپایا افسوس ۔ ہان مگر سنتے ہین ہی عالم بالا دلچسپ
کچھ تسلی نہوئی گلشن ایجاد سے آہ ۔ ڈہونڈہیے اور ہی مسکن کوئی اچھا دلچسپ
ہین تری چشم فسون خیز سے نسبت کیا وہ ۔ آنکہ رکھتی نہین کچھ نرگس شہلا دلچسپ
دام گیسو کے تنہا ہی رہائی سے ہے خطا ۔ ہی دل و نیر بلادہ مجھے سودا دلچسپ
سر سے پا تک نظر آتا ہی ہر اک شعلۂ نور ۔ کیا بنائے ہین خدا نے تری اعضا دلچسپ
جا بجا مسکن یاران فنا دست بلا ۔ نظر آتا ہی عدم کا مجھے رستا دلچسپ
کر دیا محفل خاموش نے افسردہ مزاج ۔ ساقیا اوٹھ کہ ہی دور مے مینا دلچسپ
لطف بوندون مین پسینے کی جبہی عرض ہے ۔ اسطرح سے ہی کہان عقد ثریا دلچسپ
اوس جفا کی بھی تصدق کہ تسلی بخشے ۔ ظلم بھی ہو تو کوئی اے ستم آرا دلچسپ
کم پریشانی خاطر نہ ہوی صد افسوس ۔ تہا اوٹہا داغ دردل سے کوئی شعلا دلچسپ
ہوس سیر چمن کا ہی یہان کسکو دماغ ۔ کیا نہین خانۂ زنجیر ہمارا دلچسپ
جان ہی جاتی ہی ہر عاشق شیدائی کی ۔ کسقدر ہی تری زنجیر مطلا دلچسپ
جا ہی دل سینے مین اپنے نے رکہا اوسکو ۔ بسکہ تہا یار کا عکس رخ زیبا دلچسپ
جا بجا ہین مجھے گلرنگ کے چھینٹے زاہد ۔ خوب ہی آج تو ہی رنگ مصلا دلچسپ
نقش مانی و بہزاد نے اوسکو سمجھا ۔ کسقدر تہا تری تصویر کا نقشا دلچسپ
جز تری نقشۂ تصویر ہزارون دیکھے ۔ ڈالتی آنکہ نپایا کوئے اتنا دلچسپ

۱۲۴	سرگذشت اپنی سنا روز اسی طرح نسیم کہ نہین اس سے زیادہ کوئی قصا دلچسپ	۱۹

لہرا رہی ہین طرۂ زلف دوتا کی سانپ ۔ بل کہا رہی ہین پیش نظر کس بلا کے سانپ

اوٹھنے لگے ہین سینہ سوزانسے پھپہوین — اوڑنے لگے زمین سے فلک تک بلاکے سانپ

لائی صبا ہی زلف مسلسل کی نکہتین — اوترے ہین آسمانسے زمین پر ہوا کے سانپ

اچھا نہین ہی طول بلا اوستم شعار — پاؤن تک آچکی تری زلف دوتا کی سانپ

دہوکا ہی حسن گیسو پیچان یار مین — ایدل بنی ہوی ہین فریب و دغا کی سانپ

دشوار کیون نہو تری الفو نسی جان بر — زورونپہ چڑہ گئی ہین یہ قہر خدا کی سانپ

کافر کہلیگا حال جب اسلام و کفر کا — ہنگام مرگ آگی ڈسین گی قضا کی سانپ

تریاق کیا کرے کہ یہان ہر جڑہ چکا — کام اپنا کر چکے تری زلف دوتا کی سانپ

زلفونکو کہول بیخبر آگاہ ہو رہین — سوتے ہوون کو یار دکہا دی جگا کی سانپ

جنبش ہی بات بات مین اوسکی زلف کو — لائی کہانسے آپ یہ منتر پڑہا کی سانپ

دلسے خیال زلف کسیوقت کم نہین — نکلے نہین ابہی مری ماتم سرا کی سانپ

آنیکی میری سنکے خبر اوڑ گیا رقیب — بہاگا کمال خوف سی کیا دم دبا کی سانپ

شانی کیسے ہین یار کی زلف سیاہ مین — پالی ہین ہمنی ہاتہ پر اپنی کہلا کی سانپ

کیا کیا نہونگی منکر عقبے کو حسرتین — دکہلای جائینگے جو عذاب خدا کی سانپ

متوکل ہوے جو الفت زلف سیاہ سے — کیا کیا بلائین ہمنی اوٹہائین بلا کی سانپ

دیوانہ تیرے طرۂ گیسو نے کر دیا — کیسا الگ ہوا مجھے رستا بتا کی سانپ

بیوجہ کب ہین رخ پہ تری حلقہ ہای زلف — محفوظ گنج حسن کیا ہی بٹہا کی سانپ

زلفین چہوڑی گا یار کی مینہ تو دیکہیے — سر پہ عدو کی کہیل رہی ہین قضا کی سانپ

انصاف ہی تو جلوۂ حسن سیاہ دیکہ — پیدا کیی نسیم نی ڈس ڈس بلا کی سانپ

۱۲۵	ردیف تای فوقانی	۷

چشم فلکی سے ہی نہان مین تعمیر بہارات — گویا مری عریان بدنی کی تہی قبارات

رہ دیکہو یہان مدفن اعدا پہ جو تہارات — زندونکی مدارات ہی مردونکی زیارات

خنجر کی زبان زخم کے لب آبلو نکے منہہ
گردش نے تھکا یا ہی تو اب ہل نہین سکتے

کس کس مین مری بیخبی کے ہین اشارات
شاید کہ مری طرح ہوئی آبلہ پا رات

اے ہجر ملا رشب گیسو کی سیاہی
کانو نہین چلی آتی ہین فرقت کی صدائین

ہو جاوی دو تا تا صفت زلف و تارات
جھنکار سے نالو نکی ہوئی زنگلہ پا رات

زنجیر سے جکڑا او سے ہاتھو نکی خطو نے
باندھا گیا ای جان ترا دزد حنا رات

۱۲۶	ولہ	۷

افزائش تو نیپہ تھا قلق دل تمام رات
کاٹی ہے ہمنے یار بمشکل تمام رات

ہر لحظہ دلمین شوق شہادت کی جوش تھے
ہمکو رہا تصور قاتل تمام رات

محظوظ تھا وہ دیکھ کے اپنا فروغ حسن
آئینہ ماہ کا تھا مقابل تمام رات

فرصت نپائی ریزش گریہ سے ایکدم
جاری رہا ہی قافلۂ دل تمام رات

کیا پوچھتی ہو عاشق مضطر کی سرگذشت
بیتابیان تھین صورت بسمل تمام رات

فرصت نہین تصور جانانسے ایکدم
رہتا ہی سامنے مہ کامل تمام رات

۱۲۷	دامن مین آکی اشک ٹپکتی ہین ای نسیم لٹتی ہی خوب دولت حاصل تمام رات	۱۷

تھا وصلت جنونکا جو سامان تمام رات
لپٹے رہی ہین دست و گریبان تمام رات

بھائی جو داغہای فروزانسے ہت اگئے
شعلے تھی جلوہ گر تہ دامان تمام رات

گھیرے رہی ہین دلکو خیالات حسن یار
پریان رہی ہین گرد سلیمان تمام رات

جھپکی نہین ہی آنکہ اسیران عشق کی
شاہد رہی ہین روزن زندان تمام رات

پیش نظر تہے عارض گلرنگ کی بہار
دیکھا کیی ہین لطف گلستان تمام رات

آئینہ جمال مین وہ تھین صفائیان
تکتے رہی ہین دیدۂ حیران تمام رات

اللہ رے شوق دید رخ یار ہم رہے
مصروف منت سگ دربان تمام رات

کس کسطرح سے دل تہ و بالا ہوا کیا ۔۔۔ برہم رہی جو زلف پریشان تمام رات

پڑھتا رہا مین مصحف عارض کی آیتین ۔۔۔ پیش نظر رہا مری قرآن تمام رات

ہاتھون مین اپنے دل بیتاب کو لیے ۔۔۔ پھرتا تھا گرد کوچہ جانان تمام رات

ہٹ ہو چکی بس اب مرا انصاف کیجیے ۔۔۔ انکار پھر رہیگا مری جان تمام رات

گھر مین بلاکے رنج دیے آپنی ہمین ۔۔۔ کیا خوب کی ہی خدمت مہمان تمام رات

فرصت جنون سے ایک گھڑی بھی نہین ملی ۔۔۔ زیر قدم رہا ہی بیابان تمام رات

کشتون کے زخم ہنستے تھے کنج مزار مین ۔۔۔ روتی تھی شمع گور غریبان تمام رات

تھا قید پیرہن مین مرا جسم ناتوان ۔۔۔ طوق گلو رہا ہی گریبان تمام رات

گھیری رہی ہی روح زمین پشت آسمان ۔۔۔ تارے بکے ہزار غریبان تمام رات

۱۶	آسان نہین ہی دشت نوردی کیا کہی ہم دن بھر ہی دہوپ خار مغیلان تمام رات	۱۲۸

غنچے نی تاج گل نی کیا پیرہن درست ۔۔۔ شادی بہار کی ہی ہوا ہی چمن درست

پیغام رستخیز ہے آمد بہار کے ۔۔۔ مرکر اٹھی ہی نرگس بیمار تندرست

رکھا دہان تنگ نے مطلب کو ناتمام ۔۔۔ نکلا تمہاری منہ سی نکوسے سخن درست

گل جلوہ گر ہین آمد فصل بہار سے ۔۔۔ کرتا ہی باغبان نشیب فراز چمن درست

پیوند مہر و ماہ لگاتا ہی روز و شب ۔۔۔ کرتا ہی چرخ پیر ردای کہن درست

دست جنون نی قید تعلق سی دی نجات ۔۔۔ پونہچا نہ ایک تا بہ گلو پیرہن درست

کرتی ہی جمع باد صبا خاک منتشر ۔۔۔ ہوتا ہی پھر نشان مزار کہن درست

ہوتی ہین جوش عشق مین چھوچھو شکایتین ۔۔۔ کہتا ہی ناز سے وہ بت سیم تن درست

فرہاد نے فریب محبت مین جان دی ۔۔۔ سمجھا کہ ہے معاملۂ پیرزن درست

ساقی بھلا ہو تیرا سبو کوئی جام دے ۔۔۔ رکھے خدا ہمیشہ تری انجمن درست

ناحق خرام نخم کی دیتا ہے زینتین ؛ کرتا ہی شانہ زلف بت سیم تن درست

کس شکل گل کے شہرت نظارگی ہی آج کرتے ہین غنچہ ہای چمن پیرہن درست

زنگ دوئی سے آئنہ دل ہی پاک وصاف رہتا ہی اپنا گوشہ بیت الحزن درست

بیفائدہ ہین چارہ گرون کی مشقتین ہوتے نہین ہین عشق کے بیمار تندرست

چاٹا ہی ایک عمر لعاب زبان تیغ زخمون کے مدتون نہین ہوئی ہین پر درست

۱۲۹	بدلو ردیف اور رکہو جی بہر گیا نسیم ہوا ور طرح زلف عروس سخن درست	۱۴

کعبہ نہین ہے زاہد غافل نشان دوست دل ڈھونڈ عاشقونکا ہی ہی مکان دوست

افسانہا ہی دوست بین کٹتی ہین رات دن رہتی ہی لب پہ آٹھ پہر داستان دوست

گر خاک ہی ہوا تو ہوا کوی یار کے بعد فنا ہی چھٹ نسکا آستان دوست

جھگڑا مٹا عذاب گیا مخلصی ملی ؛ رکھتے تھے ایکدل سو ہوا میہمان دوست

نکلے نہ منہ سے بات بجز ذکر یار کے لب آشنا کسی سی نہین جز بیان دوست

بینا ہی تو تو دیدہ بینا سے دیکھ لے پیدا ہی ہر خفی و جلی مین نشان دوست

کیا تاب مدعی جو لگائے نظر ادہین رہتے ہین آہ و نالہ مری پاسبان دوست

جان لیکے بھی خوشی نہوی میری یار کی راضی نہو سکا دل نامہربان دوست

ہوتی ہی مشق بے ادبی گالیونکی ساتھ رکھتی ہے اور طرح کا چسکا زبان دوست

ہی سرفروشیونسے بہا سے جمال یار ارزان ہی آجکل تو متاع دکان دوست

ہین داغ سینہ صورت آتش دہک رہی ہان آج کل بہار پہ ہی گلستان دوست

مانند گل دہان جراحت شگفتہ ہین ہی اور رنگ پہ چمن بے خزان دوست

دل صاف ہو تو راز حقیقت کہلے تمام دیکھا کرے بصورت آئینہ شان دوست

دیکھے جو برگ گل تو لبونکا ہوا گمان غنچہ نظر پڑا تو مین سمجھا دہان دوست

١٣٠

دہوکے دیے نزاکت جانان اسی ہم
پایا عدم مین بہی نہ نشان میان دوست

٢١

آشنا بنکر رہون ہر وقت پیش روی دوست
وہ مجھی دیکھا کری دیکھا کرون مین روی دوست

سیر جنت خوب جب رضوان مجھی دکھلا چکا
بے تامل منہ سی نکلا ہای لطف کوی دوست

بدر کو دیکھا تو سمجھا عارض تابان یار
جب ہلال آیا نظر جانا کہ ہی ابروی دوست

آہ دلسے کھینچتا ہون دیکھکر ہر سرو کو
کیسا کیسا یاد آتا ہی قد دلجوی دوست

دلسے بہتر روشنی یاقوت و گوہر مین نہین
نور تن کیا نگین ہی قابل بازوی دوست

ماہ بدلے میری عادت کا بدلنا ہی محال
چاند کوئی ہو مگر مین دیکھتا ہون روی دوست

عشق وہ شی ہی کہ پتھر مین ہی کرتا ہی اثر
جای دل سینے مین ہی در نجف کی موی دوست

کچھ نہ کچھ ہر شخص کو اوس سی تعلق ہی ضرور
کوی محو روی جانان کوی محو خوی دوست

حسرت دیدار مین کیا کیا نہ تڑپی عندلیب
تا قفس لائی صبا جسدم چمن سی بوی دوست

ہی ترا معشوق بھی عاشق کہین اے عندلیب
سونگہ لے پھر اس گل سی آتا ہی بوی دوست

قسمت اپنی اپنی ہمین کیا کسی کا اختیار
ہم ہین ہم پہلوی ہجران دل ہی ہم پہلوی دوست

دلفریبی ہو چکی اب کیا غرض الطاف سی
ہی زمین تکیہ بجای تکیہ پہلوی دوست

ہر طرف تیر نگاہ ناز کرتے ہین شکار
صید کیا صیاد فگن ہو گئی آہوی دوست

کاٹ لین ہم آپ سر اپنا توقف کیا ضرور
ہی بعید از شرط الفت تجشش بازوی دوست

خاکسار و نکو نشیب آرزو درکار ہی
عرش سی بہتر سمجھتا ہون زمین کوی دوست

چاہیے قاتل زبان چاک تن اتنا لحاظ
یہ وہ پہلو ہی کہ جو ہوتا تھا ہم پہلوی دوست

سچ تو یہ ہی مرگ عاشق کے تصدق جائیے
چشم مصروف نظارہ سر تہ زانوی دوست

فتنہ ہای چشم سحر آلود کی ہین شہر تین
کسطرف کس جا نہین افسانہ جادوی دوست

ہان خدارا ای اجل اتنا توقف چاہیے
چلتے چلتے اک نظر پھر دیکھ لین ہم روی دوست

زینت جاوید رکھتا ہی لباس دوستی
پیرہن ہی خاکسارونکا غبار کوی دوست

٩	سخت جانی کا بُرا ہو دل ہی شرمندہ نسیم پھر گیا خنجر کا منہ شل ہو گئی بازوی دوست	١٣١

ناصحا لے راہ اپنی جاتے ہین اسکی سی دوست
ہم تو بے قابو ہوی دلبر ہوا قابوی دوست

بے تکلف افعی رہزن کا ہوتا ہی یقین
جب نظر پڑتی ہی میری جانب گیسوی دوست

سر پہ چڑھکر بھی نچھوڑین عاجزی کی عادتین
چومتی ہین پانون اگر بارہا گیسوی دوست

جان نثاری کی مری عاشق سی پوچھا چاہیے
اے خوشا وہ سینہ جو آئی تہ زانوی دوست

عاشقونکی آرزو بعد فنا بھی ہی یہی
بدلے جنت کی ملے دو گز زمین کوی دوست

آتی ہی آواز عاشق کی کنار قبر سے
آج خالی دوست کے پہلو سی ہی پہلوی دوست

مجکو سمجھاتا ہی کیا پھر تجکو سمجھانا پڑی ہی
تو بھی دیوانہ ہو ناصح دیکھ لی گر روی دوست

دل تڑپتا ہی طبیعت مین ہی کیا کیا کچھ
دیکھیے کسدن میسر ہو ہمین پہلوی دوست

ٹکٹکی ہی دیدۂ حیران کی ہر لحظہ نسیم
دیکھتے ہین راتدن آئینہ زانوی دوست

٢١	ردیف تای ہندی	١٣٢

مین یون ہوا عقوبت قاتل سی دل اوچاٹ
ہو جسطرح کوی کسی مشکل سی دل اوچاٹ

دی سخت جانیون نے اجازت نہ ذبح کی
قاتل ہوا تہیۂ باطل سے دل اوچاٹ

فرقت مین مجکو آتش سیلے دو دہی چمن
ہوتا ہی نغمہ ہای عنادل سی دل اوچاٹ

کیونکر کٹین گے بُعد عدم کی مشقتین
ہونے لگا مسافت منزل سے دل اوچاٹ

جب سامنی ہوا آئینہ حسن او پری
کیونکر ہو کوی تیری مقابل سی دل اوچاٹ

باہم ہوی قصور نگاہونکی لطف مین
افسردہ ہین مزاج ہوا دل سی دل اوچاٹ

حسرت مری گلوی بریدہ کی کم نہین
قاتل ذرا نہوا ابھی بسمل سی دل اوچاٹ

تسبیح پارہ ہای جگر چاہیی نہین
عاشق نہ کیون ہو دور انامل سی دل اوچاٹ

اب ہم نہ آئینگے کبھی مثل شرار شمع / جاتے ہین ہو فا تری محفل سی دل اچاٹ

مسکن کیا نگاہ نے رخسار صاف پر / کیونکر نہو تجھے جو شمائل سی دل اچاٹ

کیا دانہ ہای اشک سی جز غم ہی فائدہ / ہو کیون نہ ایسے کشت کی حاصل سی دل اچاٹ

جاؤن کہان کہ ضعف سی اتنا یہ حال ہی / ہوا ہی ہو جیسے بعد منازل سی دل اچاٹ

نفرت ہی اسقدر مجھی گھر کے نشان سے / ہوتا ہی خانہ ہای سلاسل سی دل اچاٹ

کیا تیری روی صاف سے نسبت اوسے ہین دون / ہی داغ سینہ مہ کامل سی دل اچاٹ

نازک دماغ ہون نہ لگا سر چڑھا و گل / ہونے لگا ہجوم عنادل سی دل اچاٹ

ہر بات مین ہی بی ادبی کے ہزار ڈھنگ / ہو کسطرح نہ صحبت جاہل سی دل اچاٹ

کسکو دماغ ہی جو سُنے شکوہ ہاے گل / کیونکر نہو حدیث عنادل سی دل اچاٹ

مشتاق مرگ ہون مجھی ہر سی بال و پش / پھرتا ہو تمہین تغافل قاتل سی دل اچاٹ

پروانہ وار اور کہین دل جلائین گے / اے شمع رہ ہوا تری محفل سی دل اچاٹ

خدمت گذار یو ہمین لگی کونسی ہوی / کسواسطی ہو عاشق بیدل سی دل اچاٹ

ہی حسب حال مصرع اشرف نسیم کی / اے شمع رہ ہوا تری محفل سی دل اچاٹ

۱۳	ردیف ثای مثلثہ	۱۳۳

گلہ خونکی ہی ہوس ای دل ناشاد عبث / ہی ہوای چمن عالم ایجاد عبث

سنگ دل موم نہونگے یہ ہوس بیجا ہے / نالہ بیفائدہ ہی شورش فریاد عبث

ناتوان وہ ہون تصور سی گرانی ہے مجھے / حیلہ ایجاد ستم اسے ستم ایجاد عبث

سخت جانی نہین دیتی کبھی فرصت مرگ / سر کو رکھتے ہین نہ خنجر بیداد عبث

زور بازوی جنون سے ہی نپٹنا مشکل / فکر ہین طوق و سلاسل کی ہین جلاد عبث

دہوتی کرتے ہین اوس سی جو محبت کی / اوس ستم پیشہ کی اپدل ہی تجھی یاد عبث

کیا ہوا امید وفا ایسے ستمگر سے بھلا / حال سُنکر مرا کہتا ہی جلاد عبث

رحم آیا نہ کبھی عاشق شیدا پہ تجھے
خدمتین کین تری ہمنے ستم ایجاد عبث

کیا غرض ہی اوسے دیوانہ سر پیٹے تیرے
دیکھ ای دل ہوس یار پری زاد عبث

تو تیا چشم فلک کا نہین جو ہوگا عزیز
ای صبا خاک مری کرتی ہی برباد عبث

قسمت بد سے میسر نہوا وصل حبیب
تھی سپہ کوہ کنی محنت فرہاد عبث

تا گلو تیغ نہ آئیگی کہ مرجاؤن گا
زور بازو مجھے دکھلاتا ہی جلاد عبث

۱۳۴	خوبرویون سے تمنا ہی وفا حیف نسیم دل لگایا ہی تو اب شکوہ بیداد عبث	۷

مہربانی ہی دم مرگ یہ ای یار عبث
دیکھنے آئے ہو تم صورت بیمار عبث

کم نہوے داغ جگر سیر گلو افسوس کہ ہم
دیکھنے آئے ہین کیفیت گلزار عبث

آپکی بخل طبیعت سے ہی اب امید نہین
لوٹنی آئے ہین ہم دولت دیدار عبث

کونسی بے ادبی کی جو کہا حال اپنا
ہمسے بل کرنے لگے کیون چنبہ دار عبث

غنچہ شکون ہی کہ مسک سی ہی میسر یہ فیض
دہن زخم نی چوسے لب سوفار عبث

مین ہون افسردہ ہنسی آئی گی کیونکر لبتک
گدگداتی ہین کف پا کو سر خار عبث

۱۳۵	ہان اوسسے جو کہتا ہی وہ عیار نسیم ہونہ آزردہ کہین کرتی ہو تکرار عبث	۸

بال آئینہ مین آیا خودنمائی ہی عبث
خط ہوا وجہ کدورت اب صفائی ہی عبث

یہ تصور وہ نہین تمکو اچھوتا چھوڑدی
بندہ پرور اجتناب پارسائی ہی عبث

عاشق جانباز سے کیا بانکپن کی گفتگو
رہست بازو نسے مری جان کج ادائی ہی عبث

فصل گل مین کردیا پامال دیر صیاد نے
ای دل مایوس اب شوق رہائی ہی عبث

کاٹ کر چہلے سے سر کہدیگا قاتل ہاتھ پر
ای دل شوریدہ شوق جبہ سائی ہی عبث

کام کیا نکلیگا ای دل آہ بی تاثیر سے
یہ قدر اندازی تیر ہوائی ہی عبث

نکہت زلف معنبر سے معطر ہی دماغ / ای صبا تو یہی گل پھر پس لائی ہی عبث
خاکساروں کے لیے ہی خاک ہی نیت نسیم / آسمان پران غبار دل کی چڑھائی ہی عبث

١٣٦ — ردیف جیم عربی — ٨

کہہ تو کیا ای چارہ گر تجکو ہوا منظور آج / گھورتا ہی بے طرح کچھ دیدۂ ناسور آج
دور سے آئی تھی شہرہ سنکے یہ امیدوار / بات بھی تو نی نہ پوچھی او بت مغرور آج
کچھ عجب تاثیر کی تیغ نگاہ مست نے / زخم کی منہ سے ٹپکتی ہی مئ انگور آج
ای خوشا قسمت کہ ہی پہلو مین وہ رشک قمر / جلوہ گر ہی بعد مدت خانۂ بے نور آج
حشر کے سامانسے کم سامان فرقت نہین / آرہی ہی تیر نالونسے صدای صور آج
ہٹ پڑی ہین اگر وہ آئین تو کچھ غم نکہا / ہم بھی ای دل کب کبھی کرتی ہین نامقدور آج
پوچھتی کیا ہو تپ فرقت کی ہیجان کہ بیان / ہاتھ بھی کہنی نہین ہین تاب محرور آج

١٣٧ — پوچھیان کہا آئین نظر کی اسقدر پیہم نسیم / دل ہمارا ہو گیا ہی خانۂ زنبور آج — ١٣

پیا جام مے چشم بتان آج / ہوسے پیرانہ سالی مین جوان آج
گریبان سایۂ دامن کریگا / کہ ہی عشق جنون کا امتحان آج
تصور بھی نہین جاتا وہانتک / تحمل ہے خوف چشم پاسبان آج
اشارون سے خبر دی مدعا کی / ہوے باہم کلام بے زبان آج
اوڑے اوراق گل باد خزان سے / ہوئی برہم کتاب بوستان آج
عدم ہی سیر الاشہ کا ہشونسے / کہین ڈہونڈو شرارے کی نشان آج
نہین حسال کمر مین اوّل آخر / کہونگا دہ سیان کی داستان آج
اثر لینے لگا بوسے دعا کے / کہ تہا مطلب ایک غنچہ دہان آج
صبا سے ہین سبک باری کی دعوے / بڑہے بل پر ہی تیرا ناتوان آج

چمن ویران ہوا مرجہا کے جہلکے پہول
چلو یہ جہین مزاج باغبان آج

کہنچے شمشیرہان خالی نجاے
یہ دولت ہو نصیب دشمنان آج

نگاہون سے جہان ہوتا ہے زخمی
لگاتے ہین وہ تیر بی کمان آج

١٣٨	نسیم اپنے کلام پاک سے ہی بہار گلشن ہندوستان آج	١٥

حکم تہا روز گذشتہ مین کیہ ہم آتی ہین آج
جو کہا تہا کل وہی پہر آپ فرماتی ہین آج

حال دل کیونکر کہین ہٹ بیٹہ رہین پاتی ہین آج
میری بوسہ کی لینا نہ کی قسم کہاتی ہین آج

رنگ عارض غیر کی بوسہ نی پہیکا کر دیا
دیدۂ بیدار اونکے مسکراتی ہین آج

مژدہ اے دل ہاتہ سوی دامن قاتل بڑہا
پاؤن آغوش اجل مین چلکی پہیلاتی ہین آج

اب تو یہ نوبت ہوئی تم ہی قدم رنجہ کرو
جا چکے عیسی احبا دیکہنے آتی ہین آج

منزل مقصود تک جانی کی طاقت ہی نہین
جا بجا آنسو مری تہک تہک کے رہ جاتی ہین آج

دم نہین لیتی جو سینہ کہولین ان کی واسطے
متصل تیر نگہ وہ ہم پہ برساتی ہین آج

آرزومند تعلق ہی مری دیوانگی
دیکہنے کو دیدۂ زنجیر ترساتی ہین آج

غفلت قاتل سی حاصل ہی ہمین شرمندگی
زخم تن اپنی ہری ہو ہو کی مرجہاتی ہین آج

دیکہتے ہین ابر رحمت سی تری کیا کیا لگی
اے فلک ہم دامن فریاد پہیلاتی ہین آج

کی ہی تعلیم حیا تیغ ادب آموز نے
اسلیے منہ کہولتی ہین زخم شرماتی ہین آج

خندہ زن دیدہ ہی ہر ہر دہان زخم مین
شادی اندوہ سی دل اپنا بہلاتی ہین آج

شام فرقت نی سکہاتی ہین مجہی کیا کیا خیال
اے فلک ہشیار ہر نالی مری آتی ہین آج

آؤ قبل از حشر دل کا فیصلہ کر لین ہم
زندہ کر لینا ہمین لو تم پہ مرجاتی ہین آج

١٣٩	ہین خیالی نامہ و پیغام اوسکی اے نسیم متصل پیک تصور اپنی دوڑاتی ہین آج	٢٠

بیخبر ہی انجمن بیہوش ہی جانانہ آج
گھوپ چکر دی رہی ہی گردش پیمانہ آج

حسرتین عاشق کی اپنی دیکھ لی ہنگام نزع
ایکدم تو اور بہی پہلو میں ظالم جانانہ آج

صحبت اک حور بہشتی سی جو حاصل ہی مجھی
رشک فردوس علا ہی مرا کاشانہ آج

تیری ناخن سے دامان جراحت چاک ہے
امتحان عشق کرتا ہی ترا دیوانہ آج

جان جانان ثابت ہو نسبت فیلہ اری کی
محو خواب شرم ہی کیون نرگس مستانہ آج

فیصلہ ہو جای باہم اب ادہر ہون یا ادہر
گفتگو کرتے ہین شمع و قاتل سی پروانہ آج

بنگیا اشک ندامت دیدۂ زنجیر مین
شرم سے پانی ہوا ایسا ترا دیوانہ آج

صورت بسمل طپان تہا مین فراق یار مین
کیا کہون کیا کیا رہا ہی حال بیتابانہ آج

خیر ہی کس واسطے کہیرا رہی ہو اسطرح
کسطرف جاتی ہو کیون ہی حال بیتابانہ آج

پہر بہار آئی بڑہی جوش جنون کی ولولی
لیچلا پہر سوی صحرا شوق بیتابانہ آج

جام کیسا خم کے خم خالی نکردین تو سہی
دیکھ لے ساقی کمال ہمت مستانہ آج

کیا ادب ہی محفل رندان ساغر نوش کا
کرتی ہی موج صبا بہی لغزش مستانہ آج

ہی ہجوم کیف مستی لڑکہڑاتی ہین قدم
لیچلے دیکہین کدہر کو لغزش مستانہ آج

چشم ساغر دل ہی مینا شوق ہی کیفی ہجوم
آمد انفاس مین ہی لغزش مستانہ آج

ہاتہ مین ساغر بغل مین شیشہ سر پر سبو
لیچلے پیر مغان کی خدمتین مستانہ آج

دیکہتا ہی سوی ساغر کیون نگاہ تیز سی
دیکھیے لاتا ہی آفت کیا دل مستانہ آج

رشک سی کیونکر نہ جاتی ہو نٹہ اپنی بادہ آ
لذت می لی رہا ہی ہر لب پیمانہ آج

کسکو گلگشت چمن مین عزم می نوشی ہوا
دست شاخ گل پہ ہی گل صورت پیمانہ آج

ہجر جانان مین پی ساقی جو ہی تکلیف جام
ہی بہر اشکون سی آنکھون کا بہری پیمانہ آج

۱۴۰	جوش مستی یا ذن سکسکی نہ ڈالی تک نسیم گر شین کیا کیا نہ دیگی گردش پیمانہ آج	۲۱

جسم مین موجود ہی کیفیت میخانہ آج
روح مثل بادہ تن ہی صورت پیمانہ آج

دید کے قابل نہین ہی محفل رندانہ آج
دختر رز کو لیے ہی گو دمین پیمانہ آج

بیخودی آغوش ہی مین کر رہی ہی مستیان
مے خیال یار ہی دل ہی مرا پیمانہ آج

بنگئی پہلی ہی کیفی ہم نگاہ مست کے
لبتک آئی ہی نہین پایا لب پیمانہ آج

یک نہ زاہد اسقدر چل سوی میخانہ چلین
دیکھ لے تو ہی بہار صحبت رندانہ آج

دل منور ہی خیال عارض پرنور سے
مطلع خورشید تابان ہی مرا کاشانہ آج

خون ہو کر ہی ٹپکتا ہی دہانِ زخم سے
بن گیا ہون مین شگاف پہلو پیمانہ آج

چھٹ نہین سکتا وہ کی ہی بخیہ وز نے شوق نے
ہی دہن گویا کہ پیوند لب پیمانہ آج

محتسب نے آکے محفل کو نماز سے کر دیا
جھک گئی خم گر پڑا سجدے مین ہر پیمانہ آج

روح اپنا گھر سمجھتی ہی تو عشق اپنا مقام
دو مکین ہین ایک قصر جسم مین ہمخانہ آج

زلف مین ہنگام آرایش نہان ہو جاے گی
جسم ہو پیدا اگر ہیگا استخوان شانہ آج

التیام زخم کردے گی یہ آرایش تری
چاک گیسو ہی صنم بھر دیگا چاک شانہ آج

چھپ گئی ہر ویمین خم آتی ہی مجہ مینوش کے
چین گیسو ہو کی سمٹا دامن میخانہ آج

جل رہا ہون وصل مین ہی شعلہ رخسار کی
بن گئی تقدیر میری قسمت پروانہ آج

ناز کرتا ہی تصور ہی جمال یار کا
دل کو حاصل ہی مری تکلیف معشوقانہ آج

چرخ پر رہین نہ مانہمین شب شتاق ہین
تار جانان ہو گیا شاید مرا افسانہ آج

شمع بالین کی تمنا ہی نہ پرواے چراغ
بیکسی دکھلا رہی ہی ہمت مردانہ آج

بعد مدت آمد آمد ہی عروس مرگ کی
جلوۂ مدفن دکھاتا ہی مرا کاشانہ آج

ہمت چلا و دیگی قید جسم ہی سے نجات
مژدہ یاد ای روح تجکو فرقت کاشانہ آج

جل گیا پروانہ دیکھو ایک ہی انداز مین
یار نے کی شمع کو تعلیم معشوقانہ آج

یہ غزل فی البدیہہ جواب ہی لکھی تسیم
ورنہ یہ سودای بیجا اپنی سر مین تہانہ آج

۱۴۱	ردیف جیم فارسی	۵

نہین دیکھی یہ تصویر کے بہی زنجیر کے پیچ / کس بلا کے ہین تری زلف گرہ گیر کے پیچ

لاکہ انسان ہو ہشیار مگر ای دل زار / فہم مین آتی ہین کسکے خط تقدیر کے پیچ

خط مین اوصاف لکہی کاکل برہم کی جو آج / ہم سمجہتی ہین ستمگر تری تحریر کے پیچ

ایک دو ہون تو گلہ اونکا زبان پر آئے / روز ہوتی ہین نئی اوس بت بے پیر کے پیچ

سرگذشت اپنی سناٴین تجہی کیا خاک نسیم / ہمسے جاتی ہی نہین اس فلک پیر کے پیچ

۱۴۲	ردیف حای حطی	۵

بہاتی ہی جیسے دلبر عیار کی طرح / بیہوش ہون مین مردم بیمار کی طرح

کہتے ہین مجہکو دیکہ کے خاموش ہین یہی / کیون چپ کھڑے ہو سامنی دیوار کیطرح

ای روزن دریچۂ جانان قصور کیا / کیون گہورتا ہی چشم ستمگار کی طرح

اللہ رے درازی گیسوی دلربا / گہٹتے نہین کبہی شب بیمار کی طرح

۱۴۳	کچہ حال اپنا کہہ تو ہوا کیا تجہی نسیم کرتا ہی آہین کسلیے بیمار کیطرح	۵

رکہتی ہے کب اعتبار ایجان روح / جسم مین ہی چار دن مہمان روح

فکر دنیا خواہش عیش بقا / کیا نہین رکہتے بہلا ارمان روح

سیکڑون آتی ہین خاطر مین خیال / روز کرتے ہی نئے سامان روح

جسم کیا شی ہے کہ تا ہنگام مرگ / دوست رکہتی ہے اسے ہر آن روح

۱۴۴	غور سے دیکہا جو ہمنے ای نسیم تن بت گہتی ہی نہایت شایان روح	۱۵

رہی ہمیشہ اسیری سے اختیار مین روح / چہٹی بدن سے پہنسی دام زلف یار مین روح

بدل رہا ہی جو تا نسے یہ کروٹین لاشہ / بس فنا ہی تری یاد جسم زار مین روح

ملال تمکو ہی تم ہو دل بکدر رہیں — غبار روح میں ہی یا کہ ہے غبار میں روح

کہیں اجازت رفتار دے تو اکت پیا — کہ راہ تکتی ہی آغوش انتظار میں روح

فنا ہی عشق میں کیا برگزیدگی ہی ہمیں — کہ اپنا جسم ہوا ہی تن مزار میں روح

نہ زندگی سے خوشی ہون موت سے راضی — نہ اختیار میں دل ہی نہ اختیار میں روح

دکہا دی جلوۂ آخر کہ وقت ہے آخر — ہی میہمان نفس چند جسم زار میں روح

تہیں ہیں ہم تری نکلے سستیاں پس مرگ — بہک رہی ہی ابہی تک اسی خمار میں روح

پیا ہی بادۂ الفت کا ساغر لبریز — ابہی سرور میں دل ہی ابہی خمار میں روح

عجب نہیں جو پکاری تجہی مری آغوش — ترا خیال ہوا ہی مرے کنار میں روح

خیال گل کبہی خاطر سے کم نہو بلبل — بہار یہ ہی کہ نکلے اسی بہار میں روح

بہار داغ جگر سے ہوا مزاج نہ سیر — تمام عمر رہی سیر لالہ زار میں روح

خیال کاکل برہم سے حال ہی برہم — پہنسے ہوی ہی عجب دام انتشار میں روح

عدم ہوا ہی بدن کاہش محبت سے — کنار قبر میں ہی رحمت فشار میں روح

١٤٥ خوش آئی عادت طفلی ہیں فنا ہی نسیم — کہ لوٹتی ہی مری دامن مزار میں روح ١٥

تن ضعف سی کہاں کہ جو ہوتی بدن میں روح — لپٹی ہوئی ہی جسم سمجھ کر کفن میں روح

سہی آپ اپنے دید میں معشوق باطنی — محو برہنگی ہے لباس بدن میں روح

قائل ضرور چاہیے تکلیف مخلصے — کب سی اسیر دام ہی رکہا ہی تن میں روح

بہ سوختے ہیں نظارہ باہم کے مشغلے — یاں روح تن کی دیکہتی ہے دید تن میں روح

سینہ ہجوم داغ سے گویا ہی لالہ زار — رہتی ہی یاد دلبر گل پیرہن میں روح

ہر سو ہی شکل نکہت گل جوش انتشار — ہی جستجوی دلبر غنچہ دہن میں روح

دیتا ہی زخم میں اثر جان لعاب تیغ — رکہتا ہی ہر شگاف جراحت دہن میں روح

ایسے ہین حلقہ ہای رگ جسم استوار
گویا پڑی ہی بندش تار رسن مین روح

ممکن نہین کہ جای مصیبت فراق کی
نکلی گی ایکدن اسی رنج و محن مین روح

اے عشق کچہ غبار بدن چھوڑ دیجیو
احباب ہی لپٹ نسکی گی کفن مین روح

غافل طلسم دہر مقام فریب ہے
اٹکا نہ تو محبت ہر مرد و زن مین روح

کیسا لعاب افعی گیسو مین زہر تھا
پانی ہوی جو دیکھتی ہی سیری تن مین روح

ہی شمع رو بصورت پروانہ رات دن
رہتی ہی محو دید ترے انجمن مین روح

عصمت شعار پاک ہین لوث نگاہ سے
پردہ کیے رہی گی حجاب بدن مین روح

ہر وقت ہی اذیت بیجا ہمین نسیم
بیچین ہی خیال بت سیم تن مین روح

۱۴۶ — ردیف خای معجمہ — ۱۵

نہین جلاد کی کچہ آستین سرخ
شہید ونکے لہو سے ہی زمین سرخ

دکھایا اشک خونین نے نیا رنگ
سر دامن سے ہی تا آستین سرخ

یہ رنگ پیرہن تہمت فزا ہے
کہ ہی قاتل ابہی تک آستین سرخ

غضب لائیگے یہ آتش فزا جے
کہ ہے غصہ سے رو کی مہ جبین سرخ

شگون قتل ایذا دوستان ہے
جو ہی بر مین لباس نازنین سرخ

ہمارا لخت دل ہو زیب خاتم
کہ اب بہتر نہین اس سے نگین سرخ

خبر کیا میرے دلکی پوچھتے ہو
سنان تیر کیا دیکھے نہین سرخ

نشان خون بسمل کم نہو گا
رہیگا مدتون روے زمین سرخ

مین شیدا تھا لب رنگین کا تیرے
کفن دینا مجھی اے نازنین سرخ

ترا بسمل جو بیتابانے پر آئے
تو ہو پشت فلک روی زمین سرخ

زبان تیغ سے ہی جسم رنگین
دہان زخم ہین اے ہمنشین سرخ

لباس سرخ پہنا سیم تن نے
نظر آتا ہی رنگ یاسمین سرخ

جما رنگ شہادت [illegible] — کرا ونچی اونگلیان برسون رہین سرخ
نکالا ہے بغل سے دلکو ہین نے — براے نذر لایا ہون نگین سرخ
نسیم ایسے لکہے ہین شعر رنگین — برنگ گل غزل کی ہے زمین سرخ

۱۴۷	ردیف دال مہملہ	۱۳

نجائیگی تری وحشی کی رائگان فریاد — یقین ہی کہ ہو زنجیر آسمان فریاد
فلک تو کیا ہی لب عرش تک جائیگی — مین ناتوان ہون نہین میری ناتوان فریاد
شب فراق بڑی لطف سی گذرتی ہی — انیس نالہ فغان دوست مہربان فریاد
بہت دنو نمین ہمین آج نیند آئی ہی — نکر فرار یہ رو رو کے نوحہ خوان فریاد
یہ ضعف ہی کہ ہم اک آہ کو ترستی ہین — اسیر سینہ ہی کیا آئی تا دہان فریاد
کمال قاعدہ دان ستم ہی برسو نسے — اوٹھا چکے ہی بہت صحبت بتان فریاد
اثر ہوا ہی وہ درد فراق کا مجہ مین — کرینگے بعد فنا میری استخوان فریاد
بہت دنون مین دل آزاریان یہ سیکہی گی — ابہی نہین ہی تمہاری فراجدان فریاد
نہ تخت عرش نہ کرسی نہ لامکان دیکہا — نجائیگی ابہی میری کہان کہان فریاد
کبہی تو جذب محبت اثر دکہائے گا — کبہی تو لائیگی اونکو کشان کشان فریاد
خیال کاکل شب رنگ سی یہ حال ہوا — مرے دہن سی نکل کر ہوی دہوان فریاد
یہی ہی اے فلک پیر صورت انصاف — سنین وہ نغمہ مطرب کرون مین یان فریاد

۱۴۸	نسیم چرخ و زمین پر نہین ہے کچہ موقوف کہان کہان نہ بنائیگی آشیان فریاد	۹

سنا ہی کیا تمہین بیمار ناتوان فریاد — کہ دل سے آ نہین سکتی ہی تا زبان فریاد
شب فراق مین تا صبح میری ساتہ رہی — بہت دنو نمین ہوی مجہ پہ مہربان فریاد
فراز چرخ سے تا عرش کونسا ہی سفر — ابہی نجائیگی دیکہو کہان کہان فریاد

صدا نکلتے ہی ہر استخوانسے دل شکست
ہین ایسے کہ نالہ کہ یہ کرتا ہون نکے دہان فریاد

فلک کے ظلم سے ہر وقت لب پر آہ ہین ہین
جفا ہی پر یہی کرتی ہین نوجوان فریاد

وہ لطف کرتے ہین دل دیکھنا جو ہی منظور
مجھے ہی ڈر نہ رہے کے وقت امتحان فریاد

ہزار طور سے ڈہونڈا پتا نہین ملتا
نکل کے منہ سے ہوی ہی نشان کہان فریاد

بلند پان جو سمائین مزاج عاشق ہین
بہت دنونسے ہی سیاح آسمان فریاد

۱۶	یقین ہی کہ دکہائی نسیم کچہ تاثیر نجا ہی گی کبہی عاشق کی رائگان فریاد	۱۴۹

اپنی ہستی پر نکیون ہو منفعل ہر دردمند
جانتا ہی دشمن اپنا صاحب آزار درد

وہ ہی آجاتی ہین اکثر پوچہنی کیواسطے
باعث راحت مجہی ہر لحظہ ہی غمخوار درد

ایک جانب چارہ گر ہین ایک جانب غیر دوست
ہمکو دکہلاتا ہی کیا کیا گرمی بازار درد

صبح سے تا شام نالہ شام سی تا صبح آہ
کسقدر رکہتا ہی دلمین عاشق بیمار درد

صورت حرف غلط بیمار ہجران کا تری
سٹ گیا ای جان زیر سایۂ دیوار درد

ضعف سی طاقت نہین فریاد کی باقی رہی
دلمین ہی میری بشکل لذت بیکار درد

صورت معشوق ہی اسکی جدائی ناگوار
دوست رکہتا ہی نہایت زخم تیغ یار درد

نے مصیبت دوستی لطف سخن ہی تا نہین
دلمین کچہ پیدا کری ہر صاحب اشعار درد

زخم دل چاک جگر سینہ ہی سارا داغدار
کیا کہی رکہتا ہی کیا کیا عاشق ناچار درد

عاشقونکے حال سے معشوق کو پروا نہین
تجکو کیا معلوم ہی رکہتی ہین کیا کیا یار درد

نظم ہی کیفیت حال مصیبت خیز عشق
کیا عجب پیدا کرین دلمین مری اشعار درد

ہم نفس کیا پوچہتا ہی نالی ہین کرتا ہون کیون
آج کی شب ہے مری پہلو مین بی دلدار درد

کثرت تکلیف سی آتی ہین نالی تا زبان
غیر ممکن ہی کہ ہووے کاوش آزار درد

چاک کرتا ہی دم فریاد ہر گل پیرہن
کسقدر رکہتا ہی شور بلبل گلزار درد

کم نہین ہی زخم سے ایذا کلام تلخ کے
کرتی ہی پیدا جگر مین بات کی تلوار درد

۱۵۰

بات منہ سے کسطرح نکلے کہ عالم غیر ہی
آج رکھتا ہی نسیم اپنا دل افگار درد

۱۳

نقاب منہ سے اوٹھا دے اگر ہمارا چاند
کنار چرخ سے کرنے لگے کنارا چاند

فروغ رخ کے مضامین کنار فکر مین ہین
فراز چرخ سے آغوش مین اوتارا چاند

دو نیم ہو تری تیغ نگاہ سے کٹ کر
جو دیکہ پائی ذرا آنکہ کا اشارا چاند

نہ دیکہے سوی قمر پہر کبہی نظر بہر کر
دکہائی دے جو تجہی ایفلک ہمارا چاند

فروغ حسن نے ایسی تجلیان بخشین
زمین پہ ہی تری پاپوش کا ستارا چاند

یہ نور عکس رخ یار سی ہوا حاصل
کہ اپنی سینے مین آئینے نی اوتارا چاند

اوٹہا نقاب کہ دل دیسی تڑپتا ہی
دکہا دے حسن جہانتاب کا خدارا چاند

جو دیکہ لے کف پا یار کے قدم چومی
کری فراق کنار فلک گوارا چاند

بہار نور قدم سے تری منور ہون
عجب نہین جو بنی ردی سنگ خارا چاند

ہلال بنکے فلک پہ جو بدر ہوتا ہی
سمجہ گیا تری ابرو کا کچہ اشارا چاند

تمہارے حسن نے ہر دانوین اوجیتا
ہزار طرح سے گہٹ بڑہ کی بازی ہارا چاند

چمک کی تیغ تبسم نے روشنی یہ دی
ہوا ہی سینے مین دلکا ہر ایک پارا چاند

نسیم ایسی غزل یہ بلند روشن ہی
سنے جو یار کہی چرخ سے اوتارا چاند

۱۵۱

۱۲

کسقدر خاطر غمدیدہ ہی دشوار پسند
جز اجل کچہ نہین کرتا ترا بیمار پسند

سر و تن دیدہ و دل جان و جگر حاضر ہین
آج محروم نہ رکہ کچہ تو کراے یار پسند

دیکہ لیتے ہین تمہین جب ادہر آجاتی ہو
کسطرح ہون نہ ہمین روزن دیوار پسند

رحم کچہ عیب ہے جسسی کہ خفا ہوتے ہو
یہ خوشی ہی جو کہین دلبر آزار پسند

جی کو بھایا ہی کچھ ایسا کہ نہیں کچھ بھاتا
سیل صحرا ہی نہ ہی جلوۂ گلزار پسند

کام غلمان سے ہی اوسکو نہ غرض حور سے
کچھ نہیں کرتا ترا طالب دیدار پسند

خار سے آبلہ پا کو ہی رغبت ایسے
جسطرح حضرت منصور کو تھی دار پسند

خانۂ قید سمجھ کر نہ بسر کے اسمین
اسلیے روح کو آیا نہ تن زار پسند

تم ہمین لاکھ کرو دل نہیں ہٹتے کا مرا
جی مین جو آی کہو ہی مجھی تکرار پسند

کسلیے چین پہ جبین ہو کہو کیسا ہی مزاج
کونسی فکر مین ہی خاطر اغیار پسند

دام الفت سی بجز مرگ رہائی مشکل
کیا کرے غیر قضا تیر اگنہ گار پسند

کیا مری ہم نفس ہر دین پائی ہین نسیم
اسلیے عشق کی ہی گرمی بازار پسند

۱۵۲	ردیف ذال معجمہ	۱۱

ہوش باقی نہیں جسدم سی کہ دیکھا تعویذ
تھر لایا ہی مری دل پہ تمہارا تعویذ

دل تو کیا جاتی پڑ جائینگے لالے سبکو
آفتین لائیگا ایجان نہ کیا کیا تعویذ

جو کہوں وہ نکرین عذر و تامل اوس مین
دوست لائیو میرے لیے ایسا تعویذ

تھا نہ افسون نہ یہ جادو نہ جگا یا منتر
کچھ تو سوچی کہ جو یون آپنے پھینکا تعویذ

جو ارادی ہین طبیعت کے وہ سب ہین معلوم
کہتے ہین ہنس کے نہ باندہین گی یہ تیرا تعویذ

چین کیسا کہ نہیں ہوش کسی مین ایجان
مل گیا ہی کسی اوستاد سی اچھا تعویذ

پھر کوی صورت دلخواہ نظر مین آسکے
آج تو نام خدا آپنے باندہا تعویذ

یہ تو اک پارۂ دل ہی جو مرا ہاتھ مین ہے
بدگمانی سے اسے آپنے سمجھا تعویذ

گر مری زیست ہی منظور تو جلد ای غمخوار
دفن کر آنہ دَرا و سکے کسی جا تعویذ

مہر و مہ گرد ہین کیا حسن ہے اللہ اللہ
کچھ دکھاتا ہی نئے طرح کا جلوا تعویذ

۱۵۳	ہچکی باندہی جو ذرا داغ چھپائی کو نسیم میرے بازو پہ مرے یار نے سمجھا تعویذ	۹

ڈورا ہی چاہیے ایسا جو ہو ایک تعویذ — باندھنا رشتہ جانسے مری اپنا تعویذ
چاہیے سب سی حسینوں کا ہوا اچھا تعویذ — تیری بازو پہ بندھا ہی شمس و قمر کا تعویذ
اثر گرمی الفت نے کیا سوز سوا — جل گیا بعد فنا میری لحد کا تعویذ
عوض ظلم کوی رحم بھی کر اے گلچین — قبر بلبل پہ ہو برگ گل تر کا تعویذ
رات دن بازو قاتل پہ بندھا رہتا ہے — ہی مرا اشک مری دیدۂ تر کا تعویذ
پھر وہی حالت دل ہی کہ نہیں ہم کو چین — دوستو لاؤ کہیں سی تو خدارا تعویذ
کچھ ابھی سی خفقان کو مری فرق نہیں ہے — کیا غضب لائیگا دیکھیں یہ تمہارا تعویذ
کھینچ لائی اثر جذب محبت سے تجھے — او پری ہی نہی کیا ابکی وہ پیدا تعویذ
خود بخود وہ پس مدت ادھر آئی ہیں تسنیم — کام آیا مری تقدیر کا لکھا تعویذ

۲۰	ردیف رای مہملہ	۱۵۴

صدقی تری جاؤں مری پیاری دلبر — تو کیوں ہی مکدر
حاضر ہوں تری در پہ جھکائی ہوی میں سر — لے ہاتھ میں خنجر
جبتک کہ ہوں جیتا جان غنیمت اسی دلبر — ہٹ کر نہ ستمگر
کھلوا نہ مرا منہ کہ نہایت ہوں مکدر — کھل جائینگی دفتر
بیڈھب نظر آتی ہیں جو دلبر ترے تیور — ہر وقت ہوں مضطر
ہوں زیست کی سامان سے سیر مجھی کیونکر — جب تو ہو مکدر
کیا پوچھتے ہو ہنسکے کہ تو کیوں ہی مکدر — کیوں رہتا ہی مضطر
ہر پارۂ دل آتش فرقت سی دہک کر — ہی سینی میں اخگر
یہ حسن خداداد کہاں اسمیں ہی یکتا — تو کیوں ہی ابر زبان
کیا بات ہی یوسف میں ہی آفت دوراں — ہو تجھسے جو بہتر

کیا منہ ہی کہون اسکے سوا شکر خدا ہی　　　جو کچھ ہی بجا ہے
سب جانتے ہین حال مرا جسکو ملا ہے　　　معشوق ستمگر

کٹتی ہی بڑی کشمکش رنج مین اوقات　　　آفت ہی ہر اک رات
سنتا نہین وہ ظالم بیدرد مری بات　　　ای واے مقدر

ہوتا ہی نہین شیوع کسیوقت ذرا کم ؛　　　آشفتہ ہے عالم
رہتا ہی بپا کوچہ سفاک مین ہردم　　　ہنگامہ محشر

دریان ہی تو ہی ستم و جور مین کامل　　　بدکیشی سی حاصل
کیون ہمکو گھر کتا ہی کہ قابو مین نہین دل　　　ہین عاشق مضطر

اک طرفہ تماشا یہ نمایان ہی مری جان ؛　　　روتا ہون جو ہر آن
جو بوند گراتی ہی مری چشم دُر افشان　　　بنجاتا ہے گوہر

اب چارہ گرونکا بھی ہوتا ہی اشارا　　　ہمکو نہین یارا
جز وصل نہین عاشق بیتاب کا چارا　　　کیونکر ہون ششدر

ساجد ہین ترے در پہ مسلمان و برہمن　　　رکھی ہوی گردن
پھر عارض تابان کا دکھا جلوہ روشن　　　او آفت محشر

پھر خوبی تقدیر سے آئی وہی مشکل　　　ہوجاینگے بسمل
پھر آج ہین ابروی قاتل خونخوار کی ایدل　　　بدلے ہوے تیور

کیونکر نہو ہر عاشق بیتاب کو ارمان　　　قربان دل و جان
دو عارض تابندہ ترے ہی سی تابان　　　ہین صبح مکرر

جیسے کہ ہوا مین غم فرقت مین گرفتار　　　مانند گنہگار
وا رہتی ہین ایجان مری دیدۂ بیدار　　　ہر دم صفت در

ہان قسمت اغیار پہ رشک آتی ہین ہم　　　کیا اور کہین ہم

سورہ مری پہلو مین ہی او فتنۂ عالم — شب بہر نہین دم بہر

ایدل ہو عشق نکر نا کبھی زنہار — ہشیار خبردار

کب پوچھتی ہین بات حسینان جفا کا — بے سلسلۂ زر

رنج سخن تلخ کی شہری ہوے ہر سو — نادم نہین کچہ تو

شمشیر زبان کی تری او دلبر خونخوا — کہلنے لگے جوہر

تدبیر ہی بیفائدہ اچھا نہین انجام — ہون عاشق ناکام

آئیگا شب ہجر مین کیونکر مجھے آرام — بے پہلو دلبر

۱۵۵ دل حاجت دنیا سی پریشان ہی کیسا — کوڑی ہی نہ پیسا

افلاس نے گھیرا ہی نسیم آیکو ایسا — ای وای مقدر ۱۴

جسنے دیکھی ہو تری رخسار روشن کی بہار — کب خوش آتی ہی اوسی ایدوست گلشن کی بہار

اسقدر نازان نہو یہ رنگ گل ہی بی ثبات — چار دن کی واسطے بلبل ہی گلشن کی بہار

فرقت جانان ہی ہجوم رنج بیتابی کی جوش — دل ٹھکانی ہو تو دیکھین چل کی گلشن کی بہار

کون دیکھی نئی تماشائی عالم ایجاد کی — عارض گل کیطرح مہمان ہی گلشن کی بہار

جلوۂ رخسار تابان کا جو ہر جانب ہے عکس — برق تابان کی چمک دیتی ہی دامن کی بہار

کیون خفا ہوتا ہی چھینٹو نسے لہو کی بار بار — اور بڑہ جائیگی ظالم تیری دامن کی بہار

سبزۂ نوخیز سے لطف گلستان ہے عیان — دیکھ اگر او ستمگر میرے مدفن کی بہار

گر نہین کوئی نہ باقی ہی کسلئی احتیاج — دیکھتی ہی جیسی اب میری کفن کی بہار

کیون نہ صدقی جائیی ایدل ہجوم داغ کی — کم نہین ہی جلوۂ گلزار سی تن کی بہار

ہان اوٹھا اب پردۂ رخسار روشن ایکبار — دیکھنے آئی ہین ہم بھی تیری جوبن کی بہار

کہتے ہو تو بھی ہین جیسا کہ دیکھا تھا نہین — تم کو خوش آئی مگر پوشاک دشمن کی بہار

مثل پیراہن ہوئی ہی زیور وحشت کی ہار — کم گریبان سی نہین ہی طوق گردن کی بہار

سوز فرقت سے بھڑکی اٹھتی ہے جب سینے میں آگ
گر پڑا جاتی ہے اکثر شمع روشن کی بہار

۱۷	داغ ہجر یار سینے پر غنیمت ہے نسیم دیکھتے ہیں ہر سحر ہم اپنی گلشن کی بہار	۱۵۶

پھر شجر سر سبز ہیں کہتی ہیں آتی ہے بہار
رنگ بدلا دیکھیے کیا رنگ لاتی ہے بہار

مدتوں سے منتظر بیٹھے ہیں مشتاقِ جنون
دیکھیے کس کس کو دیوانہ بناتی ہے بہار

دیکھیے جب رنگ عالم اک نئی عالم پہ ہے
صورت انفاس ہر دم آتی جاتی ہے بہار

رہتی ہیں فصل خزاں کی مدتوں تک بیابان
چار دن کے واسطے گلشن میں آتی ہے بہار

سبز کر دیتی ہے پتّے سرخ کر دیتی ہے پھول
رنگ کس کس طور سے اپنا جماتی ہے بہار

کوئی گل ہے سرخ کوئی زرد کوئی نیلگون
دیکھیے جس رنگ میں کچھ رنگ لاتی ہے بہار

جلوۂ گلشن دکھا کر بخشتے ہیں راحتیں
کلفت رنج خزاں دل سے مٹاتی ہے بہار

چھپ کے خود پردے میں کر دیتی ہے ظاہر صورتیں
آپ پنہاں ہے مگر جلوے دکھاتی ہے بہار

حال ہو جاتا ہے ابتر رنگ عاشق کی طرح
سنتے ہی نام خزاں کچھ سہم جاتی ہے بہار

غیر ممکن ہے کہ چھوڑے پی پی ہنسائی صبح کو
رات بھر غنچوں کو کیا کیا گدگداتی ہے بہار

خندۂ گل کی صدائیں بے سبب آتی نہیں
جوش وحشت کے ہمیں مژدے سناتی ہے بہار

اپنے استقبال اوّل سے نکلتی ہیں شریر
پہلے سب سے باغ میں بلبل کو پاتی ہے بہار

بلبلیں ہوتی ہیں خوش رنگینی گل دیکھ کے
اپنی احسان چار دن سب پر جتاتی ہے بہار

بے ثباتی کا جو اپنی دھیان آتا ہے اسے
گل سے اور بلبل سے کیا آنکھیں چراتی ہے بہار

غالباً معشوق ہے یہ بھی کسی کے ورنہ کیوں
آنکھ پر چشم بینا سے چھپاتی ہے بہار

آدمی کو دیکھنا لازم ہے بچشم غور سے
کب بھلا ہنستے ہیں غنچے مسکراتی ہے بہار

۱۸	آمد فصل خزاں ہے لطف نصرت ہے نسیم چلیے اب سے ہی چمن سنتی ہیں جاتی ہے بہار	۱۵۷

آنسو نہیں ہیں یہ مژۂ اشکبار پر
گویا نمود آبلہ ہے نوک خار پر

ناصح نکر یہ سرزنشیں بس معاف کر
کب اختیار ہے دل بے اختیار پر

افعی کا شک ہوا کبھی زنجیر ناز کا
کیا کیا گمان نہیں ہمیں گیسوی یار پر

تائب ہوں مدتوں سے سمجھنا نہ اور کچھ
تم ساتھ ہو بس آج مرے اعتبار پر

جا بجے دکھا رہا ہی عجب رنگ سوسنی
نام خدا لبوں کی مسی ہی بہار پر

کسطرح آئی چین مجھے ہجر یار میں
بجلی گری ہے غم کی دل بیقرار پر

گلچیں ہے باغ میں نہ فغان عندلیب کے
دہوکے خزاں کے ہوتے ہیں فصل بہار پر

کیسے یہ یاد گل تھی کہ خاموش کر دیا
نالے بھی آسکے نہ زبان ہزار پر

رہتی دہی کوئی یار میں عجز و ضعیف ہوں
احسان کر ای صبا مری مشت غبار پر

کر امتحان حق وفا عاشقوں کا تجہہ
صیاد عندلیب سے کہول ایکبار پر

امیدوار جوش جنوں چند روز سی
بیٹھے ہوئے ہیں آمد فصل بہار پر

جلوے دکھا رہی ہیں جگر میں ہجوم داغ
جوبن ہی آج کل تو مری لالہ زار پر

ثابت نہیں یہ کسکی ہے ارمان کی خاک ہی
اک بیکسی برستی ہی شمع مزار پر

رہتی ہی اشکبار جو شب بہر وہ میری طرح
ہنستی ہی صبح گریۂ شمع مزار پر

جو اسمیں روشنی ہی وہ آنکہوں میں چمک کہاں
چشمک ہی اشک کی گہر آبدار پر

تاری بہری ہیں دامن شب نے یہی لحان
افشاں چمک رہی ہی جو گیسوی یار پر

مدت کے بعد چند نفس چین آگیا
رکہا ہی کسنے پاؤں ہماری مزار پر

۱۵۸	کہائی ہیں داغ ہمنی یہانتک کہ اہی نسیم دہوکا ہی گلستاں کا دل افگار پر	۹

ہوں میں عاشق جان جاتی ہی مری اوس نور پر
وہ جو آیا تہا نظر موسی کو جلوہ طور پر

بسکہ لازم ہی حضوری عاشقوں کی واسطی
دیکہہ میری دل میں دیکہا تہا جو موسی طور پر

لطف دیدلی تکلف مین ہی عاشق کی لیی
آنکہ ہی جہپکی تو کیا موسی نی دیکہا طور پر

ہر تعلق سی بری رہتا ہون مین مثل ملک
پہر طبیعت آگئی ہے ایک رشک حور پر

یہ نزاکت یہ ادا یہ ناز یہ شوخی کہان
تجکو دیکہا ہی پڑی کی آنکہ کیونکر حور پر

ایک ہی گو نام مین لیکن جدا خصلت ہین یہ
آنکہ رندون کی پڑے کیا زخم کے انگور پر

وقت بیہوشی جو لب پر نام انگور آگیا
ہاتہ ڈالا ہی اپنے زخم کے انگور پر

وہ حرارت ہی کہ جو بہتا ہی آنسو آنکہ سے
آتے آتے سوکہ جاتا ہی تن محرور پر

وہ نہین آگاہ رسم دوستی سی جان جان
رحم کرنا چاہیے کچہ عاشق مجبور پر

۱۵۹ ولہ ۱۶۰

قل اگر آہین کرین گے خاک پر ٭
جائین گے نالے مری افلاک پر

ہاتہ مین خنجر کمر مین تیغ تیز ٭
یہ ارادے ایک مشت خاک پر

روح عاشق یا حباب آرزو
ہین گمان کیا کیا تری پوشاک پر

چہپ سکے گا تمسے کیا میرا مزار
حسرتین لوٹا کرین گے خاک پر

تیغ غم کس کس طرح روز فراق
ناز کرتی ہے دل صد چاک پر

داغ دل بیکار جانے کا نہین
پہول لالے کا اوگے گا خاک پر

صید جو دو چار ہین لٹکے ہوے
آج عالم ہے ترے فتراک پر

بوسے لیہاے گلون جو سے لیے
رنگ ہے ہر ریشۂ مسواک پر

کیا عجب مجہ رند کا آنسو ہے
دانہ انگور ہینکہ تاک پر

حسرت افزا ہے مرے طبع روان
رشک ہی اس توسن چالاک پر

کچہ تو فرماؤ خطا کیا ہو گئے
قہر کیون ہے عاشق غمناک پر

ایسکو دریا کو وقت امتحان
رشک آیا دیدۂ نمناک پر

نقش پا ہو اگر ہے آرزو
آکے تم میرے مزار پاک پر

خال اک دانہ ہی کیونکہ یہ سمجھے — آپ ہی کے رخسار آتشناک پر
یاد دندان پہ رو آ گئی — برق چمکی خاطر غمناک پر
کسطرف جاتا ہے وہ عیار آج — بیٹھیے اب چلکے اوسکے تاک پر

۱۶۰ — جان و دل تجھ پر محبت مین نسیم / مین فدا ہون صاحب لولاک پر — ۱۴

جما ہی قطرہ خون جگر شمشیر دشمن پر — تماشا ہی یہ گل پھولا نیا دیوار آہن پر
اذیت دی مری سو تہمتن نے جلنے والونکو — زبان مین پڑ گئی چھالی قدم رکھا جو مدفن پر
اثر ہی غفلت عشق صنم کا خاک مین اب تک — قدم رکھی ہی نیند آتی ہی مری سنگ مدفن پر
وہ پیار ان اٹھا مین اس جہانسے بعد مرنے کے — ہزارون آرزوئین لوٹتی ہین خاک مدفن پر
شگاف پیرہن ہی کثرت شادی ہویدا ہے — گمان ہوتا ہی ہنسی کا ہماری چاک دامن پر
رگ گردن نہ کیونکر صورت زنار ہو جائے — طبیعت آگئی ہی اپنی اک طفل برہمن پر
کبھی خنجر کبھی شمشیر وہ رکھتی ہین یان تک — نہ کیونکر رشک پیدا ہو ہمین تقدیر آہن پر
دکھاتی ہی قیامت جلوہ پہ انکے چلنے مین — یقین ہی صور کا ہر نالہ زنجیر آہن پر
بنایا باغ کو بھی دشت آخر بخت بلبل نے — نظر آتی ہین کانٹی ہر طرف دیوار گلشن پر
سیاہی بی سبب کب ہی نہین خالی دیے ہی کے — گمان ہی بخت عاشق کا ہمین گلہائے سوسن پر
خوشا قسمت کہ ہم آغوش ہر دم ہی ستارہ سے — بجا ہی رشک آئے اگر مجھے تقدیر دشمن پر
پسند چشم سوزن ہون اگر مین کیا عجب اسکا — نقاہت سی گمان ہی رشتہ باریک کا تن پر
گلو سی کردیا آزاد اوسکو میری ہاتھون نے — جنون احسان ہوا تیرا نہایت طوق گردن پر

۱۶۱ — ولہ — ۱۵

رحم آجاتا ہی دشمن کی پریشانی پر — زخم خون روتے ہین شمشیر کی عریانی پر
کیون رکھا کاتب قدرت نے فلک پر خورشید — نقطہ دینا تھا یہ تری خط پیشانی پر

صاف رکھ قاتل عالم شکن ابرو کو
موج صمصام نہ ہی تیغ خراسانی پر

آمد فصل بہاری ہی سے پے استقبال
کہولی ہین شوق مین مرغان گلستانی پر

نالہ زنجیر سے چھپ چھپ کے نکل جاتا ہی
پاسبان پاتی ہین الزام نگہبانی پر

ہوگئی بے سخنی قفل دہن غنچون کو
تہا شک بی ادبی خندۂ پنہانی پر

برہمی کرتی ہی مجموعۂ خاطر برہم
صبر کہو دیتے ہین لفظونکی پریشانی پر

نقطۂ حسن ہی تل مصحف رخ پر تیری
کفر ہی صورت شک آیۂ قرآنی پر

تیرے آگی تو فروغ رخ روشن معلوم
دیکھی نقطۂ شک یوسف کنعانی پر

آسمان صحبت احباب سی کب خالی ہی
نالی رہتی ہین ہمارے ہی فلک ثانی پر

ہم وہ مشتاق اذیت ہین کہ ہر دم قاتل
زخم کہاتی ہین امید نمک افشانی پر

مر گئے ایک ہی جلوی ہین پریرو یونکی
پانون رکہا ہی نہ تہا تخت سلیمانی پر

راہ برگشتہ نصیبی نظر آئے کیا کیا
خضر کا شک ہی مجہی غول بیابانی پر

مرگئی کہتی ہی کہتے تیرے گیسو کا حال
مختصر جہگڑے ہوے قصۂ طولانی پر

١٦٢	قبر مین جوشش گریہ نی ا وبہارا ہی نسیم ہم تہ خاک بہی رہتی ہین سدا پانی پر	١٣

غیر ممکن ہے کہ ہو ہجر مین ای یار سحر
دیکھیے کرتا ہی کیونکر ترا بیمار سحر

ناخن فکر سے بہی کہل نہین سکتی ہرگز
ہوگئی میرے لیے عقدۂ دشوار سحر

نظر آتی نہین کسوقت سی ہم دیکھتے ہین
ہوگئی اتنو بشکل کمر یار سحر

پوچھتا کیا ہی گذرتی ہی شب غم کیونکر
روکی کرتی ہین تری عاشق بیمار سحر

کیا کہون ہوتا ہی کچھ اور ہی اونکی صورت
دیکھتے ہین جو تری طالب دیدار سحر

آکہین وعدہ فراموش کہ عالم ہی تنگ
اب نہ دیکھین گی تری تازہ گرفتار سحر

مین تو ہون نزع مین اونکو ہی اذیت ہر دم
کسطرح کرتی ہین دیکہون مری غمخوار سحر

منہ دکھاتی نہیں افسوس شب فرقت میں / رکھتی ہی عاشق جانباز سی کیا عار سحر

کچھ حیات نفس چند ہی باقی اے دل / ہم پڑے ہین ہونگے کسی کی ہین بیوار سحر

رات اور دن کی نمونی ہین یہ جان تجھین / زلف ہی شام اگر ہین تو ہی رخسار سحر

ہر نفس مین دم آخر کی مزی آتے ہین / یہ یقین کب ہی کہ دیکھین تو ہی بیمار سحر

وہ تو پہلو مین نہین درد کی شدت دیکھین / آج کس طور سے ہوا ہی دل بیمار سحر

۱۳	روز دو چار نئی گل نظر آتی ہین نسیم جاتی ہین ہم جو کبھی جانب گلزار سحر	۱۶۳

زخم تیغ یار نے بخشا دہان بالای سر / شکر کو کیونکر نہو ہر مو زبان بالای سر

نوک نیزہ سر پہ ہی گردن پہ ہی پیکان تیر / اک زبان زیب گلو ہی اک زبان بالای سر

زندگی کرتے جو بحث حرمت بادہ حرام / کھینچکر رکھدیتی واعظ کی زبان بالای سر

خوب دیکھی اس خراب آباد کی پست و بلند / خاک زیر پا ہی دو دو آسمان بالای سر

عاشق اوسکا ہون کہ ہنگام فراق جسم و جان / لیگی لاشے کو میری حور جنان بالای سر

راحت آغوش کف پا کی حنا حاصل کری / بل کری کیونکر نہ زلف پیچان جان بالای سر

پیچ و خم جو افعی گیسو کے دکھلانی لگا / پھر بلا لایا دل نامہربان بالای سر

ای فلک تیری ستم کو کیا سمجھتی ہین بلا / لیتی ہین ہر روز ہم جور بتان بالای سر

کسکی پا بوسی کے خاطر یہ بلندی ہی تجھی / ای فلک ہی کونسا عرش آشیان بالای سر

شاہد سودای عشق یار ہین مجکو عزیز / سنگ طفلان کی ہین کہتا ہون نشان بالای سر

صحبت یکدم ہی بلبل کو نہ گلچین منع کر / لے نہ جائیگی اوڑا کر بوستان بالای سر

سایہ پرور دمنا ہی دل ناداں مرا / لا نیو آفت نہ کوئی آسمان بالای سر

۱۱	قید ظالم سے ہو حاصل مخلصی کسدن نسیم دیکھیے کبتک رہی یہ آسمان بالای سر	۱۶۴

ہی بلندی مین بھی پستی کا نشان بالای سر
آسمان کہتا ہی اور اک آسمان بالای سر

صحبت اعلی سے ادنی کو بھی عزت ہی حصول
طرۂ دستار نے پایا مکان بالای سر

کب بھلا فرصت ملی تعلیم گردش سے ہمین
روز چکر کر رہا ہی آسمان بالای سر

خواب تنہائی میسر ہے کہان اس دہر مین
چل رہی ہین آسمان کی چکیان بالای سر

دیدۂ پیہم کے بھری ہین دلمین کیا کیا حوصلے
خوش نہین آتا حجاب آسمان بالای سر

دیکھ ہی رفعت کا باعث اتحاد خاک و باد
جاتی ہی اوڑ اوڑ کی گرد کاروان بالای سر

نذر لیلی کے لیے کس شوق سے اک مشت خاک
دشت سے لایا ہی قیس ناتوان بالای سر

کس ادب سے پیش آتی ہی پس مردن صبا
رکھتی ہی مشت غبار بیکسان بالای سر

ابر مین اٹھکھیلیان غنچو نسے کرتی ہی صبا
شوخیان کھلاتی ہی تتلیان بالای سر

نالہ جانسوز ہی افسوس کر سکتے نہین
پھر بلا لائے نہ کوئی ہمزبان بالای سر

۱۶۵	تنگ ہین ہم اس دل نالان سے کیسی ای نسیم روز ہی ہنگامۂ شور و فغان بالای سر	۹

مر گئی افسوس ہی بلبل نہ کیون سر توڑ کر
کر دیا قید قفس صیاد نے پر توڑ کر

کیون بگڑ کر یہ کہو کیا شی تمہین ملتی نہین
حکم ہو لا دون فلک سے یار اختر توڑ کر

خون کا قطرہ نہ نکلا خشک تھا ایسا بدن
منفعل کیا کیا ہوا فصاد نشتر توڑ کر

بعد مردن چاہیی صیاد کچھ الطاف سے
قبر پہ بلبل کے رکھدینا گل تر توڑ کر

خستہ جانون پر نہ ایسا ظلم کرنا چاہیی
رنج بلبل کو نہ دی گلچین گل تر توڑ کر

دیکھتا رو کی صفا کی جو تیری روشنی
پھینک دیتا یار آئینہ سکندر توڑ کر

سخت جانی کا برا ہو یار کو صدمے دیے
باندھ کر شمشیر آتے ہین وہ خنجر توڑ کر

ایک قطرہ خون کا نکلا نہ جسم خشک سے
حیرتی فصاد ہین نشتر پہ نشتر توڑ کر

۱۶۶	اوسکی کوچے تک رسائی کسطرح ہو اے نسیم	کوئی بڑھ سکتا نہین جا مقدر توڑ کر	۱۸

جسطرح آہو نہ آئی دشت ایجان چھوڑکر
جا نہیں سکتا ہی دیوانہ بیابان چھوڑکر

غیر ممکن ہے کہ مجھسے ترک عشق زلف ہو
جا نہیں سکتا پریشان کو پریشان چھوڑکر

تنگ خاطر رحم کے قابل ہی چند پاسبان
مین ابہی آیا ہون زندان مین بیابان چھوڑکر

صاحب اسلام ہین ای عشق ہمسے یہ محال
کیجیے یاد صنم آیات قرآن چھوڑکر

رہتے رہتے بیکسے کو بہی محبت ہو گئے
کسطرح جای مرا حال پریشان چھوڑکر

مرتبہ بہتر ہے کچھ آغاز سے انجام کا
ہاتھ دامن کیطرف دوڑا گریبان چھوڑکر

طعنے اب سہتی ہین عریانی کی اے دست جنون
کیون نہ اے دست تو نی لی تار گریبان چھوڑکر

دیکھنے کو کچھ نشان رہنی دی ای جوش جنون
چاک کر سب پیرہن لیکن گریبان چھوڑکر

کچھ دنون مین خاک ہوکر خاک مین ملجاؤنگا
کب بہلا جاتا ہون اب مین کوچ جانان چھوڑکر

اتحاد تا قیامت ہی فراق اسکو محال
جائینگے حسرت کہان گور غریبان چھوڑکر

داغ تن کی لطف یاد آئینگے ایجان جیتے جی
کیسے بلبل تہی کہ جاتی ہی گلستان چھوڑکر

نام بہی لیتا نہین کوئی کسی کا بعد مرگ
منفعل کیسی ہوی ہی جسم کو جان چھوڑکر

ربط باہم مثل روح و تن ہی کیونکر جا سکے
صبح ماتم دامن شام غریبان چھوڑکر

میہمان ہین کچھ تو خاطر کر کہ تیری واسطے
ای لحد ہم آئی ہین دنیا کا سامان چھوڑکر

وصل کامل کی جدائی فکر ناخن سے محال
بخیہ کیا جائیگا پیوند گریبان چھوڑکر

دونون تیری جستجو مین پہرتی ہین در در تباہ
دیر ہندو چھوڑکر کعبہ مسلمان چھوڑکر

بعد مردن بہی ہی عہد وفا کا پاس ہے
بیکسی جاتی نہین گور غریبان چھوڑکر

۱۶۷	بی رخ اوس بیکس لیی ہتی ہے عاشق نسیم وہ کہان جائیگا تمسا ماہ کنعان چھوڑکر	۱۵

مخلصی پائی بلا سے دل مضطر کیونکر
توڑ سیلے حلقۂ زنجیر مقدر کیونکر

آنکھ جہپکی کی نہ مشتاق قضا کی ظالم
دیکہ کرتی ہین نظارے تہ خنجر کیونکر

آنکھ اوٹھا دیکھہ ذرا جانب خنجر قاتل
گھورتا ہی مجھی ہر دیدۂ جوہر کیونکر

کھینچ شمشیر اگر دلمین ارادہ کچھہ ہی
دیکھہ مرجاتے ہین جانباز ستمگر کیونکر

گر یہی ضعف رہا فرصت برخیز کی بعد
ناتوان جائینگے تیری لب کوثر کیونکر

سرجھکایا نہ کبھی ناصیہ سائی کی لیے
مُنہ دکھائیگا تجھے خسرو خاور کیونکر

جو لکھا صفحۂ قسمت مین وہ مٹنی کا نہین
مختصر کیجیے طومار مقدر کیونکر

کیا وفادار جفا پیشہ ہی دیکھو ظالم
دوستی کرتا ہی دم سی دم خنجر کیونکر

دہوم آئینۂ رخسار کی سُنکر تیری
چین پائیگا تہ خاک سکندر کیونکر

ہر رگ تن مین ہی میرے اثر تشنہ لبیں
مخلصی پائیگا فصاد کا نشتر کیونکر

دیکھہ ہر ہر سر مژگان کا تماشا ظالم
ڈوبتا ہی رگ جان مین یہ نشتر کیونکر

ساتھہ مدت سی ہین سرمایۂ سودا میری
پہیکدون دامن لبریز سی پتھر کیونکر

سنگدل کو مری نالون پہ نہ رحم آئیگا
موم ہوجائیگا فریاد سے پتھر کیونکر

آتش گرمیِ مضمون سے پہونکا جاتا ہی
نامہ لیجائیگا تا یار کبوتر کیونکر

۲۳	صدقے اس قوت بازو کی دل و جانسے نسیم دیکھو اوکھاڑا ہی علی نی در خیبر کیونکر	۱۴۸

عضو تن میرے جلتے رہی اخگر ہوکر
پرورش روح نے پائی ہی سمندر ہوکر

اب تو بدخواہ بھی پیش آتی ہین کمتر ہوکر
تیغ ملتی ہی گلے سے مری خنجر ہوکر

مختصر ہوگی دکھا لطف درازی اپنی اے زلف
میرے آغوش مین آجا شب محشر ہوکر

کیسا پایا قفس تنگ الہی توبہ
طائر روح رہا جسم مین بے پر ہوکر

ہاتھہ بڑھ بڑھ کے پڑے پر نہ پہونچی قاتل
رہ گئی زخم جگر حد مقدر ہوکر

روح بھی کوئی دولہن تھی کہ میری قالب سی
مُنہ چھپائی ہوئے نکلے تہ خنجر ہوکر

یہ تمنا ہی کہ وہ بھی مری آغوش مین ہون
جیتے مین ہی خلق کو لون دامن محشر ہوکر

غیرت آئی ہی شب ہجر مین رنے سے مجھکو
رنج دیتی ہی اجل طعنۂ دلبر ہو کر

پڑگئی چھینٹ تو اتنا نہ خفا ہو واعظ
مے رہیگی تری آغوش مین دختر ہو کر

خواہش وصل سے خط پڑھنی کی قابل ہا
لپٹے الفاظ سے الفاظ مکرر ہو کر

موت شرمائیگی کیونکر مجھے بدعہد ہیسے
صاف پھر جاؤنگا مین وعدۂ دلبر ہو کر

آب شمشیر سے محروم نہ رکھ اے قاتل
سوکھی جاتی ہین لب زخم مری تر ہو کر

منتین کرتے ہین آتے نہین اللہ اللہ
نیند بھی یار ہوئی آنکھ سے باہر ہو کر

کسقدر حسرت پرواز بھری ہی دلمین
روح نکلی بدن زار سے شہپر ہو کر

درد پیچیدہ جو اوٹھی تھی مری آہونکی
مدتون چرخ سے لپٹی رہی اژدر ہو کر

کسقدر راحت آغوش لی بالیدہ کیا
اشک ٹپکا مری دامن سی سمندر ہو کر

کیا اثر ہے لب شیرین جو تری چوسی تھی
زہر گھلتا ہی دہن مین مری شکر ہو کر

مرکے ہٹ کرتے ہین یا تو عدم کی سفر
حشر تک قبر سے اوٹھتا نہین بستر ہو کر

مضطرب تھا دم تجویز مقرر صانع
رہ گیا مصرع ابرو جو مکرر ہو کر

ذبح کے بعد بھی کم حسرت دیدار نہو
گھور لی روح قضا دیدۂ جوہر ہو کر

بوسی گر ہمنی لیی ہین تو دیی بھی ہے تمکو
چھٹ گئے آپکی احسان سے برابر ہو کر

سر کٹا کر تجھے دکھلائینگے جلوی قاتل
شمع بن جائینگے ہم قامت بے سر ہو کر

۱۶۹	کبھی خالی کبھی لبریز بسر کی ہی نسیمؔ شکل خم مثل سبو صورت ساغر ہو کر	۱۸

کبھی ہوتا ہون ظاہر جلوۂ حسن تجلی ہو کر
کبھی خاطر مین چھپ جاتا ہون تیری آرزو ہو کر

کبھی کم ہوکے شرماتا ہون مثل قطرہ ساغر مین
کبھی کثرت سی گر جاتا ہون شیشی کا گلو ہو کر

بڑھا لیتا ہون اکثر ربط یار پاک دامن سے
لپٹ جاتا ہون دست پاسی مین آب وضو ہو کر

سکونت سی بہت بڑھ کی ہی میری خانہ بردوشی
رہا کرتا ہون ہر خاطر مین تیری جستجو ہو کر

نہین ہی احتیاج غیر وقت جوش بیتابی
چھلک جاتا ہون آپ کف ساقی مین شیشہ ہوکر

سکھائی ہی نئی تدبیر مجکو میری خاطر نی
پسند آتا ہون دشمن کو بھی تیری گفتگو ہوکر

نہین چلتی کوئی تدبیر کیا کیا فکر کرتی ہین
مین کر دیتا ہون قائل سبکو تیری گفتگو ہوکر

تقاضای تمنا سی نہ اک جا دو گھڑی بیٹھی
پھرا یا عمر بھر عالم مین تیری جستجو ہوکر

نہ کیونکہ شور ہو عالم مین میری فکر خاطر کا
دلونکو کھینچ لیتا ہون تمہارا رنگ و بو ہوکر

نہین ممکن کبھی تر دامنی مین فرق کچہ آئے
بہا کرتی ہین اشک چشم میری آبجو ہوکر

نشان کیا پوچھتی ہو بی نشانونکی ٹھکانونکا
دماغون مین رہا کرتا ہون مین گیسو کی بو ہوکر

کبھی ملک حلب مین ہون کبھی شہر ختن مین ہون
نہین ہٹتا تری شہرت کی صورت ایک سو ہوکر

خراش ناخن غم سینہ مدتونکا دور کرتا ہون
لپٹ جاتا ہون بیتابی سی تری زلف مشکبو ہوکر

کبھی مین بیخودی ہستی کی ہستی او پیدا ہی
کبھی ابرو بھی بن جاتا ہون قصر آبرو ہوکر

اوٹھا لیتا ہون جو آتی مصیبت اپنے سر پر مین
سہا کرتا ہون ظلم دلربا عاشق کی خو ہوکر

بھلے کو بھی برا سمجھا ہون بی ہر دوست دشمن سمجھے
نہین کچہ بھی مین ہٹتا مزاج جنگجو ہوکر

فریبی زور رندی مین طرح کی لطف حاصل ہین
جلاتا ہون دلونکو یار شمع رو ہوکر

١٧	لہو بھی پیرہن تر دیکھکر یار رون کی فریاد نسیم آیا ہی کوی یار سی کیا سرخرو ہوکر	١٧٠

مین جو بیخود ہون کسیکا روی زیبا دیکھکر
کہتے ہین احباب میری مجکو کیا کیا دیکھکر

سب یہ کہتے تھے وہ بیرحم ہی بیدرد ہی
دل دیا اوس بیمروت کو بھلا کیا دیکھکر

اپنی اجل قربان تری مجپہ کیا احسان کیا
خوش ہوا وہ میری مرنیکا تماشا دیکھکر

دوست رکہتے ہین عزیز و اقربا ہین بیزار
تمکو رحم آتا نہین کچہ حال میرا دیکھکر

کیا کہون کیسی بلا آئی ہی میری جان پر
اڑ گیا کافر تری زلف چلیپا دیکھکر

تیری آنکھونکی ہین مستیان یاد آ گئین
وقت بیہوشی ہم تاثیر صہبا دیکھکر

لو میں پھر بیمار ہوتا ہوں کہیں راضی رہو
میں نے سمجھا تم خفا ہو مجھکو اچھا دیکھکر

ساتھ تھا اک قافلہ طفلان ابجد دوست کا
وہ بھی کچھ گھبرا گئے میرا جوش سودا دیکھکر

ضبط خواہش کر نہ سکتا یوں غم ہستی پارسا
کیا کہوں کیا دل میں آیا تمکو تنہا دیکھکر

میں نے اک دریا بہایا آنکھ سے اپنی تری کل
اور پھر آئی مجھے بھی موج دریا دیکھکر

ایک کا ہی ایک شاکی ایک سے آزردہ ایک
حال اپنا ہی دگرگون حال دنیا دیکھکر

وہ بھی آئے نہیں مرنے پر خدا کیواسطے
ای اجل گھبرا گیا تیرا تقاضا دیکھکر

غیر ممکن ہے کہ خوش آئیں ہمیں حور جنان
آنکہ اب کس پر پڑی گی حسن تیرا دیکھکر

کیسی یہ بیدردیاں یارب کہ بدلی رحم کے
لوگ ہنستے ہیں کسیکا مجھکو شیدا دیکھکر

دوست دشمن وہ خفا آزردہ مرگ تمنا
رحم آتا ہی ہمیں اب حال اپنا دیکھکر

شب جو تھی ہم وہ ہم جوش حسد سے فلک
پھر لایا عاشق و معشوق یکجا دیکھکر

۱۷۱	دوستوں نے رو دیا جب شکل دیکھی ای نسیم کیا کہوں کیا حال تھا وہ حال تیرا دیکھکر	۱۷

میں مر گیا ہوں تیرے خریدار دیکھکر
ٹھنڈا ہوا ہوں گرمی بازار دیکھکر

افتادگان خاک کو پابوس کا ہی شوق
رکھنا قدم زمین پہ ذرا یار دیکھکر

آئیں جو یاد وقت گذشتہ کی صحبتیں
رونے لگا میں جانب گلزار دیکھکر

اب دیکھیں ہمکو خوبی تقدیر کیا دکھا
پھر دل دیا ہی یار طرحدار دیکھکر

مرنیکا ہو گیا ہی جو ہر شخص کو یقین
روتے ہیں وہ بھی صورت بیمار دیکھکر

آئینے نے سکھائیں اُنھیں کج مزاجیاں
ٹیڑھے ہوئے وہ ابروِ خمدار دیکھکر

برہم ہوا ہی ایک جہان جسطرح کہ میں
محشر بپا ہے جلوۂ رخسار دیکھکر

پردہ کیا اونھوں نے طلبگار جانکر
چھپتے ہیں اب وہ خواہش دیدار دیکھکر

ثابت نہیں کہ آج ہوی کونسی خطا
کیوں گھورتے ہیں مجھکو وہ سو بار دیکھکر

مجکو تو ہے خیال جو تمکو نہین خیال
جلتا ہون مین یہ صحبت اغیار دیکھکر

تیغ نگاہ یار کی دلبر جو زخم ہین
مین کانپتا ہون ابرو خمدار دیکھکر

جہکتی ہی خود بخود مری گردن کو سطرف
اى یار تیری ہاتہ مین تلوار دیکھکر

آخر کو رنج عشق سی حالت یہ ہوگیی
روتے ہین مجکو اب مری غمخوار دیکھکر

درد جگر فراق کی تپ شوق کی غشی
حیران ہی چارہ گر مری آزار دیکھکر

برسے جو آگ صحن زمین پر تمام رات
گہبراگیی وہ آہ شرربار دیکھکر

ایسا ہجوم شوق نے بیخود بنادیا
دیوار ہوگیا مین یار کی دیوار دیکھکر

۱۷۲ مژگان کی صف مین تیغ لکہی شعرا نے نسیم
رکہا قدم نہ منزل پر خار دیکھکر ۱۲

اشک اٹہی تہ دامن سی ٹپک کر باہر
قعر دریا سے نکل آئی شناور باہر

اسقدر جوش محبت سی گلو نے کہینچا
گہٹتے گہٹتے نکل آیا دم خنجر باہر

چشم و زدیدہ ہی واہی ہی نظارکو
سینۂ تیغ سے ہی دیدۂ جوہر باہر

خلعت مرگ مین ہی تنگ لی اتنی قاتل
پانو ڈہانکی ہی کفن کی تو رہا سر باہر

جذب مشتاق شہادت کو نظر کر ظالم
او نکل آیا ہی کمر سے تری خنجر باہر

شنہ فقط اتنی لیی وہ نہین کہلاتی ہین
رہیے آغوش تصور سی بہی باہر باہر

خاک پیوند لحد کے لیے لائی ہی صبا
کارسازی کے سب اسباب ہین باہر باہر

کاٹتا ہی مری اس خوف سے بازو صیاد
کہ نہو چاک قفس سی ہی کوی پر باہر

تہا حسرت دل کا تو تپا وقت شگاف
نکل آئی مری پہلو سے کچہ اخگر باہر

گر نہین ضبط کا یارا ہی تو ہان بسم اللہ
چہوڑ پہلو کو نکل جا دل مضطر باہر

گم نہین ایک گہڑی مشغلہ بیتابی
وحشت دل سے برابر ہی ہمین گہر باہر

۱۷۳ الخوف آوارہ مزاجی ہمین آتا ہی نسیم
طفل اشک آنکہ سی ہنسی لگی اکثر باہر ۱۷

قربان ہو رہی ہی مری جان ادہر اودہر — وان رخنہ ہی جو زلف پریشان ادہر اودہر

جاتے ہین جب وہ سوی چمن سیر کی لیی — ہوتی ہین ساتھ عاشق نالان ادہر اودہر

ہین لخت دل کہین تو کہین پارہ جگر — رہتے ہین پیش چشم گلستان ادہر اودہر

ہنگامہ جنون سی جو دونو ہوی ہین چاک — دامن ادہر اودہر ہی گریبان ادہر اودہر

زلفین چھٹی ہوی ہین جو چہرہ پہ دو طرف — لہرا رہی ہین افعی پیچان ادہر اودہر

دیکھا اونہون نے مردہ مجھی نین اشکبار — آتے نظر ہین خواب پریشان ادہر اودہر

یا دشمنونسے قطع ہو یا مجھسے ترک ربط — کیون لکو کر رہی ہو مری جان ادہر اودہر

مطرب وہان ہین جمع نوا ساز ہر طرف — ہوتے ہین کل سی عیش کی سامان ادہر اودہر

کیونکر کرون مین بات جب رہست یار کے — رہتے ہین ساتھ ساتھ نگہبان ادہر اودہر

وہ اپنی ہٹ پہ ہین مجھی اپنی کہی کی ضد — سمجھا رہی ہین دونکو انسان ادہر اودہر

آنکھون پہ سائیان ہین مری دید کی ہون کیا — پھیلے ہوی ہین دامن مژگان ادہر اودہر

وہ بت ہی ہین ہون صاحب ہین بیچ فیصلہ — ہوتے ہین جمع گبر و مسلمان ادہر اودہر

وہ چاہتے ہین آئین مین کہتا ہون آ جاؤ — کس لطف پر ہی رغبت احسان ادہر اودہر

نالان ہی اقربا سی ہین ہون مجبور و تنگ — کس کسطرح کی دلمین ہین ارمان ادہر اودہر

ہرجائی اونکو کہتے ہین بی شرم مجھکو لوگ — اوٹھتی ہین رات دن یہی طوفان ادہر اودہر

منظور ہی جو رنجش سابق کا فیصلہ — ہر روز جمع ہوتی ہین مہمان ادہر اودہر

ہین پہلوؤن مین داغ جو دونو طرف نسیم — جلوی دکھا رہی ہین گلستان ادہر اودہر

۱۷۴	ردیف زای معجمہ	۱۲

کیونکر اوٹھای طرۂ زلف دوتا کی ناز — کافر سے نچائینگے ہمسے بلا کے ناز

برسون کے بعد میری بر آئی ہین چاہتین — کیا کیا نہ آرزو یہ ہوی ہین دعا کے ناز

کس کس مصیبتونسی ہوئی ہی نصیب مرگ — کیا کیا اوٹھای ہین شب غم مین قضا کی ناز

کہلتی ہین عقد غنچہ کس آہستگی کی ساتہ / کہوتے ہین کیا عروس چمن سی صبا کے ناز

عشاق جانفروش کے کچہ اور رنگ ہین / گستاخ ہوگئی ہین تمہاری اوٹہا کے ناز

ایسل ستمگرونکی جفا سے نہ پہیر منہ / سہتے نہین کتنا کش روز جزا کے ناز

گنجایش عذاب دل زار مین نہین / کبتک اوٹہائین ظالم ناآشنا کی ناز

کیا کیا نہین ہوا ہی حجاب نگاہ سی / لائین ہین آفتین تری شرم و حیا کی ناز

بیہودگی ہے نالہ و فریاد بیکسی / جز مرگ کون اوٹہاسی ہی عا کی ناز

نوبت کرے تا بہ قدم یار آچکی / طولانیون پہ ہین تری زلف دوتا کی ناز

دیکہو ضرور بار ترا کتسی ہوگا رنگ / ایجان نہ اوٹہ سکین گے قدم سے حنا کے ناز

۱۷۵ — تن شعلہ ہای غم سے ہوا خاک ای نسیم / دیکہین گے استخوان ہماری ہما کی ناز — ۱۴

باقی ہی شوق قاتل شمشیر زن ہنوز / ٹپکا رہی ہین زخم لعاب دہن ہنوز

منظور دل ہی عزت بی پردگی ہمین / کرتی ہین چاک کنج لحد مین کفن ہنوز

ابتک وہی ہین ہمسی تری کج ادائیان / ایچرخ کم ہوا نہ ترا بانکپن ہنوز

ہوسے ترنہین ہی کم مری ویرانہ دوستی / بہاتا نہین ہی سرسی خیال وطن ہنوز

قاتل دریغ کر نہ لعاب زبان تیغ / کہلے ہوی ہین زخم ہماری دہن ہنوز

تجدید رنج یاد رخ و زلف مین ہوے / مصروف تازگی ہین عذاب کہن ہنوز

ہم سرد ہی ہوے نفس سرد کہینچکر / گرمی دکہا رہی ہی تری انجمن ہنوز

ہر غنچہ منتظر ہی تری شوق دید مین / پابند آرزو ہی بہار چمن ہنوز

جلوے دکہا رہی ہین مگر داغ ہای دل / ای رشک گل ہی ہی ہوای چمن ہنوز

پہلے ہی سی سوال کی ہین بدگمانیان / نکلا نہین دہن سے ہماری سخن ہنوز

ایسی اسے خوش آئی ہی قالب کی کہنگی / پہنے ہوی ہی روح وہی پیرہن ہنوز

اسی جان اضطراب تکرار سی ہی ابھی
باقی ہی دیکہ صحبت شمع و لگن ہنوز

اوٹہین سے گے کیا سوال نکیرین کی لیی
باقی ہی قبر مین بہی وہی ضعف تن ہنوز

ہر لخت دل مین ریزۂ الماس ہی نسیم
بہولا نہین ہی یار کا وہ قور تن ہنوز

۱۷۶	ردیف سین مہملہ	۲۰

کل چہرے پائینگے جتنی ہین اسیران قفس
دنکو مہمان قضا رات کو مہمان قفس

دی کہین رخصت فریاد انہین ای صیاد
تنگ آئین ہین بہت ضبط سی مرغان قفس

مژدہ ای قسمت بد دام بلا مین آکر
میہمان چمنستان ہوی مہمان قفس

پنبہ در گوش نرہ بہر خدا ای صیاد
سن ذرا زمزمۂ نالۂ مرغان قفس

لوریان گود مین لیکر جو قضا نی دی ہین
پانو پہیلای ہوی سوتی ہین مرغان قفس

مژدہ چاک قفس کیا ہی اسیرونکی لیی
آنکہ کہولی ہوی بیٹہی ہین نگہبان قفس

برگ گل فرش قفس چاہیی کرنا صیاد
جی کو بہلائین یونہین کاش اسیران قفس

خوابگاہ ستم افزا ہے گرفتارونکی
یارب آباد رہی گوشۂ دامان قفس

فصل گل آئی ہی مرغان چمن ہین ناشاد
کہدو صیاد سی طیار رہی سامان قفس

مخلصی پنجۂ الفت سی بہت مشکل ہی
چہوٹ سکتے نہین ناخن مری دامان قفس

مخلصی نے ہمین پہر شوق اسیری بخشا
یاد آنی لگی وہ صحبت یاران قفس

نیند آجای اجل کے میری افسانی سی
تا قیامت نہ کہلی چشم نگہبان قفس

چہوڑ دی توڑ کے بازو کہین باہر صیاد
تنگ آتا ہی اوٹہانا ہمین احسان قفس

مخلصی پاکے فراموش کیا مجکو آہ
یاد آیا نہ احبا کو مین مہمان قفس

چہٹکے ہم مسکن اعدا سے بہی رنجیدہ رہے
مدتون دل مین رہی حسرت ہجران قفس

نہ پڑی آنکہ تری اور طرف ای صیاد
کیا نہ بلبل کے سوا تہا کوئی شایان قفس

اشک خونین کی ہین قطری ہی ہمصورت گل
دیکہ صیاد ذرا لطف گلستان قفس

ہوگئے ایک ہی پرواز مین خالی آغوش — کیا غضب ہے نہ بر آیا کوئی ارمان قفس

ہیبت نالۂ پرغم سے زمین کانپ اوٹھی — چرخ چکر مین ہو دیکھی جو مرے شان قفس

رنج عشرت سے نہین کم جو ہوا احباب تسلیم — مغتنم جان تو یہ صحبت یاران قفس

۱۷۷	ردیف شین معجمہ	۱۹

صاف طینت کو کدورت ہے بدن کی خواہش — روح مین وہ ہون کہ نہین ہے جسے تن کی خواہش

جو معدوم ہین انکی ہے طلب لا حاصل — نہ کمر کی ہے تمنا نہ دہن کے خواہش

نو مصیبت ہون تری الفت دیرین سے وزر — تازگی پہ ہے مری داغ کہن کی خواہش

پڑ گئی دید گلستان سے ابھی ہے لالی — رنگ کھلانی لگی سیر چمن کی خواہش

اسقدر ہمکو غرض دوست ملی غربت مین — کہ نہین صحبت یاران وطن کی خواہش

آرزو ہے سخن چند ہے تجھسے قاتل — اسلیے ہے مری زخمونکو دہن کی خواہش

کم نہین گوہر غلطان سے ہماری آنسو — ایدل زار نکر در عدن کی خواہش

داغ ہین دل مین نہین سیر گلستانکی ہوس — باغبان تجکو مبارک ہو چمن کی خواہش

صورت اشک سفر کردہ ہون آوارہ مزاج — نہ پھر آنیکی ہوس ہے نہ وطن کی خواہش

ناتوانی سے ہون مثل کمر یار نہان — میری وحشت کو نہین طوق و رسن کی خواہش

سلسلہ رشتہ گیسو سے ہوا ہے اپنا — نو اسیر مین ہوے دام کہن کی خواہش

بیخبر مین ہوس دید مین تیرے ہر دم — روح سے کام نہ رکھتی ہین بدن کی خواہش

پاک ہین قاقم و سنجاب سے خاکستر پوش — خاکسارونکو نہین زیب بدن کی خواہش

خوب لپٹا ہے لحد سے پس مردن لاشہ — جسطرح ہوتی ہے دولہا کو دلہن کی خواہش

دار فانی سے ہے افسردہ مزاج اصل — سبزۂ دشت نہ گلزار وطن کی خواہش

غش پہ غش آتی ہین کچھ ہیا ہے سجدہ روح — کیون نہ ایجان ہو ہمیں سیب ذقن کی خواہش

ہے جنگلی دشت سے جبکہ مجھے گھر یاد آیا — شام غربت کو ہوئی صبح وطن کی خواہش

یاد آئی ہے مجھے ایذا طلبی کی راحت
پھر طبیعت کو ہوئی رنج و محن کی خواہش

فائدہ کیا ہی بہت ہرزہ کلامی سی نسیم
کیجیے اور طرف حسن سخن کی خواہش

۱۶۸	ردیف صاد مہملہ	۱۷

آ دیکھ لے بیتابی بسمل کا ذرا رقص
کرتے ہین لب تیغ بہی مشتاق قضا رقص

رہتا ہی تری افعی گیسو کا تصور
کرتی ہی مری پیش نظر روز بلا رقص

ہی خواہش تعلیم جو ادتری ہی کر سے
سیکھے گی قدم سی تری کیا زلف دوتا رقص

یاد آتی ہین جب لطف طواف در احباب
کرتی ہی تمنا مری ہنگام دعا رقص

وہ نازو ادا ہائی ہین ہم مرگ تمہاری
فرش سر مقتول پہ کرتی ہی جفا رقص

پردہ نہ رہا کچھ تری بے پردگیون سے
کرنی لگی بیساختہ پابند حیا رقص

ٹہوکر نے سکہایا تری انداز غضب خیز
زیبا ہی جو چھپ چھپ کے کری دزد حنا رقص

خود رفتگی کیف محبت سے خبر کیا
مزدور کی نزدیک ہی حال فقرا رقص

غم خوردہ طبیعت کو نہین عیش سی مطلب
کیا دیکھنے آئیگا گرفتار عزا رقص

ہی منزل بیتابی دل ضبط سی خالی
بسمل تری کرتی ہین تہ تیغ نیا رقص

جانباز وفا بعد فنا ہوتے ہین زندہ
ہی اسلیے بالاے مزار شہدا رقص

آنکہون کی اشارے سی تشنج لکو غضب ہین
ہر ہر تری انداز سے ہوتا ہی نیا رقص

شب جاے وہ مہتاب بچہاتی ہی سحر تک
کرتی ہی یہان پیش لحد آکی صبا رقص

افسانہ شب سنکے نکل آیا ہی خورشید
کس ہوم سی محفل مین تری یار ہوا رقص

نالونکی مری دہوم زمین پر ہی شب بہر
ایوان فلک پر مری آہونکا رہا رقص

لے لیتی ہی جان عاشق جانباز کی کیونکر
دکہلا و ہمین جان جہان بہر خدا رقص

سوچو تو نسیم آپکی کس لطف سی گذرے
برسون ہی سر شام سی تا صبح رہا رقص

۱۶۹	ردیف ضاد معجمہ	۲۴

ایدل سمجھ نہ پاس عزیز و یگانہ فرض ۔۔۔ عاشق کیواسطے نہین رسم زمانہ فرض

تدبیر بہی ضرور ہی ہر قصد کے لیے ۔۔۔ کرتوا ہی سے قتل عدو کا زمانہ فرض

ناصح کی پند طعنۂ احباب سن چکے ۔۔۔ کرتے نہین کسیکا ہم اپنا یگانہ فرض

کرنی پڑے گی خدمت صیاد عندلیب ۔۔۔ دو دن کیواسطے نہ سمجھ آشیانہ فرض

رک جاؤ گفتگو مین نہ ہنگام بازپرس ۔۔۔ عاشق کی قتل کا کوئی کرلو بہانہ فرض

زینت سی کیا غرض ہی پس اے ہم نفس ۔۔۔ چادر کی ہی ضرور نہ ہی شامیانہ فرض

کمل بہت ہی خلعت زرتار گر نہین ۔۔۔ محتاج پر نہین ہی لباس شہانہ فرض

کرتے ہین ہم وہی کہ جو آتا ہی ذہن مین ۔۔۔ کب جانتی ہین طاعت رسم زمانہ فرض

مفلس ہون اسقدر کہ میسر کچھ نہین ۔۔۔ کرتا ہون اپنی سیاہی کہ دیوار خانہ فرض

خدمت کا پاس ہوتا ہی ظالم کو بھی ضرور ۔۔۔ صیاد جانتا ہی مرا آب و دانہ فرض

ایجان جان خدنگ نگہ مین کمی نہ ہو ۔۔۔ کرلو ہمارے دل کو ہی کوئی نشانہ فرض

اظہار مدعا سے بگڑنا ضرور کیا ۔۔۔ ایجان سیکھیے سخن دوستانہ فرض

مشاطگی سے حسن خدا داد پاک ہی ۔۔۔ زلفون کیواسطے نہین تزئین شانہ فرض

بگڑا ہوا ہی عمر کا رہوار اسلیے ۔۔۔ کرتا ہی ہر کشید نفس تازیانہ فرض

صدمے اوٹھا رہا ہون جو نازک دماغ ہون ۔۔۔ کرتا ہون موج نکہت گل تازیانہ فرض

کیونکر نہ تیری در پہ رہین جبہ سائیان ۔۔۔ عشاق کو ہوا ادب آستانہ فرض

چھوڑینگی خاک ہو کی بہی تیرا نہ آستان ۔۔۔ ایجان کر وفا مین ہمین تو یگانہ فرض

آتا ہی تا بچشم تمنا ہی رزق مین ۔۔۔ دامن ہر ایک اشک کو کرتا ہی دانہ فرض

عالی دماغیان نہ گئین بعد مرگ بھی ۔۔۔ کرتی ہین ہم ردا ہی فلک شامیانہ فرض

پاداش قتل سے ہی ڈرتے ہو کس لیے ۔۔۔ لاکھون فریب ہین کوئی کرلو بہانہ فرض

مضمون کے بہی شعر اگر ہون تو خوب ہین ۔۔۔ کچھ ہو نہین گئی غزل عاشقانہ فرض

ہر دم جلا رہی ہین دم گرم ہڈیان — کرتے ہین سوز دل کو ہم اپنی زبانہ فرض

جو قابل شنیدہ نہو داستان غم — کہتے ہین کیجیے ادھر تیر افسانہ فرض

دیتا الوہم ہی خمس سخن جلد ای نسیم — ہر مالدار پر ہی زکوٰۃ خزانہ فرض

۱۸۰	ردیف طای مہملہ	۲۱

قاصد جو پڑہ چکین وہ مرا ماجرای خط — کہنا کہ اور آتا ہی اک خط قفای خط

گم گشتگی کا حال جو لکہا تہا یار کو — وہ پڑہتی پڑہتی بہول گیا ماجرای خط

افسانہای ہجر کی طولانیان تہین — برسون پڑہا کبہی نہ ہوئی انتہای خط

فرصت کہان ہی ضعف سی جو حال لکہ سکین — قاصد ہمارا شوق ہی بس ہی بجای خط

خط نامہ بر کو پہیر دیا اور یہ کہا — کہنا کہ ہمنی جان لیا مدعای خط

نازک مزاج ہین کہین آزردگی نہو — جلدی نہ کیجیو مری قاصد برای خط

گر خط نہ پڑہ سکین تو زبانی ہی نامہ بر — کہدینا مدعای مصیبت فزای خط

کیا ذکر نامہ بر کہ دم واپسین ہی یان — اب اور ہی ہوا ہی نہین ہی ہوای خط

غفلت یہ تہی تصور رخسار یار سے — لکہا ہزار بار وہی مدعای خط

تہا وہ بیان نامہ بر مین لگا وقت واپسین — نکلا ہزار بار ہی منہ سی ہای خط

سمجھین نہ مگر صاف کہین حال واقعی — کیونکر لکہون کہ وہ ہین سی آشنای خط

آجای نامہ بر جو پس مرگ ہمنشین — دینا مری مزار پہ لا کر ہوای خط

آجای نامہ بر نہ کہیکے فریب مین — ڈر ہی نہ مدعی پہ کہلے مدعای خط

قاصد جواب نامہ لکہا یار نے مجہے — تعریف مدعا مین کرون یا ثنای خط

مضمون خون دل کو بہی شنجرف سے لکہا — کس رنگ پر ہے شوخی رنگ حنای خط

پڑہ کر وہ خط شوق مرا اوٹہ کہڑی ہوے — تعظیم خواستگار ہوا ماجرای خط

پرہیزگار شوق وہ ہمکو ہین جانتے — مضمون پاک ڈہونڈہ رہی ہین بجای خط

برسون گذر چکے ہوس انتظار مین — معلوم کچہ نہین سبب التوای خط

رخسار مدعا کی نظارونکا شوق ہی — قاصد دکہادی ناصیۂ خوش نمای خط

قاصد زیادہ اس سی ہوس کیا ضرور ہے — دیتا ہون نقد جان مین تجہی رونمای خط

آخر نسیم نامہ و پیغام تا کجا — بہتر یہی ہی کہ آپ چلو تم بجای خط

ردیف ظای معجمہ — ١٨١ — ٥

پاک ہی لذت عشرت سی زبان واعظ — جو بلا آئی الٰہی سو بجان واعظ

ہم نفس باغ جنان گہر ہی گنہ گارونکا — ڈہونڈہ دوزخ مین کہین جا کی مکان واعظ

خدمت رند قدح نوش مین بے ادبی — جہین ہی کاٹہی دانتونسے زبان واعظ

خود فراموش ہی کیا اور کو سمجہائیگا — راست بازونسے کجی پہ ہی گمان واعظ

کیون نہ ہو تیر اشارات سی عالم مجروح — قد خم گشتہ ہی گویا کہ کمان واعظ

ردیف عین مہملہ — ١٨٢ — ١٣

ہجر مین میری جلانیکی رکہ پروانہ شمع — ہای بکہون آجکی شب ایک جا پروانہ شمع

جب پڑی زنجیر گریہ پہر کہان آزادگی — دام مین لائیگا تجکو اشک کا ہر دانہ شمع

دیکہکر محفل مین دشمن جلتے جلتے بجہ گئے — کہہ گئی پوشیدہ میری حال کا افسانہ شمع

بات کچہ جو پایا نہو آنسو بہا دیتا اسے — رکہتے ہی پیری مین حسن گریہ طفلانہ شمع

روسیاہی قسمت گلگیر مین لکہی گئے — بیگناہی کے لیے پیدا ہوی پروانہ شمع

زندگی تک آتش الفت کے تہین سب میان — جان پروانیکی نکلی ہو گئی بیگانہ شمع

وای قسمت نخل گریہ ایک ہی اوگتا نہین — یعنی ہی ناحق لگن مین اشک کا ہر دانہ شمع

دنکو پنہان رات کو فانوس کی زیر نقاب — کسقدر رکہتی ہی پاس فرقت پروانہ شمع

دامن گریہ چہپا دیتا ہی عریانی کا عیب — تن پہ رکہتی ہی ردای اشک بیتابانہ شمع

کیا غضب ہے ہو گئی گل معشوق بلبل بن گئی — کچہ نہ آیا تجکو پاس الفت پروانہ شمع

صاحب زینت ہین محتاج زینت غیر سے
حاجت مشاطہ رکھتی ہی فکر شانہ شمع

قیدی زنجیر گریہ کیون ہی پروانونکی شکل
مانگ لی پرواز کرنی کو بہر پروانہ شمع

بعد مردن عاشقونکی پاسبان معشوق ہین
رات بہر کرتی ہی حفظ لاشۂ پروانہ شمع

وله

۱۸۳ — ۱۴

حسن معشوقی ہین ہی رکھتی ہی ناسور شمع
سوز باطن تو نکم ہوتا جو ہوتی چور شمع

کیا فروغ مرگ ہی اے حسرت عاشق کا اثر
گل چڑہاتی ہی لحد پر ہنکے نخل نور شمع

اشک غلطان لاتی ہی دست تہی نذر کو
جانتی ہی آنسوون کو دانۂ انگور شمع

اشک کے دامن ہین کہلی اپنی پروانیکی لاش
مفلسی سے کچھ نہین کہتی اگر مقدور شمع

گریبان کہلا رہی ہی اپنی جسم سرد کی
صرف سوزش کر رہی ہی روغن کافور شمع

سر کٹاتی گر فروغ زندگی منظور ہے
دیکھ وقت روشنی کہتی ہی کیا دستور شمع

دغدغہ ہی تجھ کو یار ایذا دوست سی
جانتی ہی ہر لب گلگیر کو ساطور شمع

حسن تابندہ ہی شعلہ رشتۂ پیچیدہ زلف
سامنی پروانیکے آتی ہی بنکر حور شمع

بیحجابی کے فری اوٹہی پروانیکے ساتھ
جل رہی ہی پردۂ فانوس مین مجبور شمع

رکھتی ہی سینہ مشبک کثرت ناسور سے
سر سے پا تک ہی بہ شکل خانۂ زنبور شمع

خود نمائی ہی حسینونکی لیے بی پردگی
عیب عریانی سے ہی اس واسطے معذور شمع

بے نقابی گر ہے رخسار آتشناک سے
بزم جانان مین تہی فانوس کہنہ دور شمع

چند دم کی روشنی پہر آنسوونکا ڈہیر ہی
ہی بہلا کس حسن پی اتنا یہ مغرور شمع

۱۸۴ — ۲۶

زیر بار روشنی اعمال کی ہی ہی نسیم
آرزو خورشید کی ہمکو ہی منظور شمع

مہر و محفل کہیں رکھتی ہی جو دستور شمع
ایک ہی پا سے کہڑی رہتی ہی ہی شب بہر حضور شمع

دیر سی تکتی ہی تیرا عارض پرنور شمع
دیکھ تو کیا دیکھتی ہی او بت مغرور شمع

پارسائی کے ہین دعوی کیون نہو مغرور شمع
پردۂ فانوس مین ہی شاہد مستور شمع

اتحاد تیرہ باطن سے نہین مسرور شمع
دود و شعلہ سی رکھتی ہی نہایت دور شمع

جلوۂ عارض سی تیری کیون نہ بہاگی دور شمع
سامنی خورشید کی رکھتی نہین ہی نور شمع

آبلے اشکون کے رخ سی کر رہی ہی دور شمع
یا لگن مین بہر رہی ہی دانہ انگور شمع

کونسے وقت اوسکو یاد سوز پروانہ نہین
کب بہلا رکہتی ہی ٹھنڈا سینۂ محرور شمع

شعلہ کا ہی کو ہی سر پہ ہے یہ چوٹی نور کی
جب یہ جلوی ہون نمایان کیون نہو مغرور شمع

خود بہا دیتی ہی جب ناسور کو بہر جاتی ہی
جانتی ہی تنگ اپنی زخم پر انگور شمع

عکس سی عارض شفاف کا جو پڑ گیا
کسقدر یہ چمکی ہی گویا ہوگئی بلور شمع

جم گیا ہی جا بجا دود جگر پروانی کا
سرنگین رکھتی ہی ہر سر دیدۂ ناسور شمع

کس قدر انداز کے تیر نظر کا خوف تہا
کیون ہوئی تہی پردۂ فانوس مین مستور شمع

آنکہ ہی پائی ہی قسمت سے تو وہ ناسور کی
کسکو دکہلائی یہ اپنا دیدۂ بی نور شمع

شاہدان شعلہ رو کو جو گردی عیب ہے
دوسرا یسی ہوئی ہی اس لیی معذور شمع

لن ترانی کر رہا ہی تاج شعلہ فرق پر
آج تو دکہلا رہی ہی کچہ فروغ طور شمع

ہٹ گیا منہ سی دوپٹا شب جو عارض کی تری
آفتاب حسن چمکا ہوگئی بے نور شمع

قصہ میرا دیکہ کر کہتی ہین سو سو ناز سی
کچہ حیا کر دیکہ تو وہ دیکہتی ہی دور شمع

صدقی ہین اوس تیرگی کی جسمین تم ہو بیحجاب
جلد او ٹہول کر دو ایجان نہین منظور شمع

دیکہ سوز ہجر سے میرا فروغ استخوان
کیون منگاتا ہی عبث اپنی لیی ریشۂ کافور شمع

یاد آئی ہی جو اوسکو صحبت پروانہ کے
رو رہی ہی ہمکو تمکو دیکہکر مسرور شمع

منہ سی اتنا ہی نہ نکلا کیون جلاتی ہو مجہے
ہوگئی ایسے تمہاری سامنی مجبور شمع

سر پہ یار شعلہ اسمین کچہ اشکون کا ہجوم
آکی محفل مین تمہاری بن گئی فردور شمع

سوز سیر اسا تمہاری حسن کی سی دشمنی
دونون باتین کی ہین پیدا کیون نہو مغرور شمع

یہ بھی سیکھی ناز معشوقی تمہاری شرم سے
پردۂ فانوس مین رہنی لگی مستور شمع

زخم ملتا ہی حسینوں کو بھی جور چرخ سے
رکھتی ہی سینی مین اپنی جا بجا ناسور شمع

۱۸۵	اس زمین مین اک غزل لکھو مضامین پر النسیم جلوۂ افکار سے ہی خاطر مسرور شمع	۳۱

اس فروغ چند ساعت پر نہو مغرور شمع
صبح کو ہو جاے گی رزق دہان مور شمع

آپ بھر لیتی ہی اپنی اشک سی ناسور شمع
رکھتی ہی کب احتیاج مرہم کافور شمع

آجکی شب یہ کہتی ہی یہ نیا دستور شمع
مجھسے تم کچھ دور رہو اور تمسی ہی کچھ دور شمع

شعلہ رو یونکے محبت نے اثر اتنا کیا
بعد مردن بھی ہی اپنی پاسبان گور شمع

بی نیازی ہی بشکل دیدۂ اعمی مجھے
کچھ غرض کہتا نہین گو پاس ہی یا دور شمع

عکس افگن ہین جو عارض قاتل سفاک کی
سینہ سا طور ہین ہی جوہر ساطور شمع

واہ ری قسمت حصول دید غیرونکی لیے
آنکہ تو رکھتی نہین کیا دیکھی بینا نور شمع

تیرگی ہی باعث آرام سوزی کی لیے
ہوتی ہی اے دل وبال خانۂ زنبور شمع

اسکو شب بھر سوز حاصل ہمین شعلے رات دن
کب بھلا رکھتی ہی میرا سا تن محرور شمع

آپ دھو لیتی ہی چہرہ اپنی آب اشک سے
احتیاج خدمتی رکھتی نہین منظور شمع

صورت موسی غشی ہی صاحبان بزم کو
مانگ لائی ہی کہانسے جلوۂ طور شمع

وا ری قسمت بی بضاعت سے خدر کرتی ہین سب
بھاگتی ہی خانۂ مفلس سے کوسون دور شمع

پاکبازان محبت سے تعلق ہی ہین پاک
بعد مردن بی کفن پروانہ ہی بی گور شمع

جو کہ مہمان خدا ہین انکو پھر کیا احتیاج
اہل جنت کی لیے ہوگا جمال حور شمع

ہان اسے معشوق عاشق حال کہنا چاہیے
رکھتی ہی سینی مین اپنی جا بجا ناسور شمع

ناز معشوقی نہ انداز حیا ازا اسمین ہی
مجکو حیرت ہی ہوئی کس بات پر مشہور شمع

جسم بیخون زردی چہرہ دلیل کس کی ہی
بے سبب کب ہی یہ صورت کچھ تو ہی رنجور شمع

یہ بھی عاشق ہی کسیکی جو ہو تیرا ایسا حال
جلوہ گر ہی صورت داغ تن محرور شمع

صبح تک جلتی رہی لیکن نہ پوچھی تنی بات
آپکی محفل سی دلمین لیچلی ناسور شمع

مجھسے وہ روتی ہی مین روتا ہون تیری جو مجھسے
اسطرف مجبور مین ہون اوسطرف مجبور شمع

اسمین سوز عشق تیرا اوسمین سوز ظاہری
لائیگی ایسا کہان سی سینہ محرور شمع

کہتے ہین اوٹھ آ کی صدقے کھلی بند نقاب
ایک ہی جلوہ مین اپنی ہوگئی بی نور شمع

بسکہ آنکھون مین تصور آپ کی عارض کا ہی
آج محفل مین نظر آتی ہی مجکو حور شمع

بدگمان جسطرح تم ناشنا جیسی میرا دل
دو بلائین ساتھ ہین ہو کسطرح مسرور شمع

یہ بھی کیا مین ہون کہ جو ہرگز نہین شایان رحم
صبح ہی رخصت کر اسکو ہو چکی بی نور شمع

وای غفلت شب رخصت پر جو ہی اسکو نظر
دیکھو ہم تم ہنس رہی ہین وہ ہی ہی دور شمع

بے زبانی سی ہی چپ سر کاٹنا پچتاو گئے
بدگمان ہوگئے ہو کیون بیجان نہین مغرور شمع

آپکے رخسار روشن نی مٹائی اسکی قدر
اب نظر آنی لگی مثل چراغ دور شمع

التماس آرزو کرتے تمہاری سامنے
ہان مگر ہی خلقت خاموش سی مجبور شمع

ہٹ گیا منہ سی تمہاری گر دوپٹا منھ ہم
پہلے نور صبح سی ہوجائیگی کافور شمع

کب ہین محتاج ضیا ہی غیر عاشق اے نسیم
داغ تن تابندہ ہین کہلائیگی کیا نور شمع

۱۷	ردیف غین معجمہ	۱۸۶

دلمین رہتا ہی ضیا سی داغ سے روشن چراغ
گھر ہی عاشق کا یہان جلتا ہی بی روغن چراغ

کب یقین ہی قبر پر اپنی رہی روشن چراغ
تم جلانی ہی نہ آؤگی پس مردن چراغ

شعلے دیتی ہین بدن مین جسقدر ہین استخوان
جلوہ گر رہتی ہین میری پیراہن چراغ

بعد مدت گرم صحبت ہی جو وہ آتش مزاج
شعلہ افسوس سی ہی سینہ دشمن چراغ

مخلصی مطلوب کے طالب سے ہو ممکن نہین
قید رکھتا ہی کنار شوق مین غن چراغ

ایک ہی سنت نہ بر آئی وہ خوش اقبال ہون
مدعی میرے لیے کرتی رہی روشن چراغ

اک تماشا ہی فروغ کرمکِ شب تاب سی
باغ مین ہر پہول رکہتا ہی تہِ دامن چراغ

روشنی دیتی ہین داغِ دل شگافِ قبر سے
جانتے ہین لوگ جلتی ہین تہِ مدفن چراغ

جسقدر بیتابی ہو باعث آرام ہی
بجہ کی سو رہتا ہی جب ہوتا ہی بی روغن چراغ

یہ جلاتا ہی انہین آتی ہین پروانی جو پاس
واسطی تشمت دوستونکا اپنی ہی دشمن چراغ

شب کی تاریکی لحد پر داغ تن زیرِ لحد
تیرگی بالای مدفن ہی تہِ مدفن چراغ

یون ہی مرجاونگا مین بہی رنجِ غم سی ای صنم
جلکی بجہ جاتا ہی شب کو جیسی بی روغن چراغ

عکسِ عارض سی تمہاری بڑہ گئی ہی دونی چمک
چشمِ بد دور آج رکہتا ہی عجب جوبن چراغ

امتحان کیواسطی اکثر بجہاتا ہون جو مین
تابشِ رخسار سی تم کرتی ہو روشن چراغ

انتقالِ روحِ عاشق کا زمانہ ہی قریب
لو مبارک ہو تمہین دشمن کرینگی روشن چراغ

بیکسونکو بہی تمہاری حسن سی ملتا ہی فیض
رات بہر رہتا ہی مزارِ بیکسن چراغ

۱۸۷	ای نسیم اب تم بدل کر قافیہ لکہو غزل جوشِ مضمون کہہ رہا ہی اور روشن چراغ	۹

باعث بی رونقی ہی جامِ بزمانمین چراغ
اس لیی روشن نہین کرتی ہیا بانمین چراغ

تیرہ بختونسی فروغِ ظاہری رہتا ہی دور
کسنی دیکہا ہی شامِ غریبان مین چراغ

اٹہ گیا عاشق کا لاشہ آج جہگڑا مٹ گیا
پاسبان روشن کرینگی اب کہی جانانمین چراغ

کچہ نہین مطلب نہین گر پاسبان برہم ہی
آہ کی شعلونسی جلجائینگی زندانمین چراغ

نور کی ہی روشنی سوتی ہین وہ آغوش مین
ایفلاک کہتا ہون مین ہی آج دامان مین چراغ

پہر شگاف سی ہی جو دیتا ہی رخ ہی پاک
جلوہ گر ہی کوچہ گیسوی جانانمین چراغ

سوجتا ہی جہپکی کچہ ہوا کا ہی جو خوف
رات بہر رہتا ہی اپنی فکر درمانمین چراغ

نور کی آنسو ٹپکتی ہین خیالِ یار مین
کیا تماشا ہی کہ ہین آغوش دامانمین چراغ

۱۸۸	ای نسیم اک خلاف بحر لکہ سہارا غزل	صبح ہو جاتی ہی تا نک بہر ہی کیا ہومین چراغ	۱۰

ہان کیون نہ بیٹھین ہم رہی بی سخن چراغ
رکھتا نہین نشانِ زبان و دہن چراغ

محتاج روشنی نہین عشاق آپکی
جلوہ سے داغکی ہین تہ پیرہن چراغ

مرنی کے بعد بھی وہ ہی شعلے ہین مشتعل
جلتے ہین یان اندرون مری زیرِ کفن چراغ

نیندونکی لطف خلق کو بیداریان اوسے
ہی پاسبانِ خانہ ہر مرد و زن چراغ

درپیش ہونگے عذرِ گذشتہ اوسی طرح
روشن کرو نہ آجکی شب جانِ من چراغ

عاشق ہی کاوشون پہ ہمیشہ سے تنگ آ
جلتا نہین مرے لحدِ کوہکن چراغ

جلتے ہو سیر کو تو رہی روشنی بہی ساتھ
دکھلائیگا نشیب و فرازِ چمن چراغ

بی رونقی دلیلِ مصیبت ہی ای صنم
رکھتا نہین مزارِ غریب الوطن چراغ

مفلس کا لاشہ رات کو اوٹھتی تھی تو ہی
خیاط کو بھی چاہیی بہرِ کفن چراغ

مضمونِ نور زا جو ہوی ضبط اے نسیم
ہی بزمِ سامعین مین ہمارا سخن چراغ

۱۶۹	ردیف فا	۱۶

لائی نصیب کھینچ کے بیداد کیطرف
دن پھر پھرا پھر آیا تو صیاد کیطرف

پاسِ وفا سے مُنہ نہ پھرا وقتِ نزع بھی
دی جان دیکھ دیکھ کی صیاد کیطرف

کیا اضطراب ہی کہ برابر ہین گردشین
سوے چمن کبھی کبھی صیاد کیطرف

مین اجنبی قفس سے مجھسی اجنبی
وہ مجکو دیکھتا ہی مین صیاد کیطرف

ای دامِ روزگار نہین بختِ عندلیب
کیون کھینچتا ہی تو مجھے صیاد کیطرف

کہتا ہی دل کچھ اور ہی یہ طرفہ لطف ہے
سیر طرف نہ اوس ستم ایجاد کیطرف

دیکھی جو بیتی روزِ جزا اوسکی بیکسی
شرما کی ہوگیا اوسی جلاد کیطرف

رو کو خدا کیواسطے یارو کہ جوشِ شوق
پھر مجکو لی چلا اوسی جلاد کیطرف

ہی مجکو جوشِ شوقِ شہادت حیا کی ساتھ
گردن جھکا ہی جاتا ہون جلاد کیطرف

شوقِ نیاز ہون کبھی قہرِ نگاہ ہون
اپنی طرف ہون مین کبھی جلاد کیطرف

ایسے مسافران عدم تنگ دل سے گئے — منہ بھی کیا نہ عالم ایجاد کیطرف
عاشق کا دل ہے آئین خوشی کا گذر کہان — آتا ہے کون خانۂ برباد کیطرف
مژدہ کسی طرح کا سنتا ہے گر کوئی — میں دیکھتا ہون خاطر ناشاد کیطرف
اونکو شگون آمد فصل بہار ہے — تکتے ہیں باغبان مری فریاد کیطرف
مشق خیال یار ہے یون دل کو جسطرح — سرعت ہو طفل کو سبق یاد کیطرف

۱۹۰	غنچے کھلے ہوئے ہیں چلو سیر کو نسیم جاتے ہیں ہم بلبل ناشاد کیطرف	۱۰

بھلا وہ کیا ہو مری حال زار سے واقف — نہیں ہے جو ستم روزگار سے واقف
وہ عندلیب ہون جسکے کھلی قفس میں آنکھ — نہیں ہیں لطف خزان و بہار سے واقف
نہیں اوٹھائی ہے جسنے تپش جدائی کی — وہ کیا ہو میرے دل داغدار سے واقف
فروغ حسن و شب زلف اسنے دیکھی ہے — یہ دل ہے گردش لیل و نہار سے واقف
خیال گریہ پس مرگ اوسکو کیا ہوگا — جو آج تک نہیں میرے مزار سے واقف
نہ جانتی تھی کہ تکلیف عشق میں ہوگی — نہیں تھی ہم ستم انتظار سے واقف
ہجوم کیف کی ہر دم ترقیان ہیں مجھے — وہ آنکھ ہون کہ نہیں جو خمار سے واقف
خلش اوٹھائی نہ نوک مژہ کی اشکون نے — یہ آبلے نہیں تکلیف خار سے واقف
وڑو خدا اسے گھونگٹ اسقدر نہیں چھپا — نہیں ہے جو جذبۂ دل بیقرار سے واقف

۱۹۱	میں وہ ہون غنچۂ پژمردہ اس چمن میں نسیم کہ جو نہیں کبھی لطف بہار سے واقف	۱۳

میں دیکھ کر یہ طول خم کیون نہ فکر آئی زلف — جز ابتدا نظر میں نہیں انتہائی زلف
حسرت ہی رہ گئی دل عاشق میں ہائی ہائی — شانے نے کچھ بیان کیا ماجرائی زلف
یارب دراز ہو شب ہجر اسسے بھی زیاد — رہتی ہے یہ دعا مری لب پر برائی زلف

عاشق کے دلکو فکر دوئی سے نہین فراغ
شانہ بھی سر لگا ہی ہوئی ہی قفائی زلف

عاشق کو دیکھ دیکھ کے ہوتا ہی پیچ و تاب
ثابت نہین سکے ہی کیا مدعائی زلف

بخشا جو بیقراری خاطر نے انتشار
ہم کہتے کہتے بھول گئی ماجرائی زلف

میری بھی داستان کو اسطرح طول ہی
جسطرح ہی دراز ترا ماجرائی زلف

دیتا ہون اپنی جان اگر کیجیے قبول
رکھتا ہون اور کیا جو تمہین رونمائی زلف

پائی تمہاری سر پہ جگہ واہ ری نصیب
کیا اندنون ہی اوج پہ بخت رسائی زلف

اللہ ری ضبط عاشق بیچارہ مرگیا
اتنا بھی اوسکے منہ سے نکلا کہ ہائی زلف

صدقے کیواسطے سے نہین فکر کیا ضرور
عاشق کی جان جائیگی لیکر بلائی زلف

قربان اس نصیب کے کیونکہ نہ جائیے
قسمت یہ ہے کہ سر پہ تمہاری چڑھائی زلف

سچ ہی سمجھ ہم شوق بھی ہی قہر الٰہی ہم
کیا کیا بلائین سہتی ہین مرتبہ برائی زلف

۱۹۲	ردیف قاف	۱۵

ہم غریبونکو بھی ملجاتی ہین پیمانہ عشق
یارب آباد رہی صحبت میخانہ عشق

یاد کیا آیا ہی فرزدہ کہ جو رونا بھولا
قہقہے کرتا ہی کچھ آج تو دیوانہ عشق

رات کم آتی ہی آرام سے پھر سو رہنا
سن لو کچھ عاشق بیتاب کا افسانہ عشق

آہ سے بنتا ہی یہان کوئی نہ کوئی مشتاق
کب بھلا رہتا ہی خالی کبھی کاشانہ عشق

اور خاک ایسی نہین جیسی شہر کی ہی خاک
یہی کرتی ہی سدا پرورش دانہ عشق

نہ درخت اسکا ہی کوئی نہ کہین پھل اسکا
ظاہرا نخل ثمر سے ہی بری دانہ عشق

روح پرواز ہوئی کام نہ آئی زنجیر
نہ رکا قید سے بھی ہو کر ترا دیوانہ عشق

حال کہتی نہین مرجاتی ہین عاشق خاموش
دیکھیے شمع کی جلجاتی ہین پروانہ عشق

سجدے ہوتے ہین ہزارون دم مستی شوق
اٹھتے ہی سی نہین ہم در میخانہ عشق

بند ہو جائیگا واعظ در توبہ لیکن
وا رہیگا یہان ہر دم در میخانہ عشق

بیخودی مین خودی ہی جو سمجھ رکھتا ہو
جو کہ بیہوش جہان ہی وہ ہی فرزانۂ عشق

جب نظر آئی تو کہل جای کہ کیا عالم ہی
صورتین او رہی کہتا ہی پریخانۂ عشق

کب تصور سی ہی خالی دل خستہ ایدوست
ہر دم آباد رہا کرتا ہی ویرانۂ عشق

کسکی تہی اسکی سوا منزل ویران مرغوب
سینۂ عاشق افسردہ ہوا خانۂ عشق

ای نسیم اب نہ محبت کی تمنا کرنا
ورنہ پہر لوگ کہین گی تمہین دیوانۂ عشق

۱۹۳ ردیف کاف ۱۸

پہنچی جو دم شوق نظر یار کی سر تک
اللہ ری نزاکت کہ لچک آئی کمر تک

ای روح نہ اتنا قفس جسم سی ہو تنگ
آ پہنچی ہین تیر نظر یار جگر تک

مر جائینگی پہلی دم رخصت طلبی سی
ہم خود سفری ہونگی ترے وقت سفر تک

کچہ دور نہین تیری نزاکت سی جو بل کہای
مو زلف کی آئینگی اگر موی کمر تک

یا یوہی کاکل کو ہی آسیب پہنچای
شانہ بہی نہ آجای کہین موی کمر تک

گو تجکو خبر ہو کہ نہو پر نہین غافل
آہین مری ہو آتی ہین ہر شب تری در تک

کیا دخل جو کم ہو مری گلگونی دامن
وا رہتی ہین زخم کی سینی سی جگر تک

گر بندہ نوازی کا ارادہ ہی تو جلد آ
ہون آجکی شب اور بہی مہمان سحر تک

کیا کیا نہ ارادی تہی مری جوش جنون کی
پہنچا نہ مگر ہاتہ گریبان سحر تک

ای ولولۂ شوق شب وصل صنم ہی
رہ جای کوئی حوصلہ باقی نہ سحر تک

وہ ضعف ہی اک لفظ زبان پر نہین آتا
جا سکتی نہین میری دعا باب اثر تک

جسکی لیی مین بیخبر ہر دو جہان ہون
افسوس کہ اسکو نہوی میری خبر تک

اک طرفہ تماشا ہی ذرا دیکہ لو تم بہی
لی آئینگی اونکو بہی کہتی ہوی گہر تک

ہر چند ہون دیوانہ مگر ہی ادب اتنا
آتی ہی قدم لینی کو وحشت مری گہر تک

تنہا تری کوچی سی کبہی مین نہین پہرتا
محروی قسمت مری ساتہ آتی ہی گہر تک

وہ حسن کی گرمی ہی جب آتا ہون تری پاس
شعلہ سا لپٹتا ہی مری پانو سی سر تک

ای ضعف اجازت دی کہ مین برہنہ ہو
آتا نہین دامن ہی کبھی دیدۂ تر تک

۱۹۴	وہ حال نسیم اب ہی کہ دشمن بہی ہی محجوب منہ اپنا چھپاتا ہی مرا زخم جگر تک	۱۴

خدارا ایسے چلو یار وجہی وس شوخ بدچلن تک
یہ حالت آتچو پہنچی ہی کہ رو دیتی ہین دشمن تک

وہ مطلب ہون کہ جسکو تم زبان پر لا نہین سکتے
وہ خواہش حسن کی پوشیدہ پہنچاتا ہون دشمن تک

خم پیری کی احسانسے جھکی ہی سقدر گردن
کہ آجاتا ہی اب سر گریبان سے مری دامن تک

وہ ہون دیوانہ پر مفلس سلاسل جسکی ٹوٹی ہی
میسر مجکو ہو سکتا نہین پیوند آہن تک

پہر آئی میری نالی بد دماغی دیکھ گلچین کی
کہا غیرت نے مر کر بہی نہین جانیکی گلشن تک

میری آنسو بھی لطف بی نیازیسے نہین جاتے
وہ گوہر ریز دامن ہین نہین آتی جو روزن تک

نہین ہی یاد کچھ طول گرفتاریسے بھولا
ہزارون بار پہر آتا ہون جا کر مین نشیمن تک

بنا ہون بادہ ہر ساعت مجھی آغوش حاصل ہی
کبھی ساغر کی قالب مین کبھی شیشی کی گردن تک

دوئی آئی نہین تیری مری تاثیر تنہائی
بگولی خاک ہو جاتی ہین آتی آتی مدفن تک

بشکل ابر ممسک مجکو بخل آب ریزی ہی
بھرے ہین آنکہ مین آنسو نہین آتی ہین دامن تک

نہ آئی کی ہیسر صحبت دشمن مجھی ہمت سی
گل پژمردہ ہون کیا جاونگا گلچین کے دامن تک

ندامت کیا ہوئی ایسی کہ رخصت سبکو کر دی ہی
ڈہلا آتا ہی مثل اشک رخسارونسے جوبن تک

درختونکو کیا بی برگ سنج مرگ بلبل نے
گلستانمین لباس ماتمی پہنی ہی سوسن تک

۱۹۵	نسیم اک دو بھی لکھ غزل جولان طبیعت ہی بڑہا آتا ہی جوش نو مضمون فکر روشن تک	۲۶

حجاب ابر مانع ہی گذر کیونکر ہو گلشن تک
وہ شبنم ہون پہنچ سکتا نہین پہولونکی دامن تک

بہاتا سیل گریہ کیا کہ جاتی یار بدظن تک
گلا کہونٹا گریبان کی نہ جو اشک آئی ہی دامن تک

کمال ضعف سے گھبرا کی آنسو میری کہتی ہین　　مدد اے اضطراب شوق لیچل ہمکو دامن تک

وہ کہتے ہین یہہ کسکے دل بیتابکا شعلہ　　کہ جھڑتی ہے اک بجلی سی آکر میری دامن تک

ہجوم جوش وحشت سے ہوی ہین بے ادب ایسے　　گریبان سے اوجھکر ہاتہ آجاتی ہین دامن تک

ہوای بوسہ مین ہین خاک ہوکر بھی پشیمان ہو　　ہوا آنی نہین دیتی کسی کی مجکو دامن تک

قدم جمنی نہین دیتی صفای عارض جانان　　پھسلتی ہے نظر ایسی کہ آجاتی ہے دامن تک

تری چلنی سے چہوٹا آنسوون نے ساتہ چہوڑنکا　　گلے مل مل کی آپس مین چلی آتی ہین دامن تک

ندامت ہو گی ایدست جنون گر کچہ رہا باقی　　غضب آیا جو آیا بخیہ گر کا ہاتہ دامن تک

نگاہ قہر سے کیون گھورتا ہے دیدہ ظالم　　قسم لے جو پہیرا ہاتہ بھی پہنچا ہو دامن تک

خوشا قسمت قفس مین ہم پہ پیکر اڑون پرلے　　نظر بھی اب تو جاسکتی نہین دیوار گلشن تک

خطا میری نہین صیاد میری آرزو لیجا　　کہ مجکو کہینچ لائی تہی ہی بوی گلشن تک

کبھی گلچین نی للکارا کبھی صیاد نی گھیرا　　نہ ٹہیرا ایکدم گلشن مین جب پایا نشیمن تک

بہار فصل گل آئی ہے مین کنج قفس مین ہون　　مبارکباد مجکو ڈھونڈہ جاتی ہے نشیمن تک

نکر آزاد اے صیاد لیکن رحم کر اتنا　　نظر سے دیکہ لون لیچل مجہی اجڑی نشیمن تک

گلون کے آتش رخسار سے شعلی بھڑکتی ہین　　لگی ہے آگ کوسون کسطرح جاؤن نشیمن تک

قفس سے چہٹکر دام اجل کی نو اسیری ہے　　نہین ممکن کہ میری روح بھی جائے نشیمن تک

وہ بیتابی کہان ممکن جو توڑی دام سے گہبرا　　وہ آزادی کہان حاصل چلے جائی نشیمن تک

اداسی سے ہم ماتم ہم صفیر آپس مین کرلینگے　　صبا لیجائیو دو چار پر میری نشیمن تک

قفس کہا ہے اتنی دور صیاد ستمگر نی　　کہ میری آرزو بہی جا نہین سکتی نشیمن تک

تری عاشق کا لاشہ ناپسند طبع ہے سبکو　　نہین آتا گروہ مور بہی سوراخ مدفن تک

ہمیشہ بر شگاف قبر سے کچہ دور رہتی ہے　　صبا بہی ناز کرتی ہے اگر آتی ہے مدفن تک

تمہاری ہرزہ گردیکا خیال آتا ہے جب مجہین　　ڈبو دیتا ہے سیلاب ندامت مجکو گردن تک

ہجوم کیف مستی سی یہ عالم اپنا ہی ساقی
چلی آتی ہی اُبلی ہوئی شیشی کی گردن تک

برستا ہی جو ابر تر تمنا مین ٹپکتی ہین
ڈبو دی آب مین آج ساقی مجکو گردن تک

غنیمت ہی نسیم آزاد ہونا جب میسر ہو
ملین گے ہم صفیر قفس سے پونہچکر صحن گلشن تک

۱۹۶	ردیف کاف فارسی	۱۵

پونہچی برون سینہ سُلگ کر جگر مین آگ
ای اشک دیدہ دوڑ لگی بال و پر مین آگ

باران کے بدلے برق تڑپتی ہی رات دن
کب کی دبی ہوئی تھی دل اثر مین آگ

دیدار کی ہوس نے جلایا نگاہ کو
دی شعلہ ہای حسن نے پای نظر مین آگ

گر سوز عشق اشک کو اخگر بنا ہی گا
دہکا کریگی شام و سحر چشم تر مین آگ

ہو عمر طول آہ شرربار کی مری
ہنگام احتیاج ہی موجود گھر مین آگ

جز نخل عشق اور ہی وہ کونسا شجر
ہو جسکی بیخ و ریشہ و برگ و ثمر مین آگ

ٹہوڑی ہی خلاف جلسی ہوتا ہی خشمگین
کیسے بھری ہوئی ہی مزاج بشر مین آگ

پڑتے ہین آبلی جو چہوی کوئی اشک گرم
ای چشم تر نہان ہی مگر اس گہر مین آگ

ہی ناز سوز ہجر کو پہونکا ہی مینی دل
کہتی ہی آہ مینی لگائی جگر مین آگ

وہ سنگدل بجا ہی جو شعلہ مزاج ہی
جو سنگ ہی ضرور ہی اسکی جگر مین آگ

مین آپ جل گیا تپش التماس سے
بخشے مری دعا نی خود اپنی اثر مین آگ

بلبل کے گر سے پہ نہ تعجب ہوا مجھے
بھڑکی کہان کی عشق نی آتش پر مین آگ

وہ سوختہ نصیب ہون جس جا ہو نگا مین
قسمت مری لگائیگی دیوار و در مین آگ

تقدیر سے نگاڑ کا چارہ محال ہی
ٹہیرے کہان بشر جو لگی اپنی گہر مین آگ

کیا منہ ہی کیا مجال کہ سکی ہی اب نسیم
پیدا ہو لطف سی جو ہر اک شعر تر مین آگ

۱۹۷	ردیف لام	۱۳

کس منہ سی کہتی ہی کہ مین ہون شگفتہ ہی گل
بلبل نہ بانسے یہ بھی نہ نکلا کہ ہای گل

دیکھا طلسم اس چمن روزگار کا — بلبل کے بدلی زاغ ہین کانٹے بجای گل

آنا پڑے نہ دیکھ کو دست روزگار کو — کچھ پوچھنا ضرور نہین ماجرای گل

بلبل اسیر ہو تو کرون چاک پیرہن — ہم خوب جانتی ہین یہ تہمتہای گل

ای عندلیب کیا نفس چند کے بہار — وہ وقت بعد ہجر کی ہی ہای ہای گل

ٹھہرا اگر قدم بہی تو آغوش دام مین — افسوس ہم نہ دیکھنے بہی پائی لقای گل

فصل بہار وقت خزان دونو سایہ ہین — وہ ابتدای گل ہی تو یہ انتہای گل

کہتے تہی عندلیب کہ وہ تیرہ بخت ہین — راحت کہان اوٹھا نہ سکی ہم جفای گل

ارباب ضبط کے نہین کہلتے لب سوال — اپنا ہی خون دل ہی چمن مین غذای گل

ای رنج ہجر اور کہین ڈہونڈہ لی مکان — رہتی ہی عندلیب کے دل مین ہوای گل

اس ضبط عندلیب کے قربان جائیے — آئے زبان پر نہ کبہی شکوہ ہای گل

رسوا کیا محبت خندید گے نے آہ — کہلنے لگے قریب سحر پردہ ہای گل

شاید نسیم آمد فصل بہار ہے — پیدا ہی چند روز سی سر مین ہوای گل

۱۹۸	ردیف میم	۱۱

دیکھا او قاتل بسر کرتی ہین کس مشکل سی ہم — چارہ گر سی درد نالان ورد سی دل سی ہم

ہای کیا بیخود کیا ہی غفلت امید نے — حال دل کہتی ہین اپنا پہر اسی قاتل سی ہم

رشک اعدا لی گئی دشمن بدن مین استخوان — شمع محفل ہو گئی اوٹھی آپکی محفل سی ہم

اسکو کہتی ہین وفاداری کہ بعد از قتل بہی — داغ خون ہو کر نہ چھوٹے دامن قاتل سی ہم

طول تہی راہ عدم گہبرا گئی سوتی قبر مین — پاؤن پہیلائی تہکی جب دوری منزل سی ہم

جسم روشن سی نظر آتی ہین جلوی روح کی — حسن لیلی دیکھتی ہین پردۂ محمل سے ہم

خالی از احسان نہین یہ بہی کہ وقت اضطراب — خوش تو ہو جاتی ہین تیری وعدۂ باطل سی ہم

آؤ آپس مین سمجہ لین غیر کا ہی کو سنے — تم کہو دل سے ہماری کچہ تمہاری دل سی ہم

سنکے رو دیتی ہین اکثر صورت زخم جگر | آپ تپڑ ماتی ہین اپنی خندۂ باطل سے ہم
رشک ہی حسرت پہ وصلی کی مدین آتا ہی ہجر | اپنی قالب بدل لین قالب بسمل سی ہم

۱۹۹	سینۂ دل ہین ہجوم داغ حسرت سے نسیم پہول چن لیتی ہین اپنی گلشن حال سی ہم	۹

زرگر و حداد خوش ہون جو کرین تدبیر ہم | طوق زر تم پہنو پہنین آہنی زنجیر ہم
اور دیوانون سے رکہتی ہین فراتو قیر ہم | ڈالتی ہین آپ اپنی پاؤنمین زنجیر ہم
کفر و دین کی قید سی دونو آزاد ہو جائین گے | ذبح وہ کافر کری منہ سی کہین تکبیر ہم
یو نہین خوش کرتی ہین دل اپنا امید وصل مین | کہینچتے ہین ایک جا اپنی تری تصویر ہم
آگیا جسدن خیال جوشش سودا نگی | چاک کر ڈالین گے اپنا نامۂ تقدیر ہم
سنتو او ظالم بھلا یہ بھی کوئی انصاف ہی | لائق الطاف اعدا قابل تعذیر ہم
وصل میری اونکے ہوگا کچہ اب اسمین شک نہین | کہہ دو آمین دیکہی اس خواب کی تعبیر ہم
روز کا جہگڑا او ٹہائی کون لیتی ہین آج | امتحان کاوش قاتل تہ شمشیر ہم

۲۰۰	کیون نہ مستغنی رہین فضل خدا سی اے نسیم رکہتی ہین ملک سخن کی واقعی جاگیر ہم	۵

چہپا کرین وہ اپنی رہزن تو نہین ہم | چہٹی کی طرح سے پس گردن تو نہین ہم
زخمونکو اگر خلق سے آنکہونسی چہپایا | سی دینگے بہلا دیدۂ سوزن تو نہین ہم
ظالم صفت شمع مرا حال بنایا | سر کاٹ لی کہتا ہی کہ دشمن تو نہین ہم
تہی خاک پریشان پس مرگ بہی ہین آزاد | مردونکی طرح قیدی مدفن تو نہین ہم
دیوار سی کیون رابطۂ دو جگہ ہی | کچہ مہر کش دیدۂ روزن تو نہین ہم

۲۰۱	ردیف نون	۸

بدلی نہ گالیو نسے کبہی یار کی زبان | آئی نہ کام کچہ کسی غمخوار کی زبان

نالہ ہی غرض حال ہے صیاد رحم کر
گویا نہین ہی بلبل گلزار کی زبان

آئیگا کون آبلہ پا جسکے خوف سے
سوکھی ہوی ہی دشت مین ہر خار کی زبان

غفلت شعار گر تجھے آنا ہی جلد آ
بے بند ہو چکی ترے بیمار کی زبان

منہ چڑہنا آجکل نہ کہین شایقان گر
بگڑی ہوی ہی قاتل خونخوار کی زبان

موذیکا ہی کمال ہی انجام کو گزند
ہے خوف جتنی تیز ہو تلوار کی زبان

تیر و سنان و خنجر و شمشیر آبدار
ہین خم چپ سے انہین فی چار کی زبان

۲۰۲	واقف نہین فصاحت الفاظ سی عدو سمجھے گا کیا نسیم کے اشعار کی زبان	۷

بجلی سے کوند اوٹھی جو کہلین سم تن کے پاؤن
خورشید آکی چوملے اوس گلبدن کی پاؤن

جی کیا لگے کہ صحبت زنجیر ہی نہین
قاتل نے کاٹ لی ہی مجھ خستہ تن کے پاؤن

ہون پائمال سب ہی ہی جتنی سبک خرام
پہونچین جو مجھ تک ایسی کہان ہین ہرن کے پاؤن

مدفن کو چشم سو رہی مجھ حقیر کے
کنج مزار مین ہی نہ پہیلای کفن کے پاؤن

پاس ادب سے گر وہ نہین ہی مقام پا
جائیگا کوی یار مین سر اپن کے پاؤن

مشاطہ دیکھ تو نہ لگا بیٹھنا کہین
منہدی کہان کہان ہی غنچہ دہن کے پاؤن

۲۰۳	باغ جہان مین ہر بوٹہ ہٹا پہرتا ہی یار کو تہکتی نہین نسیم خجستہ سخن کی پاؤن	۵

جب تیر نظر تا بہ جگر جائینگے لاکھون
دو چار تو کیا جی سی گذر جائینگے لاکھون

عیسے سے تیری عہد مین کچھ ہو نہ سکیگا
اک بات کی کہنی مین تو مر جائینگے لاکھون

وہ کوچہ دلکش ہی ترا قاتل سفاک
گو جان سے جائینگے مگر جائینگے لاکھون

مشتاق قفس وہ ہون اگر خاک ہی ہوگا
صیاد کی گہر تک مری پر جائینگے لاکھون

پہر اک یہان خنجر فنا کی ہی بہت ہین
تلوار کی ہی گہات اوتر جائینگے لاکھون

۴	وله	۲۰۴

بھولوں تمہیں وہ بشر نہیں ہوں — اتنا بھی میں بے خبر نہیں ہوں
اللہ رے عدو کا کاہش تن — ہر چند کہ ہوں مگر نہیں ہوں
دکھلائے نہ دوں یہ غیر ممکن — کچھ آپکی میں کمر نہیں ہوں
بیجال سے کہے بچائے دونگا — عاشق ہوں نامہ بر نہیں ہوں

۱۱	وله	۲۰۵

یہانتک طول تھا ہی ہم نفس کل ہجر کی شب میں — دعائیں جاگ کر سو رہیں آغوش مطلب میں
یہاں ہوں کچھ نکل جاتی ہے منہ سے ضبط مطلب میں — کہ ہو جاتی ہے ریزش نشتر جام لبالب میں
ہیں حضرت سلامت کہکی صلواتیں سناتی ہیں — غضب کے شیخیاں ہیں انکی دشنام مودب میں
مری آنسو کے قطرے ہیں جسے سب شبنم سمجھتے ہو — ٹپکتا ہے لال اشک چمن کردامن شب میں
یہانتک راہ دیکھی زلف شب پر نور پیری سے — کہیں آنسو ڈھلک آئیں نہیں چشم کوکب میں
کہ قوت زندگی کی یاد ابرو پاک کرتی ہے — تو اب گلتا ہے علی انیش عقرب میں
لیے انکا ساقی نے ہزاروں جعن گردیر — نگاہیں ڈھب کرہ گئیں جام لبالب میں
بلندی پیر اقبال محبت خاکساری کا — نثار آہ خوابیدہ ہو کے پہلو کوکب میں
لب رخسار و کاکل چشم و ابرو سب کے بوسی — کہ نئی ہیں بہت سے لطف معجون مرکب میں
بہا ہے نور کا دریا تری چاہ زنخداں سے — بلندی حسن نے پائی لشیب سطح غبغب میں
یہانتک جذب کھلایا مری مشتاقی دل نے — کہ تاثیر حق دائیں جرح سے آغوش یارب میں

۳	وله	۲۰۶

لطف کہاں اب وہ ملاقات میں — بات نکلنے لگی ہر بات میں
تھی وہ اندھیری کہ خدا کی پناہ — تیرہ نصیبی چلی رات میں
۲۰۷ فضل خداوند اگر ہے نسیم — دیر نہیں حل مہمات میں ۱۱

تمکو بھی مشکل پڑی ہی گی عاشقونکی داد مین
دونو عالم ہین ہماری حلقۂ فریاد مین

پوچہ لو ہم جانتی ہین غنچہ لب گہٹ پڑہ ارکی
چشم وا پیمانہ شب ہی تمہاری یاد مین

بار ایجاب دعا ہی سر اوٹہاؤن کس طرح
حلقۂ احسان پڑی ہین گردن فریاد مین

کس تماشا دوست نے تجہکو تماشا کر دیا
کون لی آیا ہمین اس عالم ایجاد مین

منہ سی نکلی بھی نہین تہی صدا بسم اللہ عشق
پہلی ہی رونی لگی ہم مکتب استاد مین

جانب میخانہ جو پہنچی قدم رنجہ کیا
جام چہلکی خم لنڈہی رسم مبارکباد مین

لطف تکلیف قفس کچہ ہمسی پوچھا چاہیے
عمرین آخر ہوئی ہین خدمت صیاد مین

اور بھی تکلیف اے قاتل کہ ایذا دوست ہون
زخم منہ کہولے ہوے ہین لذت بیداد مین

برق نی اک طرز بیتابی مرا سیکہا تو کیا
سیکڑون باتین ہین ایسی خاطر ناشاد مین

غیرت دیوانگی کا سلسلہ کیا توڑیے
ننگ آتا ہی کہ جائین صحبت حداد مین

۲۰۸ بلبل بستان وحدت ہے نہال نسیم
عمر کو ضایع نکر اس گلشن ایجاد مین ۱۲

دل جگر باہم ہدف ہون سینۂ نخچیر مین
دو زبانین چاہین قاتل سنان تیر مین

سلسلہ تہا عقدۂ پیچ کا تقدیر مین
دی گرہ حداد نے ہر حلقۂ زنجیر مین

درد سے ناآشنا ہوتی ہین اکثر تیرہ دل
حشر تک آنسو نہ نکلا دیدۂ زنجیر مین

خواب چشم منتظر کو باعث تقصیر ہے
اسلیے بیداریان ہین دیدۂ زنجیر مین

میری قت کی جو کہینچی دست مانی نی شبیہ
جز ہجوم اشک خامہ کچہ نہ تہا تصویر مین

اسقدر ٹکرائی سر حبس سی آہن بھی شگاف
جی مین ہی پیدا کرین خانۂ زنجیر مین

پیرہن کچہ کہ رہا ہی میری قربانی کا حال
رنگ ہی جلاد ہر تحریر دامنگیر مین

کم نہوگی اپنی گردش چارہ گر تدبیر سی
صورت گرداب ہی سرگشتگی تقدیر مین

عصمت دیوانگی نی دی نہ رخصت ٹٹ کی
عمر بہر ہم نی بسر کی خانۂ زنجیر مین

سادگی دیکہو تمناے وصال یار سی
آج تک ہم ہین فریب آہ بی تاثیر مین

چھوڑ کر خط قفا جلاد نے کاٹا گلا — دو خط معکوس تو ام ہو گئی تحریر مین

۲۰۹ — ۲

گر کوئی جاہل نہ سمجھی شعر تیری اے نسیم
کونسا ترک ادب ہو جائیگا توقیر مین

ہی عجب تاثیر بیہوشی ہمارے حال مین — ہوش بیہوشیونسے نہین ہین کاتب اعمال مین
طوق نی آغوش پھیلائی ہمارے واسطے — بڑھ گئی زنجیر کوسون شوق استقبال مین

۲۱۰ — ولہ — ۲

وہ کسی ڈھب سے اگر آئے کہین قابو مین — دل کے مانند ہو بیچین ہی پہلو مین
اشک ہاتھونسے جو پونچھے تو کہا جھنجلا کر — آگ لگ جائے یہ گرمی ہے تری آنسو مین

۲۱۱ — ولہ — ۳

مر چکے جسپر کہ مرنا تھا ہمین — کر چکے جو کچھ کہ کرنا تھا ہمین
اشک ریزی بے سبب اپنی نہ تھی — عمر کا پیمانہ بھرنا تھا ہمین
بوسہ گر لیتے تو کھاتی ہان قسم — راستی سے کیا مکرنا تھا ہمین

۲۱۲ — ولہ — ۳

سمجھ کے تازہ خریدار گرم جوش ہمین — بلا رہی ہی نگاہ اجل فروش ہمین
لحاظ بے ادبی ہی اوٹھائین سر کیونکر — بہت فنونسے نہین التفات ہوش ہمین
اوٹھا سکینگے یہ تکلیف پیرہن کیونکر — لباس برہنگی ہی وبال دوش ہمین

۲۱۳ — ولہ — ۹

غرق بحر اشک ہین کیا حاجت احسن ہمین — چشم تر ہر روز پہناتی ہی پیراہن ہمین
رہنمائی تیرگی ہی منزل مقصود مین — شمع کی صورت فروغ رشتہ گردن ہمین
امتحان تیغ قاتل آج کرنا ہی ضرور — چاہیے ہی اور بھی گردن تہ گردن ہمین
دیکھ کر ہمکو گریبان چاک کہتا ہی ہلال — کھینچیے ہمسے گریبان کھینچیے دامن ہمین

بعد مردن بھی نہین شان جنون مین کچھ کمی
چاک ہر جا سی بلا ہی پہلوی کفن ہمین

فرط کاہش سی یہ حالت ہی کہ برسون ہو چکی
خواب مین بھی اب نہین آتا خیال تن ہمین

اب کسی ہی فرصت منت کشی ای باغبان
داغ دل کہلا رہی ہین جلوہ گلشن ہمین

آہ آتش بار سی طوق و سلاسل ہین گداز
موم سی بھی نرم ہی سنگینی آہن ہمین

غیر ممکن ہی امید صحبت پہلوی دوست
کم نہین رنج قضا سی منت دشمن ہمین

۲۱۴	ولہ	۱

موت کا ہی کہ قیامت تک اب آئیگی ہمین
سخت جانی حضرت عیسی بنائیگی ہمین

۵۱۶	ولہ	۱۴

سب ستم ساری وہ سامان مصیبت یاد ہین
ہم ابھی کنج قفس سی مرغ نو آزاد ہین

جوش خون ایسا بہا تن خشک ہی مانند بید
اور دیوانی ہین وہ جنکی لیی فصاد ہین

تا کجا فکر اسیری رحم ای صیاد کر
مورد بیداد ہین جو صاحب بیداد ہین

طامعان پرورش خیل مگس سی کم نہین
دو نہ دو کچھ پاسبان خانۂ قناد ہین

حکم ہی مرنی نہ پائین بسمل تیغ جفا
اوس ستم ایجاد کی کیا کیا نئی ایجاد ہین

ہم اسیران قفس کیا جانین لطف بوستان
مدتون سے مبتلای رحمت صیاد ہین

ایک سی رہتی نہین ہی گردش لیل و نہار
ساتھ ویرانی ہی اونکی جو یہان آباد ہین

آسمان عرش و کرسی ایک بھی خالی نہین
ہر جگہ دو چار اپنی مسکن فریاد ہین

ایک جا بیتابی دل سے نہین ہمکو قرار
صورت خاک پریشان رات دن برباد ہین

کونسا وہ گل ہی جسکی دید ہم کرتی نہین
عندلیب نغمہ سنج گلشن ایجاد ہین

کب یقین ہمکو بھی آغوش آئی ہوگی نیند
رات سی کیا کیا گمان خاطر ناشاد ہین

کس تمنا پر کسی کے بار خاطر ہوجیے
چند دن کو وارد دنیای بی بنیاد ہین

ہاتھ کہینچا جب جہان سے بی نیازی ہو گئی
کب کسیکی ہم بہلا منت کش امداد ہین

۴	خاکسار و نحوِ غرور طبع بیجا ہی نسیم اپنی منہ سے کب کہا ہمنی کہ ہم استاد ہین	۲۱۷

یہ لب جو بسے ہوے کیونکر نہین ہین — کہین گلبرگ لیکن تر نہین ہین

نصیب دشمنان ہان کچھ تو گذرے — کہ رخسارے تری انور نہین ہین

مبارکباد آزادی ہمین کیا — یہان مدت سے بال و پر نہین ہین

نپوچھو شمع سے تکلیف ہستی — کہ شب بھر مین ہزارون سر نہین ہین

۴	ولہ	۲۱۸

رہی دو چار دن کی سیر اب بستر اوٹھاتی ہین — عدم مین بھی نہ بہلا جی کہین ہم اور جاتے ہین

ہماری بعد قاتل انتظار چند دم کرنا — کہ مشتاق قضا مین اور بھی چار آتی ہین

ہمین لوٹا ہی کس ظالم کی دزدیدہ نگاہون نے — نہ سینہ مین جگر باقی نہ دل پہلو مین پاتی ہین

ابھی دیکھی نہین تمنی اثر جذب محبت کے — کرو انکار دیکھو کسطرح سی کھینچ لاتی ہین

۴	ولہ	۲۱۹

الفاظ و معانی کی کروٹ جو بدلتے ہین — پہلو مری مطلب کے پہلو سی نکلتی ہین

شکل اور بدلتی ہی جب شکل بدلتی ہین — ہمصورت اشک اکثر پاؤن ہی چلتی ہین

کچھ زور نہین چلتا جب زور نہین چلتا — وہ کس طرح میری قابو سی نکلتی ہین

فصل آئی ہی یہ کیسی کس جوش پہ ہی مستی — بو دیتی ہین گل مسلی ہم عطر جو ملتی ہین

۸	ولہ	۲۲۰

کرشمی غمزی سب او فتنۂ عالم سمجھتی ہین — تری اس چشم دزدیدہ کے تیر سم سمجھتی ہین

نظر مین بے ثباتی ہی یہانتک دار فانیکی — صدائے خندۂ گل نالۂ ماتم سمجھتی ہین

ڈراتا ہی کسے واعظ عذاب روز محشر سی — قیامت اک خیال کاکل برہم سمجھتی ہین

سوال مخلصے سی ہمکو اپنی یاد کیا حاصل — بہار گلشن ایجاد کو اک دم سمجھتی ہین

جگہ کیونکر نہ دین اپنی دل محروم راحت مین — ایسی وقت تنہائی تجھی ہم غم سمجھتے ہین
گمان نطق سے کشتوں پہ جلکم سر پاشی ہی — دہان زخم چسپیدہ لب باہم سمجھتی ہین
دل صد چاک بھر آتا ہی بی تکلیف ہر ارد — سر شک دیدۂ خونبار ہم مرہم سمجھتی ہین

۲۲۱	نسیم دہلوی ہم موجد باب فصاحت ہین کوی اردو کو کیا سمجھی گا جیسا ہم سمجھتی ہین	۱۰

کیون حوصلہ ستم کا مری جان رہا نہین — کیا تیری دل مین اب کوی ارمان رہا نہین
یہ رحم ہو نصیب عدو مین تو مر چکا — اب میرا حال قابل احسان رہا نہین
اوس بت کو دیکھ آئی و سمجھی سی کہتی ہین — کوئی جہان مین جو صاحب ایمان رہا نہین
حد ہی شوخی آئین کب کہ بہلتا ہی مزاج — کیا آپکا خیال مجھی آن رہا نہین
ڈرتا ہون بدمزاج کہون کس طرح کہ ہین — دو روز گھر میرا آپ کی مہمان رہا نہین
بس بس معاف حوصلی اپنی ٹھکانہ تو — ای چارہ گر مین قابل درمان رہا نہین
امید وصل مین ہے وہ خود رفتگی مجھے — تیرا بھی خوف ای شب ہجران رہا نہین
مدت ہوی فراغ تعلق ہی جنون — اب ہاتھ کیا پڑے مین وہ گریبان رہا نہین
کسکو فروغ حسن سی تیری امان ملی — کیا میری طرح آئینہ حیران رہا نہین

۲۲۲	بیری مین التفات محبت ہی کیون نسیم گذرا شباب عمر وہ سامان رہا نہین	۳

ای بخیہ گر معاف یہ احسان کر نہین — چھپ جائین سینہ کھائی وہ زخم جگر نہین
گو فرد قبول دعا ہی مگر مجھے — احسان بخت بد سی امید اثر نہین
کیا کیا رہی نشیب و فراز نظر مگر — ثابت یہی ہوا کہ دہان و کمر نہین

۲۲۳	وله	۱

میری مرنے کی خبر سنکر وہ کچھ شادان نہین — ہای اب کیا کیجی یہ بھی اوسکی ارمان نہین

اشک میری پاؤن پہ ہی ٹپکے تل تل سی حنا
تم اگر آؤ تو حاضر کونسا سامان نہین

آہ میری نامرادی کسقدر منظور ہے
لطف بہی اوسکا مجہی چاہے جسمین کچہ احسان نہین

التماس حال کرتا ہون مین رو رو کر تو کیا
در عبث ہی اشک کا قطرہ کوئی طوفان نہین

سرنگون مجکو کیا کیون اسی ہجوم انفعال
یہ تو شرم گفتگو ہی شکوۂ جانان نہین

دیکہ ظالم کیا سکہایا جلد اشک گرم نے
تر ہوا لیکن آنکہین تر دامن مژگان نہین

آتش فرقت کی ہی اپنی احسان کے رہنا خوب تہا
گو لبی سے مگر کچہ بہی مزا ہجران نہین

کسکی وزدیدہ نگاہین سینی مین گڑ گئی ہین گہر
پہر یہ کیون کہتی ہو میری دلمین کچہ ارمان نہین

یہ تو مشکل ہی کہ مین ہو جاؤن کبہی یکدم غیر
آدمی ہون کچہ تمہارا خندۂ پنہان نہین

۲۲۴	ہی جدا مین پر رحم کی مرضی تو بر عکس ہے یہم کشمکش سی ہم کو حاصل فراق جان نہین	۳

اظہار مدعا مرے تقریر مین نہین
مضمون صاف ایک بہی تحریر مین نہین

تکلیف کشمکش سے خدارا معاف کر
حالت اب ہی جیتون کی زنجیر مین نہین

ظالم عزیز رکہتے ہین اکثر فروتنی
تم کس گہڑی عیان وہ شمشیر مین نہین

۲۲۵	وله	۱

شوق شراب خواہش جام و سبو نہین
ہی سب حرام جیسی کہ پہلو مین تو نہین

۲۲۶	وله	۱۷

تمسے کیا تشبیہ دون مکہڑے کی یکسو نہین
ماہ نو ابرو نہین ہی ماہ کامل رو نہین

اسقدر مفلس ہوا ہون دی گہر سی شال
مدتین گذرین کہ میری آنکہین آنسو نہین

آدمی کیا ہو گیا ہمزاد بہی تیرا طبیع
اہی پری کس کس تیرا سایہ جادو نہین

ربط باہم کے فری باہم رکہنی ہین
یاد رکہنا جان جان کہین میں تو نہین

آنکہ کی تل کی سیاہی مشک سی ہی کچہ زیادہ
کسطرح اسکو کہین ہم نافۂ آہو نہین

یہ وہ سم ہی آتے آتے جو زبانتک جانتک
نوش کی قابل لعاب افعی گیسو نہین

طوق ہوکر رہ گئی ہی ہان کسیکے یہ نگاہ
حلقۂ نظارہ ہی یہ حلقۂ گیسو نہین

بے ادب قاتل نہو تیغ نگہ بس ہی ہمین
سینہ اپنا آشنائی زحمت زانو نہین

نوجوانونکے سبب سے یار دیرینہ چھٹے
مدتین گذرین کہ دلکو صحبت پہلو نہین

ہین وہ وحشی ہون کہ بعد از مرگ ہی میرا غبار
کونسے دن طوطیا ہی دیدۂ آہو نہین

حادثات دہر سی کسنے کی پایا ہی فراغ
جا بجا آبی خطوط موج سے آنو نہین

ظاہر و باطن مین ہی رغزار لسی اتحاد
کوئی گل ایسا نہین ہی جسمین مطلق بو نہین

کینۂ صیاد سی کیسی سبکدوشی ہوی
نہر ہین گردن نہین سینہ نہین بازو نہین

تیرہ بختون کو شہادت کا اشارہ خال ہی
کچھ تو ہی یہ بے سبب نقطہ تہ ابرو نہین

ہر کدورت سے صفا ہی لباس عاجزی
یہ وہ جامہ ہی کہ جو محتاج شست و شو نہین

کیا کرین بے اختیاری سی نہین کچھ اختیار
آپ پر قبضہ نہین ہی موت پر قابو نہین

٥	کس گھڑی ہی ہمکو فرصت یاد حق سی ای نسیم کونسا دم ہی جو لب پر اپنے ذکر ہو نہین	٢٢٧

جو کہ ممسک ہین کسیکو دل مین جا دیتی نہین
زخم باطن تک باطنکی ہوا دیتی نہین

ساتھ اپنا مدتونکی آشنا دیتی نہین
کیا کہا تھی کہ نالی ہی صدا دیتی نہین

یہ وہی لب ہین جنھی شبکو نصیب دشمنان
آپکی بوسی ہی ہمکو اب مزا دیتی نہین

واہ رہی مطلب شناسی سننکی جبکی ہو رہے
عرض مطلب مین جو اپنے غا دیتی نہین

آپکے اشفاق بھی عزین معلوم ہین
ہمکو پہلو مین بٹھا کر کیا اوٹھا دیتی نہین

١٦	ردیف واو	٢٢٨

دوستی کہتی ہین کسدرجہ برابر آنسو
ساتھ آتا ہی ہر آنسو کی برابر آنسو

نوک مژگان سے شبک ہی دل نو نظر
پانی مین بال ہی ہی صد رشتۂ گوہر آنسو

قطرۂ خون تری خنجر پہ نہین او قاتل — دیکہ بہرلائی ہین یہ دیدۂ جوہر آنسو
صبح کو لوح جبین مشق رقم ہوتی ہی — شب کو دہو ڈالتی ہین حرف بقدر آنسو
ایفلک گریۂ پنہان ہی یہ کسکی غم مین — دامن ابر سے چہنتے ہین برابر آنسو
گریۂ یاد الٰہی نہ سمجہنا بیکار — ایک دن بخشین گے سیرابی کوثر آنسو
اشک سے ہمکو زیادہ نہ وفادار ملا — نکل آئے دم مردن تہ خنجر آنسو
سرد مہری بتان نے جو رولایا ہمکو — بنگئی جہلکے مرے آنکہ مین پتہر آنسو
گریۂ گرم نے خنجر کو بنایا آتش — تہے مگر ہم اثر پارۂ اخگر آنسو
آبشار اشک کے کام آتی ہین عریانی مین — کہ اوڑہا دیتی ہین اکثر مجہی چادر آنسو
غم سے معشوق بہی خالی نہین شبنم سی گلو — رکہتا ہی دامن ہر برگ گل تر آنسو
بادۂ یار پیون شرط وفا سی ہی بعید — جانتا ہون قطرات مے احمر آنسو
شوق نظارۂ جانان مین فلک روتی ہین — دامن چرخ پہ ہین دانۂ اختر آنسو
ڈہونڈہتی رہتی ہین کیا کیا مری آنکہین اوسکو — ایک ہی ہوتا ہی دامن سی جو باہر آنسو
گریۂ چشم بہی ہوتا ہی عجب کیا اسکا — کہا کرتے ہین زخمونسی بہی اکثر آنسو

۱	گوشۂ چشم مین بنجاتی ہین گوہر آنسو	یاد دندان پہ مری جو ستی ہین نسیم	229

مرگ الفت نے یہ دی راحت کہ قاتل مجکو — آگئی نیند تہ خنجر قاتل مجکو

۹	ولہ	۲۳۰

کس سے تمثال وہ ون بدن لا مثال کو — پہنچا کبہی خیال نہ میری خیال کو
ظالم دل اسیر سمجہے ہوگا خاک پر — جنبش اگر ہوئی تری کاکل کی بال کو
قاتل سے لطف سی یہ ہیانتک ہین داغ — دست دعا نہین جو اوٹہائین سوال کو
وحشی وہ ہون کہ جان کو سیتی رہی گی — مجہسے بہلا مثال کہان ہی غزال کو
سے پائین آبلے ہین نہ صحرا مین خار — حیرت نہ کسطرح ہو تری پائمال کو

آنیکے انتظار مین تیرے بسر کیا — انفاس وہ وقت روز شب ماہ و سال کو
لاغر وہ تھا کہ چشم جہان سے نہان رہا — تھا صاحب کمال نہ پوچھا زوال کو
لذت سے چھٹ سکے نہ سنان خدنگ ناز — پوچھا نہ بیر از ستم جگر اندمال کو

۲۳۱	ترسان عذاب قبر سے ہوتا ہے کیون نسیم حامی سمجھ تو اپنا محمد کی آل کو	۱۱

غور کرنا دوستو سمجھ ناتوانی حال کو — آئینہ محتاج ہے نظارۂ تمثال کو
دیکھنا تھا ہائے کس پیچ و نشین کی چال کو — خاک کی پتلے مین آئی روح استقبال کو
سر کٹے لاکھون بلا سے آبرو باقی رہی — شمع نے جنبش نہین دی پائے استقلال کو
بڑھتی بڑھتی اشک دامن تک گذر کرنے لگے — رفتہ رفتہ گود مین لینا پڑا اطفال کو
کاتب تقدیر کو کچھ اور ہی منظور تھا — لکھتے لکھتے رہگیا نقطہ بنا کر خال کو
تاج گوہر سر پہ پہنا آبلون سے خار نے — وقف صحرا کر دیا ہمنے جنون کی مال کو
بے تکلف جلوۂ حسن صنم تھا اسقدر — مہر کو رخ مہ کو عارض قد سمجھا چال کو
لاغری نے کر دیا ہمکو برنگ شعر نی — اب بجز آواز صورت تک نہین تمثال کو
اب نہین حاجت جو ہون ممنون عیسی قضا — جنبش لب یار کی کافی ہے دفع حال کو
روشن و تاریک مین یکسان نظر آنکو ملا — مصحف و کاتب کی نقطہ مین سمجھا خال کو

۲۳۲	مصطفی سی ہے تجھے چشم شفاعت اے نسیم بخش دیگا ایزد برحق تری افعال کو	۳

اور چندے صبر کر دل ہے فنا ہر کام کو — ایکدن ہوتی ہے گردش گردش ایام کو
بعد خواب مرگ بھی آنکھین ہین وقف انتظار — لطف بیداری چھپا ہے مر آرام کو
کس کی یاد ہی ہے جو اس بلندی کا ظہور — ہمسر عرش معلی دیکھتے ہین بام کو

۲۳۳	ولہ	۴

دی ہی عجب تاثیر خدا نی کچھ میری افسانی کو — رو کے اوٹھا وہ پاس سے میر جو آیا سمجھانے کو

نعش تیری مقتولکی جب تجویز ہوی لیجانی کو — ابر ہوا آمادۂ گریہ رعد اوٹھا چلانی کو

مستونکی بدمستی نے ویرانہ کیا میخانی کو — توڑا ہر سر پیالہ و مینا چور کیا پیمانی کو

ناز اجل اب کیون اوٹھاوی آج نہ آئی کل آئیگی — ابروے قاتل تیغ کشیدہ کافی ہی جانی کو

۲۳۴	ولہ	۷

ڈرتا ہون آپکی خفگی کا سبب نہو — فریاد بے لحاظ سے ترک ادب نہو

حیرت ضرور ہوے گی مری سرگذشت پر — یہ حال وہ نہین جو کسی کو عجب نہو

اے دل ستمگرون کی محبت سے ہی گذر — وہ یار ڈہونڈلی جو اذیت طلب نہو

ہو کچھ کہا وہ پھر کبھی آئی نہ تا دہن — جو کچھ ہوا ہوا یہ رہی پاس اب نہو

مجنون تو ہو چکا یہ نہین ہی مجہی پسند — میرا وہ نام ہو جو کسیکا لقب نہو

ممکن نہین کہ ساتھ چھٹی زلف سی — ایسا بہی کوی دن ہی کہ جسکے نکلتے شب نہو

۲۳۵	اچھی نہین ہے یار سی بیہودہ چھیڑ چھاڑ کچھ خیر ہی نسیم بہت بے ادب نہو	۱

ایجان کیون نہ عاشق مغرور بل مین ہو — اوس دلسے پوچھیے کہ جہان تو بغل مین ہو

۲۳۶	ولہ	۲

عجب سے کیا احبا دیکھتے ہو — او نہین دیکھو مجھے کیا دیکھتے ہو

خبر بھی ہی یہ ہوتا قتل ہے کون — یہ کسکا تم تماشا دیکھتے ہو

۲۳۷	ولہ	۹

مزہ مطلع کا دی فکر دو پہلو تو ایسی ہو — ہین جیسی برابر بیت ابرو ہو تو ایسے ہو

نظر آتی گہٹا کیفیت مو ہو تو ایسی ہو — جگر ہو جاتی پانی موج گیسو ہو تو ایسی ہو

مری ایذا کے بخشی دلکو ہر کروٹ بلنی مین — کہٹک نشتر کی ہو تکلیف پہلو ہو تو ایسی ہو

کیا سوز باف کے پیچون نے قیدی یار چوٹی کو
بجا ہی گر کہین زنجیر گیسو ہو تو ایسی ہو

فروغ حسن نے بخشے جو شعلے کاکلی لو مین
کہا شاعر نے شمع شام گیسو ہو تو ایسی ہو

صفا ہی بنکی جب پڑا عکس اونکی چہرے کا
پکاری دیکھنا تصویر زانو ہو تو ایسی ہو

دم فریاد بیہوشی رہی ہمکو قیامت مین
نہ پہچانا ادہی تاثیر جادو ہو تو ایسی ہو

زبان فصیح نکلے روح لفظ مرحبا کہکر
مری قاتل توان دست و بازو ہو تو ایسی ہو

نکلتے ہین برابر اشک سیری تو آنکہ ہو ایسے
متاع درد دلکی کی ترازو ہو تو ایسی ہو

۲۰	ردیف ہای ہوز	۲۳۸

کسکو غرض ہی جو اسیر بلا کے ساتہ
بیکس وہ ہون اثر بھی نہین ہے دعا کی ساتہ

ہین دور غیر پاس نکہ بے نیاز ہون
اوبت نگاہ کر کہ نہین کچہ خدا کی ساتہ

کیا بات ہی لطافت جسمی جو ہو نصیب
پستا نہین ہی رنگ حنا کا حنا کی ساتہ

ممکن نہین نصیب ہو جبکی رحم کو رفیق
دیکھی نہ ایک روح بھی ہمنی قضا کی ساتہ

لیجائیے ابھی بھی سبکدوش ہون کہین
رکھیے بری امید بھی اپنی حیا کی ساتہ

باتین سُنی عتاب اوٹھائی غضب ہے یہ
کس کسطرح ذلیل ہوئی للکولا کی ساتہ

جب لیچلے اوٹھا کی جنازی کو اقربا
محرومیان مری ہوئین آنسو بہا کی ساتہ

وہ خاک ہون زمین نے نہ جسکو کیا پسند
ٹہیرا نہ ایکدم کہ اوڑا مین ہوا کی ساتہ

کہتے تہی وقت نزع بہی روح بار بار
ای جسم دیکہ جاتی ہین تنہا ہما کی ساتہ

یہ بی سبب نہین کہ جو ٹہنی ہین سیکڑون
شاید کچہ اور بہی ہی تری نقش پا کی ساتہ

واعظ لحاظ بادہ پرستی ضرور ہی
تو بہی شریک بزم ہو ساغر اٹہا کی ساتہ

حرفو نکلے بوسے لفظ کا منہ چومتا ہو مین
الفت ہی مجکو سلسلۂ مدعا کے ساتہ

رکتا ہی بال بال مین قدرت خدا کی ہی
شانہ بہی ناز کرتا ہی زلف دوتا کی ساتہ

دامن مین پا شکستہ دل مین ملا ست لیجیئے آہ
کیا کیا دیا نہ آپنی پیجان لاکے ساتہ

فریاد کی یہ تبسم نے وقت فراق روح
افسوس آشنا ہی نا آشنا کی ساتہ

روشن ہین خود بخود مری سینی مین استخوان
اس شمع کو نہین ہی تعلق ہوا کی ساتہ

گر دل دیا بتونکو تو کیا اس سی فائدہ
الفت بشر کو چاہیی اپنی خدا کی ساتہ

گھبرا گئے تم ایک ہی عرض بیان مین آج
سو حسرتین ہین اور مری التجا کی ساتہ

ہنس ہنس کے حکم قتل سناتا ہی دلربا
کچہ لطف بہی شریک ہی طرز جفا کی ساتہ

۲۳۹	کیا التماس حال کرون آپسے تبسم پہر سابقہ ہوا ہی اوسی بیوفا کی ساتہ	۲

ہستی چہپی ہوئی ہی عدم کی خبر کی ساتہ
پوشیدہ ہی نشان دہن ہی کمر کی ساتہ

صیاد کے عذاب نے بے فکر کر دیا
امید مخلصی ہی گئی بال و پر کی ساتہ

۲۴۰	ولہ	۱۴

ہو اہل کرم کیا مین کہون تم سی زیادہ
وہ می ہو جسمین بدل چشم خم سی زیادہ

مرنیکے کو میرے عیش سے بہتر ہو سمجہتے
ماتم کی تمنا ہے ترنم سے زیادہ

اشکون کی جو بارش سی نکلتی ہین صدائین
غل ہوتا ہی دریا کی طلاطم سی زیادہ

کیا سوجہتی ہو آؤ گلے سے مری ملجاؤ
گہبراتا ہی انسان تفہم سے زیادہ

وہ رات کی مہمان نگران ہین شب دیجور
آنکہین مری واہوتی ہین انجم سی زیادہ

تکلیف سخن اوسمین جلاتا ہی یہ رنج
ہی آپکا اعجاز تکلم سے زیادہ

رکتے نہین بر سو نسے مری جوشش گریہ
ہی قصد کہ بڑہ جائے قلزم سی زیادہ

شاکر رہی تقدیر پر انسان تو بہتر
ملتا نہین کچہ رنج و تالم سی زیادہ

یہ زیر قدم آپکے رہتا ہی شب و روز
عزت مری بستر کی ہی قاقم سے زیادہ

افزائش بیجا سے بہا تم ہی نہین خوبی
رکہتی نہین وقعت جو ہو سم سی زیادہ

فیض لب جان بخش سی جیتی ہین ہمیشہ
مر جاتے ہین شمشیر تبسم سے زیادہ

روتے ہیں وہ منہ پھیر کے کیونکر کہیں بیدرد
دکھتا ہی جو دل میری تظلم سی زیادہ

کہتے ہیں جو کہنا ہو وہ دو بات نہ کہیے
گھبراتا ہوں میں طول تکلم سے زیادہ

لاریب نسیم آج ہو یے مثل جہاں میں
اس فن میں نہیں اور کوئی تم سی زیادہ

۲۴۱	ردیف یای تحتانی	۴

راحت سے جو تکلیف کی تاثیر بدل جائے
غالب ہی جگر میں خلش تیر بدل جائے

چاٹے جو لہو ظلمت تقدیر بدل جائے
سرخی سے سواد جگر تیر بدل جائے

ایجاں کوئی مصر کوئی ہو یہ کامل
وہ عارضوں میں صورت تنویر بدل جائے

گر مجکو رولایا تو ہنساؤ بھی کوئی دم
اب اور طرح پہلوئے تقریر بدل جائے

۲۴۲	ولہ	۷

بیتابی فراق سے عالم بدل نجائے
نالہ فراز عرش سے آگے نکل نجائے

وہ مجسے بن گئے خبر مرگ غیر سن
بی اختیار نالہ دہن سے نکل نجائے

روتے ہیں صد یار سے بلا راضی صبح کی ہم
جو طفل اشک آنکہ سے ٹپکے مچل نجائے

وقت وصال عاشق و معشوق ایک ہے
ٹہنڈی ہی اگر ہو شمع تو پروانہ جل نجائے

ابرو کھنچے ہی رہی صف مژگاں بہری رہے
خم تیغ کا مٹا و نہ خنجر سے بل نجائے

شام فراق ہی وہ اندہیری کہ خوف ہی
پیغامبر جناب قضا کا دہل نجائے

۲۴۳	کس آب و تاب پر رخ شفاف ہے نسیم پای نظر ہزار جگہ کیوں پہسل نجائے	۱۰

کیا دل میں ارادہ ہی جو بازہی کہ آئے
بیٹہو رہے جی طور تمہارے نظر آئے

کب مرگ سے فرصت ہی یہاں نامہ بر آئے
کچھ اور خبر جائیگے جبتک خبر آئے

نکلے نہ سلامت تری کوچی سی کبھی ہم
کچھ لے ہی گئی سر پہ بلا جب ادہر آئے

کیا غم ہی اگر جان گئے غیر بلا سے
ہم خوش ہیں کہ خالی نہ پہری کچھ تو کر آئے

تم زلف کو کہو لو کہ سحر ہونے نہ پائے — جبتک کہ شب وصل کی شام و گر آئے
اغیار تمہین بادۂ گلرنگ پلائین — آنکہ ہمین لہو کیون نہ ہماری اوتر آئے
قاتل نہ ہی حاجت تکلیف دوبارہ — سر پر جو پڑی ہاتہ کمر تک اوتر آئے
کی سیر جو اس زندگی چند نفس مین — دنیا کے تماشے ہمے کیا کیا نظر آئے
ہر ایک پہ قاتل کی عنایت تہی برابر — دنیا سے مری ساتہ بہت ہم سفر آئے

۹	خاموش نسیم اب سخن ہرزہ کہان تک بکتے ہی چلے جاتے ہو بس تم جدہر آئے	۲۲۴

جواب دیکہیے کب لیکے نامہ بر آئے — دہڑک رہا ہی مرا دل کہ کیا خبر آئے
دیا قضانے ہمین مژدۂ فراغ حیات — کہ آج تابدہن پارۂ جگر آئے
شب فراق تہی نالان شب اجل خاموش — کہین ہی جی نہ لگا آہ ہم جدہر آئے
نشان بجے اوبہرے ہین یہ کسکے بوسونکے — کہ دونون صفحۂ رخسار پر ابہر آئے
ہوا سی سیر چمن تہی قفس نصیب ہوا — کمال جبکہ درستی پہ بال و پر آئے
تمہارا عقدۂ کاکل کسے سی کیا سلجہے — کہ پیچ کہاکے جہان حلقۂ نظر آئے
دعا قریب اثر تہی تمہاری کہنے سے — فراز عرش سے نالے مری وتر آئے
وہان مجہی لیے جاتا ہی او دل بیتاب — کہ جس گلی سے ہزارون بریدہ سر آئے

۹	نسیم لطف سخن آپ پر تمام ہوا کہے وہ شعر کہ شہرت جہان مین کر آئے	۲۲۵

لو دلکی رہی دل ہی مین حسرت نہ بر آئی — ساغر نہ بہرا تہا کہ اجل کی خبر آئی
بے پردگی اب اونکی مبارک ہو عدو کو — نظارے سے اپنی تو اجل پیشتر آئے
اب عیش کا اور غم کا برابر ہوا رشتہ — وان جام لبالب ہی یہان چشم بہر آئی
کیا چیز ہی نظارۂ حسن رخ جانان — جس دم سی گئی پہر کی نہ ہم تک نظر آئے

کچھ خبر نہین چرخ و زمین کی نظر آئے — پہر جوشش زاری پہ مری چشم تر آئی
تیغ نظر یار سے مقتول ہے عالم — معلوم نہی کچھ کہ کدہر تہی کدہر آئی
بلبل کے تو قسمت مین وہی کام قفس ہی — کیا فائدہ ہی باد بہاری اگر آئے
کیا پوچھتی ہو ہائی بسر ہوتی ہی کیونکر — نالو نسے کٹی رات تو غم کی سحر آئے

۲۴۶	ہر شعر نسیم جگر افگار ہی خورشید عالم مین مری فکر رسا نام کر آئے	۱۰

آیا ہے خیال بیوفائے — کیونجی وہی گفتگو پہر آئے
اوبت نہ سنے گا کوئی سب سے — کیا تیری ہی ہو گئی خدائے
روکو روکو زبان روکو — دینے نہ لگو کہین دوہائے
صحرا مین ہوئے گہر فشانے — کام آئی مری برہنہ پائے
چاہا لیکن نہ بچ سکے ہم — آخر تیغ نگاہ کہائے
تہوڑا کانٹون نے آبلون کو — برباد ہوئے مری کمائے
بوسہ ہم آج مانگتے ہین ۂ ۂ — کہتے ہین قسمت آزمائے
توبہ شکنی شباب مین کر — کب تک ایجان پارسائے
کاٹا دن تو تڑپ تڑپ کر — آفت کی رات سر پر آئے

۲۴۷	رخصت ہے نسیم جلد دیکہو کر لو گر ہو سکے بہلائے	۷

اب وہ گلی جائے خطر ہو گئے — حال سے لوگون کو خبر ہو گئے
وصل کی شب کیا کہون کیونکر کٹے — بات نہ کی تہے کہ سحر ہو گئے
دیکہیے اے ضبط یہ دعوی تری — رات جدائی کے اگر ہو گئے
حضرت ناصح نے کہی بات جو — ہم اثر درد جگر ہو گئے

مین نہوا غیر ہوی مستفیض ✤ تیری نظر تھی وہ جدھر ہو گئے
یاد کسی کے مجھے پھر اندنون ن جوش زن دیدۂ تر ہو گئے
کس کے ہم آغوش کا تھا عزم جو زلف تری طوق کمر ہو گئے

۲۴۸ — ولہ — ۴

ہمنفس پھر آہ و زاری ہو گئے پھر وہی حالت ہماری ہو گئے
بے سبب ہر بات مین آزردہ گے کیا بُری عادت تمہاری ہو گئے
ہمنفس سب کچھ سمجھتے ہین مگر کیا کرین بے اختیاری ہو گئے
آ اگر آنا ہے او وعدہ خلاف اب تو آخر رات ساری ہو گئے

۲۴۹ — ولہ — ۶

الطاف جو وہ آپکے پائی نہین جاتے تکلیف تو کیا ناز اوٹھائی نہین جاتے
اللہ رے بیدردی مدفن عاشق دو اشک بھی آنکھون سے بہائی نہین جاتے
جو ہمپہ گذرتی ہی کہین جلد گذر جاے ہر روز کی صدمی تو اوٹھائی نہین جاتے
دشنام تمہاری لب شیرین سی سُنین کیا وہ تلخ نوالی ہین جو کھائی نہین جاتے
مے دینے مین یہ بخل ذرا سوچ تو ساقی پیاسے بھی دو گھونٹ پلائی نہین جاتے
کوئی نہ پھرا قافلہ ملک عدم سے کیا پانون کٹی ہین کہ اوٹھائی نہین جاتے

۲۵۰ — ولہ — ۳

ای سبحان اللہ کہین کی تری سنی نہین جاتے ہان سچ ہی کہ بگڑی ہوئی عادت نہین جاتے
نشتر ہوے بیکار تھکے بازوی فصاد اسپر بھی کسی دم مری وحشت نہین جاتے
سر کاٹ لیا اب بھی کسی نذر کو قاتل مُردونکی بھی مرگ بھی ہمت نہین جاتے

۲۵۱ — ولہ

کب آئی مری پاس وہ برہم نہین ہوتے کس عید مین سامان محرم نہین ہوتے

دیوانونکو دنیا مین کبھی غم نہین ہوتے
عیدین ہین یہان روز محرم نہین ہوتے

تصویر کو کیا خوف ہی شانیکی خلش سے
وہ طرۂ گیسو ہین جو برہم نہین ہوتے

کس خشک طبیعت کو میسر ہوی نرمی
سر شیشو نکے ظاہر ہی کبھی خم نہین ہوتے

یہ سچ ہی کہ بیوجہ بدلتی نہین خلقت
مردی جو ہین وہ نالۂ ماتم نہین ہوتے

کیا جانیی آتے ہین کہانسے مرے شکوے
کم ہوتے ہین ہر چند مگر کم نہین ہوتے

راحت مین بھی موجود ہی تکلیف جدائی
لب دونو دم قہقہہ باہم نہین ہوتے

آنسو مری آنکھون مین ٹھہرتی نہین دم بھر
یہ خرمن اندوہ فراہم نہین ہوتے

آویزۂ گل آتی ہین خالق کیطرف سے
کم موتیو تمسے دانۂ شبنم نہین ہوتے

زلفونکی تری جو ستے والی نہ مرین کیون
جو افعی ظالم ہین وہ بی سم نہین ہوتے

بیفائدہ ہی فکر مری چارہ گرون کو
سب زخم جگر قابل مرہم نہین ہوتے

فرق ازلی فلک سے یکرنگ ہو کیونکر
حیوان کبھی ہمصورت آدم نہین ہوتے

دل جانی کہ ہمجنس ہے اس بات کی تہ کو
محرم سی تری بات جو محرم نہین ہوتے

کیا مردہ پسندی ہی طبیعت مین خدایا
جلاد کی تیغونمین کبھی خم نہین ہوتے

۲۵۲	کسوقت نسیم جگر افگار کے افکار برہم صفت گیسوی برہم نہین ہوتے	۵

ہم تاب سوال لب سائل نہین رکھتے
اسواسطے پہلو مین کبھی دل نہین رکھتے

دامن نچھوڑا یون خفگی ہی کہ بجز مرگ
ہم اور تمنا کوئی قاتل نہین رکھتے

انکار یہی ہی کہ جفائین نہ اٹھین گی
دل رکھتی ہین پر آپکے قابل نہین رکھتے

روتے پہ اگر آئین تو عالم کو ڈبو دین
دریا مین بھی ہم دامن ساحل نہین رکھتے

۲۵۳	کیون ناز اٹھائینگے نسیم اہل دل کے حاجت نہین رکھتی کوئی مشکل نہین رکھتے	۱۰

ٹوٹے کانٹے تو زخم روئے
آنسو ٹپکے خراش پا سے

راحت طلبی سمجھ کے اے دل
ایسے بیدرد بیوفا سے

مطلوب وہی کہ جس کے فریاد
نکلے گا کام کیا دعا سے

رولین آؤ گلے لپٹ کر ہم تم
فرصت پھر ہو نہ ہو قضا سے

ہم تک بھی کوئے شمیم گیسو
اتنا کہہ دیجیو صبا سے

گذرے کیا جس سے بیان دیکھے
پوچھو تو اپنے مبتلا سے

۲۲	دیکھا اسکو تبسم دیکھا خاموش بیان مدعا سے	۲۵۹

خالی نہین فلک ہی جنون کی غذا سے
سینہ ہی طوق دائرۂ آفتاب سے

چھاتین شراب نور کی آنکھون مین ستیان
پیتی ہین بادہ ہم قدح آفتاب سے

اے چرخ تیر آہ ہمارخصت آشنا
سینہ چھپا رہی سپر آفتاب سے

رہتی نہین کسیکی ہمیشہ برہنگی
پائی زمین نے چادر نور آفتاب سے

دیو شب فراق نے کسکا لہو پیا
آتی ہی بوی خون قدح آفتاب سے

محو خیال ہون تب دیرینہ ہی سمجھے
مانگو دوا کی واسطے قرص آفتاب سے

ہر وقت حسن دختر رز کی ہی ٹکٹکی
آنکھین لڑی ہوئی ہین مری آفتاب سے

نظارہ ہائی حسن ہی سینہ ہی داغدار
حاصل ہی آفتاب مجھی آفتاب سے

ابرو کتاب حسن مین پائی جو انتخاب
یہ بیت یاد کی ورق آفتاب سے

احسان لونگا بعد فنا ناتوان ہون
شرمائیگی نہ لاش کفن کی حجاب سے

نادیدہ مید بھی تیری آفت سی کم نہ تھے
بی پردگی ہوئی مجھی طرز حجاب سے

ساقی نگاہ مست تری کام کر گئے
ٹپکی شراب شوق جگر کی کباب سے

ادا ب حسن مین مجھی لب بستگی رہی
نکلے نہ بات بھی دم پرسش حجاب سے

فریاد تشنہ خنجر کی گیا ہمین ؛
خوابیدگان عشق نہ چونکینگے خواب سے

سینہ کیا شگاف رولایا نہین غضب
دہوئین کدورتین جگر آب آب سے

قاتل ہمارے قتل مین تاخیر چاہیے
اٹکی گلے مین گھونٹ نہ خنجر کے آب سے

زاہد کی کچہ پسند نہین برگزیدگے
باہر ہی عشق کے ورق انتخاب سے

تاثیر جذب شوق نہ بیکار جائیگی
مستی کو کھینچ لینگے حجاب شراب سے

یہ لطف پہر کہان جو نہین بی نیازیان
طفلی کو پیر سے ننگ ہی شیب و شباب سے

کیا کیا زبان تیغ کی بخششین جلادین
لبریز ہین وہان جراحت لعاب سے

میرا ہی دوست خود سبب دشمنی ہوا
آئین خرابیان دل خانہ خراب سے

۲۶۰	ہان ای نسیم اپنی شفاعت کیواسطی حاصل کرینگے خاک در بوتراب سے	۱۹

کیا سبب کیون چپ ہین زخمونکی دہن تقریر سے
ہوگئی رنجیدگی شاید زبان تیر سے

حل مشکل کیجیے آہ رسا کے تیر سے
چھوٹ جائی مرغ زرین دام چرخ پیر سے

کھینچتا ہی نقشہ گلزار مانی کیا عجب
بلبل تصویر نکلی بیضۂ تصویر سے

بخت خفتہ نی سلایا تیری دیوانی کا پانو
جوشش غفلت ہی پیدا دیدۂ زنجیر سے

محنت دیوانگی نے کچہ نہ پیدا کیا
نخل کی جا شور نکلا دانۂ زنجیر سے

تشنہ در دیدہ ہی زخمون مین قاتل تس لیے
دیکہ کیا پانی چرایا ہی تری شمشیر سے

کم نہین ہے تا کسی صورت سی زخمونکا سکوت
کہدی افسون دم کیا قاتل دم شمشیر سے

بعد مردن بھی یہی کہتی ہی باہم استخوان
تیری دیوانی کی مٹی دانۂ زنجیر سے

چشم وحشت خیز میں کہین پانی کی بہار
مانگ لین آنکہین ہرن کچہ دن اگر زنجیر سے

عصمت دیوانگی ہین ننگ آزادی ہی کہ
شرم ہو کیونکر نہ ہمکو خانۂ زنجیر سے

جوش پر یکسان ہی ہی زاری دیوانگی
مدتون آنسو بہی ہین دیدۂ زنجیر سے

چپ ہین شاید مرگیی مسکن گریبان جنون
جو نہین آتے صدا ہی خانۂ زنجیر سے

درد نوشی کی عوض ہی درد نوشی ساقیا
گھونٹ پیتی ہین لہو کے ساغر تقدیر سے

کیا اثر تھا جب کہینچا نقشہ تری تیغ قتل کا
رنگ کی جا خون ٹپکا خامۂ تصویر سے

مغفرت صد شکر ہی مدفن پیری تو ن
منہ چھپایا رو کی ایسا دامن تقصیر سے

کس ہوا خواہ اجل کے پیٹ اہی لگے
زخم کو اچھو ہوا آب دم شمشیر سے

کہنہ مشق ہی ہر ستم مین کیون وہ حاصل کرین
تہے جو انہین انہین تعلیم چرخ پیر سے

قدر رکہتا ہی نہایت گریۂ بیچارگی
زخم سے کہچتے ہین آنسو دامن شمشیر سے

٧	کیا کہین ہم داستان وحشت ای تسنیم پوچھ لو تم خود زبان خار دامنگیر سے	٢٦١

ای ہم نفس شب وصل کی گذریگی خاک آرام سے
مرغ سحر مصروف ہی مشق فغان مین شام سے

ہین عاشق خستہ جگر کہاتی ہین غم آٹھون پہر
ہی جای بادہ چشم تر ساقی غرض کیا جام سے

افسوس اک کروٹ تا نہ لی خوابیدگان گور نی
قصہ مٹا کر زیست کا کیا سو رہی آرام سے

صیاد آزردہ نہو کر جرم بینائی معاف
دیکہی نہ تہی شکل قفس واقف نہ تہی ہم دام سے

ای نامہ بر خط کیا لکہین کہا ہی الٹے قدم پہر سے
واقف نہین وہ دلربا اب تک ہماری نام سے

آیا نہین ہے وہ ابہی جاتی او داسی تمین
آغاز ہی آغاز ہی صبح مصیبت شام سے

٥	بس ای تسنیم خستہ جان مشق نالہ تا کجا سونے نہین دیتی ہین گذری تمہاری کام سے	١٦٢

بزم بن جاتی ہی مقتل تری مجبوری سے
بہی خون آتی ہی ساقی مئی انگوری سے

زردی شعلہ شکاون ہی خلش دشمن کا
صبح ہو جاتی ہی شب شمع کی بی نوری سے

رہتین لیتی ہین بوسے طپش نکلے کیا کیا
زخم منہ ملتے ہین جب مرہم کافوری سے

شرم دشمن مجھے اچہا نہین ہونے دیتی
اشک ہوتی ہین رواں دیدۂ ناسوری سے

شوق کہتا ہی کہ چل ضبط یہ کہتا ہی نہین | بڑھ کے ہٹتا ہی قدم طاعت مجبور نسے

۲۶۳ — ولہ — ۱۲

ہٹتا ہی حسینون کے مقابل کئی دن سے | کچھ اور سوچتا ہی مرا دل کئی دن سے
سینہ ہی تہ زانو قاتل کئی دن سے | آسان نہین ہوتی مری مشکل کئی دن سے
آجاتا ہی غش ہر کشش آہ حزین مین | کہتا ہی جو ٹھیس آبلۂ دل کئی دن سے
صیاد کی آمد سے ہی گلشن مین اداسی | سنتے نہین فریاد عنادل کئی دن سے
رک جاتی ہین نالی لب خاموش پر آکے | کھلتے نہین منقار عنادل کئی دن سے
دامن سے مری نور کی ریزش ہی ہین پ | آغوش مین ہی وہ مہ کامل کئی دن سے
خنجر کو مری قتل نے بخشے یہ ندامت | منہ پہ ہی لیے دامن قاتل کئی دن سے
جائیگے کسی عاشق جانباز کی سر پر | شمشیر ہی گردن مین حمایل کئی دن سے
اشکون نے کی کی توبہ ہی اور ندامت | دامن ہی بشکل کف سائل کئی دن سے
واعقدہ زنجیر کیے زور جنون نے | صد چاک ہین پیوند سلاسل کئی دن سے
مرنے بھی نہ دیتی مجھے محرومی تقدیر | کچھ آنکھ چراتا ہی وہ قاتل کئی دن سے

۲۶۴ — ہی ایک گل تر کی تمنا جو نسیم آہ / پھر صورت غنچہ ہی مرا دل کئی دن سے — ۱۰

ہین ہر سر مژگان سے چکان اشک تر ایسے | جان دیتا ہون قیمت مین اگر ہون گہر ایسے
اوڑ کر بھی اونہین پا نہ سکے طائر ادراک | پنہان ہین نزاکت سے دہان و کمر ایسے
بیفائدہ خوف قفس کہنہ ہے صیاد | طاقت ہی نہ بازو مین ہم تیز پر ایسے
پیغام قضا ہین یہ بلاخیز نگاہین | وقفہ کہین تیغے ہین خدنگ نظر ایسے
تعلیم تبسم ہی ہر ایک غنچۂ گل کو | پیہم ہین مرے خندۂ زخم جگر ایسے
کروٹ بھی نہ لی راحت آغوش لحد مین | بند آنکھ سے ہولی ہی ہوئی بےخبر ایسے

ہم بوسۂ خنجر لب بر زخم سے لینگے ۔ دلمین ہین بھری شوق اجل کی اثر ایسے
طے کیجیئیگا مرحلہ ہای عدم و حشر ۔ باقی ہین ابھی اور بھی ایدل سفر ایسے
بچپن ہی سے اشکونکو ٹپک جانیکی خو ہی ۔ طفلے بھی سہی بگڑے ہی مری نور نظر ایسے

۲۶۵	جمشید نہ دارا نہ سکندر نہ فریدون دنیا سے نسیم اوٹھ گئے دیکھو بشر ایسے	۱۴

باہم بلند و پست ہین کیف شراب کے ۔ آنکھین ہین طلوع و غروب آفتاب کے
پیتے ہین رخ و زر و پیالی شراب کے ۔ کیا کیا ہین اوج و پست ہین رنگ آفتاب کے
ہر سو ئنے ڈھونڈتا ہی مضامین اس کے ۔ گردون اولٹ رہا ہی ورق آفتاب کے
ساقی اونڈیل جام صبوحی سبو کو خیر ۔ مشتاق کب سے ہین لب تشنہ آفتاب کے
اوٹھے وہ دود دل کہ فلک ہو گیا سیاہ ۔ گل ہو گئے چراغ سحر و آفتاب کے
لکھون جو اونکے چہرۂ روشن کا وصف مین ۔ پیدا کرون زبان و دہن آفتاب کے
دھو دے شراب سے مری انگور زخم کو ۔ تا جل نہ جائے بخشئین زخم کہن آفتاب کے
کھو دیگا وہ دو آہ فلک کی برہنگی ۔ ڈالے گی شام منہ پہ نقاب آفتاب کے
خالی کہان فلک ستم روزگار سے ۔ رکھتا ہی دل پہ داغ سیہ آفتاب کے
جانے نہ تو وہ فلک پہ سحر نالہ جنون ۔ پرزے اوڑائینگے ورق آفتاب کے
اسی چرخ پیر دیکھا ہین ٹھکیلیان بہت ۔ یاد آ گئی ہین ہی زمانی شباب کے
پائے ہی بینی زخم سے تعلیم خامشی ۔ گویا لب ہماوت دہن ہین جواب کے
محروم آرزو ہین صدا ہی شکستہ ہین ۔ رہ رہ گئے ادھر بہتے حباب کے

۲۶۶	کس اعتبار ہین نفس چند ای نسیم شب بھر کیواسطے یہ تماشی ہین صبح آب کے	۱۴

زاہد نے خاک لطف وٹھائی شباب کے ۔ دو گھونٹ بھی گلی سے نہ اوتری شراب کے

طوفان گریہ پیدا ہوا تاک ہوا بلند
سب حرف دھو دیے ورق آفتاب کے

لی ہی کشتی ہی بحر مین کس بحر حسن کی
دریا مین سرنگون ہین کٹورے حباب کے

دیکھو تو پاس عزت جلاد پردہ پوش کا
زخمون کے منہ مین قفل دیے ہین حجاب کے

ایسے جفا شعار سے اظہار آرزو
دیکھو تو حوصلے دل خانہ خراب کے

صحن زمین و بام فلک دونو غرق ہین
دریا مین جوش پر مری چشم پر آب کے

اہل جفا کا رشتہ امید قطع ہی
قایم ہی خیمہ فلکی بے طناب کے

بس ہو چکی امید وفا آپ سے ہمین
بدلی ہوی ہین ڈھنگ ابھی سے جناب کے

جس جا نظر پڑے ہدا ابرو کی تھی کشید
دیکھی گئی جو بند ہمارے حساب کے

پیری مین بھی گئے نہ سلیقہ جوانیکے ڈھنگ
چمکے ہوے ہین رنگ بہار خضاب کے

نالون کے زمزمون سے کسی دم نہین فراغ
نغمے خوش آتے ہین کسی چنگ و رباب کے

زاہد نہ پوچھ کہ اپنی طبیعت بدل گئی
کچھ اور کہہ رہی ہین ارادے شباب کے

١٥٨	سینہ ہی تجھ سے ہم داغ سے گلزار ہی نسیم تختے کھلے ہوے ہین برابر گلاب کے	٢٦٧

ہنس رہی ہین تیغ رسن سنکر مری فریاد کے
اب تو نالی ہو گئے فردی سیاہ کباد کے

برق کے مانند کڑکی گر پڑی قصر بلند
رہگئے افسانے دنیا مین مری یاد کے

دل اگر شاداں ہی دیتا ہی چہرہ روشنی
اور ہی ہوتی ہین جلوے خانہ آباد کے

شکل اونکی پھر نہ دیکھی جب کہ ٹپکی آنکھ سے
اشک ہی کیا ناز تھے یار ستم ایجاد کے

اونکو کیا معلوم تعظیمی و توصیفی ہین کیا
بندہ ہی کیا لطف سمجھین بندش استاد کے

اشک پونچھے بیٹھے بیٹھے دامن محبوب تک
حوصلے کیا بڑھ گئی اس کور مادر زاد کے

التفات آرزو ہی چند دست کیا حصول
چاہیین بندہ کہ شایق ہون خدا کی یاد کے

منہ سے دیتا ہی اپنا رشتہ امید وصل
شکوے کر سکتے نہین ہم یار کی بیداد کے

واہ کیا کیفیتین تہین دل نہ گہبرایا کبہی
ہر تون دیکہے تماشے عالم ایجاد کے

پوچہتے ہو جس لیے تم وہ مجہی معلوم ہی
کیا سکے کہہ حال ہے جو خاطر برباد کے

مستی نیمی حسن کی آنکہین ہاکرتی ہین بند
کب خیال آتی ہین اوس غافل کو میری یاد کے

سخت طینت کے لیے لکہی گئی پانی کی موت
بارہا تیزاب سی کشتے بنے فولاد کے

آرزو کیا ہے صفیران چمن کی قید مین
تنگ ہین بڑہکر قفس سی حوصلے صیاد کے

آہ کیون سی جان اجل کو ہا سی کیونکر چہوٹن
ڈہونڈہتی ہین اب مجہی احسان سی جلاد کے

۲۶۸ | پہول پتے فی البیان ستشہ ہین لی کی نسیم
رنگ سب بیرنگ ہین اس گلشن ایجاد کی | ۷

ارمان نکل جائین کچہ عاشق مضطر کے
آنسو نہ مری پوچہہ چہوڑو لینی دو جی بہر کے

ہین دل کیطرح انکو پہلو سی لگائی ہون
سر زیر خم ہین راحت مین قاتل تری خنجر کے

دیکہی جو غضب تیری کچہ کہہ نسکے ظالم
ناسور جگر دل مین رہ رہ گئے منہ کر کے

کہہ دیتی ہو باتون مین جو حال گذرتا ہی
پڑہ لیتی ہو تم ابتو الفاظ مقدر کے

کس واسطے ہی رخ ہو گہبراتی ہو کیون اتنا
دو باتین ہین عاشق کی قصے نہین دفتر کے

کچہ سیکہ لیا شاید انداز تمہارا سا
کیون صبح کی دامن مین چہپ گئے اختر کے

پڑتی ہی نظر جسجا خالی نہین ذرے سے
عاشق کی بہی ملین ہین انداز تری گہر کے

۲۶۹ | ولہ | ۹

تا فلک پہنچی ہین شہرے یار کے
ہم وہ مشتاق ہین دیدار کے

رہ گئے قطرے کف پا کے مرے
آبلے بنکر زبان خار کے

اسقدر کاہیدگی سے چہپ گیا
لوگ جویا ہین ترے بیمار کے

سو زبان پر کچہ بہی کہہ سکتا نہین
شانہ بہی بند ہین زلف یار کے

پردہ پوشی ہی ترے عاشق کی ہوی
ہین یہ احسان سایہ دیوار کے

راستے پائی نہ ابرو مین سے کبھی ۞ ❊ بل نہ نکلے تمسے اس تلوار کے

نوک مژگان کی جو آتی ہین خیال ❊ سامنے رہتے ہین ہمکو دار کے

داغ اپنے دلکے کمہلاتے نہین ❊ بی خزان ہین لطف اس گلزار کے

٢٧٠	شکر کر درگاہ حق مین ای نسیم ابتو شہرے ہین ترے اشعار کے	١٣

ہوگئی سب عضو تن سیخین تری تنور کے ❊ کتنے سیخی ہوتی ہین سانچی شگاف گور کے

رو دیا احباب نے لاشے کو رکھکر قبر مین ❊ اشک کے قطرے ہوی چھالی وہان گور کے

حسن اصلی کو نہین تکلیف آرائش سے کام ❊ واقف شانہ نہین گیسو شب دیجور کے

شعلے داغون سے نکلتے ہین گذر ممکن کہان ❊ حوصلے ٹھنڈی نکیون ہون ہم کافور کے

دیکھیے کسطرح اوسکے روی عالمتاب کو ❊ سامنے آنکھون کی آجاتی ہین پردے نور کے

کام آئیگی ہمارے آبلون کی پرورش ❊ ہر زبان خار چکھی گی مزے انگور کے

دیکھتا ہون ساتھ اپنی شکل کی شکل اجل ❊ آتی ہین تیری چشم جوہر ساطور کے

بعد مردن چاندنی سی پردہ پوشی ہوگئی ❊ تیری کشتون نے کفن پائی ردای نور کے

روح نکلی تن ہوا ہلکا تماشا اور ہی ❊ بوجھ اتر ہیسے قدم اوٹھتی نہین مزدور کے

دیکھنا کیا شوکت فریاد حاصل ہی ہین ❊ جسکے آگی تھرتھرا جاتی ہین نالی صور کے

یہ نئی تاثیر دیکھی سنکے ہنس دیتی ہین وہ ❊ نالی میری قہقہے ہین خاطر مسرور کے

گوش راحت آشنا تک اپنی تو آنی تو دے ❊ قہقہے ہو جائینگے نالی دل رنجور کے

٢٧١	ہوگئی آخر شب مو صبح پیشانی نسیم بعد مدت رنگ بدلی مشک نی کافور کے	٣

تھے شب ہجر مین کیا کیا دہڑکے ❊ آہ تڑپے سے کبھی نالے کڑکے

دہوم کردی ترے ندیوحون نی ❊ آنکھ جھپکے نہ ذرا دل دہڑکے

مر گئے مرغ قفس کیا آسمان | پاؤن پھیلاسے نہ بازو پھڑکے

۲۶۲ **ولہ** ۱۴

نہ سمجھی ہم کی آنسو ہین یا وہ نگار رنگ حنا نکلے | لٹے دل دیکھ کے چھوٹی تو نیہ پر شک غلط نکلے

بہار چند روزہ مین یہ ہو کا تھا صیاد کا | قفس مین لائی آخر چھیڑ کے لطف گلستان نکلے

ادب اے دست وحشت شمع عریانی سنانا ہے | نشان پیرہن کو چھوڑ دی کچھ تار دامانکے

۲۶۳ **ولہ** ۱۳

کہتے ہین سن کے تذکری مجھ غم رسیدہ کے | افسانی اون سنتا ہی حال شنیدہ کے

کیا اپنی مشت خاک کی ہم جستجو کرین | ملتے نہین نشان غبار پریدہ کے

ہین خاک بھی ہوا نگئی پر کشیدگی | غصے وہی رہی ہی دامن کشیدہ کے

جو تم مین بات ہی وہ کسی اور مین کہان | جلوے کچھ اور ہی ہین گل نو دمیدہ کے

سیلاب چشم تر سے زمانہ خراب ہی | شکوے کہان کہان ہین رہی آب دیدہ کے

کچھ انتہا نہین ہی کہان تک سنائیے | قصے دراز ہین دل ناآرمیدہ کے

قطرے ملے جو تیری پسینے کی گلبدن | تھا یہان ہی لوگ گلاب چکیدہ کے

آہونکی دھوم ہی کہین نالونکے غلغلے | سامان ہی ہین وزن تری غم کشیدہ کے

آرامگاہ اشک ہی ویران آنکھون | دامن مین تار تار قبای دریدہ کے

ادست نازکیف یہ تیری سخن مین ہے | دہوسکے کلام پہ مین شراب چکیدہ کے

لو آشیان تنکے طرف بلبل تک نہین | دیکھو مزاج طائر رنگ پریدہ کے

دیوان مین وصف ہی عرق جسم یار کا | مضمون کہان کہان ہین گلاب چکیدہ کے

۲۶۴

مژگان نسیم سے کہ ابرو کی پاس ہین
یہ تیر بے خطا ہین کمان کشیدہ کے

۱۰

اشک آنکھون مین ڈر سے لا نہ سکے | دل کی بھڑکی ہوئے بجھا نہ سکے

نہ ہلی جب زبان نزاکت سے　رہ گئے دیکھکر بلا نہ سکے
تھین جو اوسمین حیا کی کچھ باتین　شکوہ میرا وہ لب پہ لا نہ سکے
کیا ہوے تیرے حوصلے اے اشک　حرف تقدیر کو مٹا نہ سکے
تھا یہ خطرہ کہین پسند نہون　گالیان بھی مجھے سنا نہ سکے
گو بہت پاس غیر تھا لیکن　آنکھ ہمسے بھی وہ چرا نہ سکے
پاؤن چوما کیے حنا کی طرح　جب کوی اور رنگ لا نہ سکے
خامشی تھی بشکل زخم مجھے　لب تک اپنی سوال آ نہ سکے
نہ ملی اوسنے پاؤ نمین مہندی　رنگ اپنا عدو جما نہ سکے

۱۳	اضطراب قضا ہوا یہ نسیم کہ گلے بھی اوسے لگا نہ سکے	۲۷۵

اب آئے ہو صدا سنکر گجر کی　کہو جی شب کہان تمنے بسر کی
سحر کو دفن کرکے جائیے گا　مصیبت اور ہی اک رات بھر کے
قفس مین بند کرنا تھا جو تقدیر　ندامت کیون مجھے دی بال و پر کے
گذر جائیگی جو گذریگی ہم پر　چلو بیجے راہ لو تم اپنے گھر کے
ابھی تو جان سے لے ایغم عشق　مصیبت کون اوٹھائی عمر بھر کے
خدا کیواسطے یارو سنبھالو　کہ پھر شدت ہوی درد جگر کے
ترشح آنسوؤنکا ہو رہا ہے　گھٹا اوٹھی ہوی ہے چشم تر کے
نہ بولین گے تمہاری خوف سے ہم　ہلائین گے مگر زنجیر در کے
نہ آنا تم اجازت مانگنے کو　نہ دکھلانا ہمین صورت سفر کے
کوی دم کا بکھیڑا رہ گیا ہے　جگر تک برچھیان پہونچین نظر کے
ہمین فصاد کا منہ دیکھنا ہے　اوٹھائی ہی مصیبت نیشتر کے

حباب آسا ہی لطف زندگانی / حقیقت کچھ نہین ہوتی بشر کے

۲۷۶	تسنیم ابدال کلکتا کی طرح ہی چاک محبت مین کسی رشک قمر کے	۳

کرتی ہی بیقرار صدا بیقرار کے / فریاد دل دکھاتی ہی بی اختیار کے

عادت مین فرق آئی نہ مجھ اشکبار کے / چادر کفن کی واسطے ہو آبشار کے

اللہ کیا تڑپ ہی دل بیقرار کے / صحن فلک زمین ہی مجھ خاکسار کے

۲۷۷	ولہ	۱۲

بسکہ ہی ملین ہوس نظارہ ہائی یار کے / آنکھ اپنی آنکھ ہی ہر روزن دیوار کے

لطف نظارہ ہی پھر نہ آئے آنکھ بیتک نگاہ / خال بنکر رہ گئی دلدار کی رخسار کے

بعد مردن بھی گئی دل سے نہ اپنی آرزو / جام کی ساقی کی مے کی یار کی گلزار کے

کر دیا آخر خیال زلف نی ایسا نحیف / تار گیسو بن گئی گردن تری بیمار کے

ربط باہم کا بڑھا رتبہ یہانتک دشت مین / نوک جو ٹوٹے نہ نکلی آبلے سے خار کے

کسقدر لذت تھی خون بیگناہی مین [illegible] / خنجر قاتل نے چلکر حلق پر تکرار کے

خندۂ زخم جگر سے قبر مین آئی نہ نیند / بعد مردن بھی نہ جھپکے آنکھ بیدار کے

فضل حق اسے ہر جگہ موجود ہین [illegible] / دشت کی ہہیر عنایت آبلون پر خار کے

خوب سا دوی گردن مینا لگا کر سے گلے / جسگھڑی ساقی نی رخصت کے لیے تکرار کے

تم تو کب آتی تھے لیکن مرگ بھی آتی نہین / آپکی آزردگی سے ہم سے سب نے عار کے

کیا مثال اوسکے بھلا چیز دکھلائی [illegible] / ناتوان ہون نہین تشبیہ جسم زار کے

۲۷۸	فضل حق ہی سیکھی شاگرد مومن تقی تسنیم دہوم ہی ساری زبانی مین ہی اشعار کے	۳

تھی مزا کتنی حلاوت زاہری تقصیر کے / زخم نے پر سون زبان [illegible] کے

روز ہوجاتی ہین ہمسے ایک دو اوٹھکھیلیان نوجوانی آجتک باقی ہی چرخ پیر کے

زور وحشت سے جو تیرا عاشق ہوا آہن کا دل وہ کڑی جھیلی کہ توڑی ہر کڑی زنجیر کے

۲۶۹ | وله | ۱۱

ناصح مشفق پہ مشق تازہ فرمانی لگے دن تو تھا اب رات کو بھی آکی سمجھانی لگے

حضرت واعظ کہین دولت سرا کو جائیے آتی ہی سامان محشر آپ دکھلانی لگے

آگئی جب یاد کچھ اوس ربط باہم کی مزے دل بھر آیا دیدۂ تر اشک برسانے لگے

پھر سبو اوڈیلی بھری شیشے ہوی لبریز جام لغزش پا اپنی اپنی مست دکھلانی لگے

باغبان ہشیار ہو مشتاق رخصت سے ہوا رنگ بدلا گلستان کا یہ ہوا مرجھانے لگے

جلوہ ہای حسن چمکی اوٹھ گئی منہ سے نقاب طرۂ گیسو کی باہم سانپ لہرانی لگے

ہاتھ اوٹھا اسی چارہ گرو ران کی تاثیر سے جا ہی اشک آنکھو سے لخت جگر آنی لگے

خوب رونی دیکھکر ہم زیور دیوانگی جب احبا پاؤن مین زنجیر پہنانی لگے

مہٹیان روشن ہوئین چمکی دوکان سیفروش رخصت تعبہ ہوی زہاد گھبرانی لگے

فصل گل آئی ٹھہری جوش جنونکی ولولی دی صدا زنجیر نے پھر پاؤن کھجلانے لگے

۲۶۰ | مانع مطلب ہوی وہ شرم باہم اسی قسم
وہ روکی اپنی طرف ہم آپ شرمانی لگے | ۱۵

فصل گل آئی ہی گل اور ہی سامان ہو نگے پھر وہی دامن ہین کے دست گریبان ہو نگے

سب یہ کافر ہین حسینونکی نہ حسن تقبل ایل چار دن بعد ہی دشمن ایمان ہو نگے

شاکہ ہو جائین گے انجام کو اپنی شکوی رنج کے خوف سے ہم اونکی ثنا خوان ہو نگے

کھینچیے تیغ تامل ہی یہ کیون بسم اللہ سر جھکا دینگی جو یان بندۂ احسان ہو نگے

کس طرح جائین گے مانع ہی ہمین ضعف فراج زلف برہم ہی تو کچھ وہ بھی پریشان ہو نگے

تا جوانی ہی گرانی ہو دل بیتاب پھر تو بوسے لب جان بخش کی ارزان ہو نگے

یان نہین جلوہ جانانہ سے ذرا جا خالی — اشک اگر مری آنکھو مین پنہان ہونگے
شوق کہتا ہی کہ لوٹینگے مزی صحبت مین — درد کہتا ہی شریک شب ہجران ہونگے
شوخیان کرلے جنون آج کہان پہر کل ہم — خاک اوڑائینگی زمین دشت یہ ویران ہونگے
گریہ انجام تبسم ہی نہ ہنس او غافل — خون روئینگے وہی زخم جو خندان ہونگے
یاد آئیگا پس مرگ ہمارا یہ کمال — حال کہل جائیگا جب خاک مین پنہان ہونگے
تجکو کروینگے خبر زیر لحد سونے کے — سر ٹپکتے ترے در پہ مری ارمان ہونگے
خانہ زادونکو کہان قید محبت سی فراغ — ہم وہ بلبل ہین یہین خاک گلستان ہونگے
دم نکل جائیگا گر ہاتہ لگا ای جراح — وہ نہین زخم جو شرمندۂ احسان ہونگے

ے	دور رہ ہر نخل کرین گے صفت گرد نسیم ہم پس مرگ بہی قربان گلستان ہونگے	٢٨١

وصل کی رات ہی آخر کبہی عریان ہونگے — مین پشیمان ہون تو کیا وہ نہ پشیمان ہونگے
آپ مر جاونگا تو آکہ نہ آو ظالم — آج وہ دن ہی کہ تجہپر مرے احسان ہونگے
غیر کی شکل بنینگے کبہی خود داونگا شوق — ہم بہی دیکہین تو کہانتک وہ پریشان ہونگے
دل جو روٹہا تو منائی سی کہین منتا ہے — یہ ستم باعث حسرت تجہے ایجان ہونگے
آج بہروپ عدو کا ہی بنایا سینے — ابتو وہ بہی مری ناز پہ قربان ہونگے
انکو پہنینگے مری وحشت جنون کے کانٹے — یہ وہ دامن ہین کہ آخر کو گریبان ہونگے

ے	بہی دوری جانان نہین ہوگی نسیم تیرے نالے اثر فکر غزلخوان ہون گے	٢٨٢

یہ وہ نالے ہین جو لب تک آئینگے — تم تو کیا ہو آسمان ہلجائینگے
عشق مین ایک پیر دیرینہ ہون مین — مجکو ناصح آکے کیا سمجہائینگے
حضرت دل سوچتے ہین آج کچھ — پہر بلا کوئی سر پر لائینگے

اس توقع پر اوٹھا رکھے ہین ستم — کچھ تو سمجھینگے کبھی شرمائینگے
پھینکدینگے دلکو پہلو چیر کر — آپ دیکھین کسطرح لیجائینگے
حال دل کہتے ہین جو کچھ ہو سو ہو — دیکھیے وہ آج کیا فرمائینگے

۲۸۳	پھر نجھونکلین گے قیامت تک نسیم پاؤن جسدن قبر مین پھیلائینگے	۷

رشک عدو مین دیکھو جاتا تک نہ ہی دینگے — لو چھوٹ جاتی ہو اکدن کہاہی دینگے
آواز کسطرح ہم بیٹھین سے آج ایجان — دیکھین تو آپ کیونکر ہمکو اوٹھا ہی دینگے
اوڑ جاؤنگا جہانسے عاشق کا رنگ ہو — نقش قدم نہین ہون جسکو مٹا ہی دینگے
غیرونکے جستجو کی مدت سی آرزو ہی — یہ یاد وہ نہین ہی جسکو بھلا ہی دینگے
شعلے نکل رہے ہین ہر استخوانسے اپنے — شمعین یہ وہ نہین ہین جسکو بجھا ہی دینگے
خاموش گفتگو ہین افسردہ آرزو ہین — وہ دل نہین ہمارا جسکو ہنسا ہی دینگے

۲۸۴	اوس خاک تک پہونچکر پھر نا نسیم مشکل ہون اشک اوفتادہ کیونکر اوٹھا ہی دینگے	۳

جب اور کسی پر کوئی بیداد کروگے — یہ یاد رہی ہمکو بہت یاد کروگے
ہم جان گئے کلمہ رخصت کی اشارے — اب اور کہین جا کی گھر آباد کروگے
سیکھوگے جفائین مری ایذا کی لیئے تم — شاگرد نہوگے کوئی استاد کروگے

۲۸۵	ولہ	۳

صفائی دیر مین قاتل سے ہوگے — یہ آسانی بڑی مشکل سے ہوگے
محبت ہو کسے سے یا عداوت — فزادی جائینگے جو دلسے ہوگے
مین ہون اک اور ہی لیلی کا مائل — تسلی کیا مری محمل سے ہوگے

۲۸۶	ولہ	۹

تا عرش تیری شورش بیداد جائیگی — گر مین نجاؤنگا مری فریاد جای گے

بے آبرو کسیکو نکر جوشش جنون — بیڑی نہ تو عزت حداد جای گے

ہمیں عبث ہی حوصلہ نیشتر زنے — حسرت تمام عمر کے فصاد جای گے

قاتل یہ خندہ ہای جراحت ہونگی کم — لب ہای زخم سی نہ تری یاد جای گے

دیوانہ مین وہ ہون کہ بسان زمرگ میری خاک — اوڑ اوڑ کی سوے کوی پریزاد جای گے

آسان نہین ہی کہینچنا تصویر یار کا — نا حق کو قدر رسانی و بہزاد جای گے

شیرین کے گور مین تہا تصویر ہی مدام — تا چرخ بانگ ماتم فرہاد جای گے

فصل خزا نمین کہتے تہی رو رو عندلیب — دلسے کبھی نہ حسرت صیاد جای گے

۲۸۷	مومن کا طرز چہٹ نہ سکیگا ہم سے شاگرد سے نہ نیند ش اوستاد جائے	۹

حقیقت سے زبان آگاہ کر لے — باسم اللہ بسم اللہ کر لے

دہن سے دور کر قفل دوئی کو — زبان مفتاح الا اللہ کر لے

کدورت ولیسے کہ لہو ولعب کی — سعادت سی صفا ہی راہ کر لے

مبارک باد عیش و جاہ و دولت — حظوظ عمر خاطر خواہ کر لے

کہان فرصت زبان کشمکش مین — مناسب ہی ابہی کچہ راہ کر لے

جسے دیکہا نہ دیکہ اوسکو کبہی تو — نہ دیکہا جسکو اوسکی چاہ کر لے

سخا ہمت مروت ہین ترے پاس — کوی ہمراہ تو ہمراہ کر لے

بہلا واسے طلسم زندگانی — وداع حب عز و جاہ کر لے

۲۸۸	نسیم دہلوی یہ آرزو ہے کہین اپنا مجہے اللہ کر لے	۳

لازم ہی کہ آغاز ہو انجام سے پہلے — لے لیتے دو بوسہ تجہی دشنام سے پہلے

پھر طاقت پرواز مرے پوچھنا صیاد — آزاد تو کر پھر خدا دام سی پہلے
اب منہ سے نہ کچھ کہیے گا ہم کر چکے توبہ — تدبیر یہان ہو گئی الزام سے پہلے

۲۸۹ — وله — ۷

دیکھی دل دے کے قدر دانے — بس بندہ نواز مہربانے
ہونے ہے باز پرس اعمال — کہنے ہے بہت بڑی کہانے
شعلے اوٹھتے ہین استخوان سے — اللہ رے سوزش نہانے
سونا ہی گوشہ لحد مین — ہان ہان وہ رات بھی ہی آنے
اور وعدہ خلاف سالہا سال — آنکھون نے کی ہے پاسبانے
آئی پیرے پیام رخصت — ٹرہتی جاتے ہے ناتوانے
مستانہ سری نسیم کبتک — آخر آخر ہی نوجوانے

۲۹۰ — ۶

عزت دیوانگی بخشی مجھے تقدیر نے — طوق فی کی بندگی چھی قدم زنجیر نے
دونو عاشق شمع کی اور دو قسمت مین جلا — جان پروانی نی دی بوسی لیے گلگیر نے
تہین گذرین کہ اطمینان اونکا کر دیا — نالہ بے سود نے فریادی تاثیر نے
ہر زبان خاموش کر دیتا ہی راز دوستی — کچھ نہ حال دل کہا میرا سنان تیر نے
کھل سکین کیا عاشق و معشوق کے گو سیان — کہدیا کچھ شمع نی کچھ سن لیا گلگیر نے
آبرو رکھلے گنہگاری کی گو ہم مر گئے — منہ نہ کھلوایا سوال بخشش تقصیر نے

۲۹۱ — وله — ۵

کچھ سمجھتے ہین جو اوس ظالم کی سمجھائی ہوے — پھر پلٹ جاتی ہین شکوی تا زبان آئی ہوے
یاد آتی ہین جب احسان اونکی وقت اضطراب — نالے بھی سینہ سی نکلتی ہین تو شرمائی ہوے
تمنے کیون بوسی لیے ہین لکھ رو کون کس طرح — آفتین ڈہاتی ہین کیا کیا الذین پائی ہوے
ہٹ یہ کیون ہو لو دل افسردہ حاضر ہین مگر — کیا پسند آئینگے تمکو پھول مرجھائی ہوے

٢٩٢	دیکھتا ہوں مین نہ مجکو دیکھتے ہین وہ نسیم ابرو دو دے لکے ٹکڑے ہین جو نسبت بھائی ہو	١١

سوال طرز سخن سے تمہاری پیدا ہے
ہماری سر کے قسم تم کو آرزو کیا ہے

امید مرگ ہین قطع امید تم سے کی
مزاج عاشق افسردہ آج اچھا ہے

خفا ہین جسکے سبب آپ کل ہی سے ستمگر
ہمین تو آجکی شب بھی وہی تمنا ہے

سیاہیان شب فرقت مین تھین کہان ایسے
مگر یہ دود جگر کا مرے اندھیرا ہے

نہ چین ہے مجھے گھر مین نہ دشت مین حسرت
عجب طرحکا کچھ ان روزون حال میرا ہے

عجب طرح سے آتی ہین کٹتین شب و روز
کسیکا عقدۂ گیسو پہ آجکل وا ہے

اور اس پہ سبب انفعال کچھ تو کہو
یہ کیون عرق ہی جبین پہ مزاج کیسا ہے

کہان بسر ہوئی اوقات پاک بندہ نواز
بہت دنون تمہین ہمنے آج دیکھا ہے

خوشا نصیب چھپاتی ہو راز دل ہم سے
مجھے بھی آپنے بدخواہ کوئی سمجھا ہے

وہی لحاظ کی ہوتی ہین باتین جلسے سے
ابھی تک آپکو ایجان ہمسے پردا ہے

ہزار کوئی کہے کب کسیکی سنتا ہے
نسیم آپکی باتون پہ دلسے شیدا ہے

٢٩٣	غزل ذو بحرین	۵

وہی تو نے دیکھا کہ جو دل کہا تھا نہ ہوا وسیہ شیدا کہ یہ بلا ہے
گلہ اب ہی ہیچ کہ یہ ہو گیا کیا تو نے جیسا وہی یہ مزا ہے
نہ وہ اب اشارے نہ وہ اب نظارے نہ وہ کہنا آرے نہ وہ کہنا چھلاے
گئے لطف سارے ہوئے یون کنارے چلو خیر پیارے مرا اب خدا ہے
ہوا وسیہ قاتل ہوا غم سے شاغل ہوئے سخت مشکل کہیا تو نے کیا دل
نہین ہی وہ غافل بنے گا وہ قاتل کہیگا وہ بسمل ترے لب قضا ہے
یہین لطف بیجا ہے جب مین ہے شب آیا دل جب تو وہ ہاتھی ہو کب

اجی ملکہ ہین سب کہان بوسۂ لب ہے جانیے اب کہ وہ بیوفا ہے
کہول کہا ہو گے مری گہر چلو گے کہا جو کرو گے دل غم سنو گے
گلے سے ملو گے مجہے بوسہ دو گے کوئی دم نہ سوگے یہ سب دغا ہے

۲۹۴	ولہ	۳

شب وصل مین گھڑیالی ہمین کیا کیا رولاتا ہے — گھڑی بھر رات آئی ہی پہ ظالم بجاتا ہے
لنڈھا دے مے سبو کو توڑ شیشہ چور کر ساقی — لہو فرقت مین پیتے ہین کسے ساغر پلاتا ہے
دل امنڈا آتا ہی از خود گلے ملنے کے رونے کو — مگر بستہ سفر خستہ سفر کوئی آتا ہے

۲۹۵	ولہ	۵

رنج باہم مین زبان پر جو گلہ آتا ہے — کچھ عجب لطف کا رونے مین مزا آتا ہے
مین جو سمجھاتا ہون انکو تو فرماتی ہین — اجی چہ خوش جا ہی یہانسے تجھی کیا آتا ہے
دل ہلا جاتا ہی ہر نالہ و فریاد کے ساتھ — پھر انہین کا کوئی مظلوم جفا آتا ہے
شانہ وہ زلف مین کرتے ہین جلے آخیر کے — پھر مرے واسطے طوفان بلا آتا ہے
طاقت ہوش جنون کی مری کیا شہرت ہے — سیکڑون مین کا ہر اک حلقہ پا آتا ہے

۲۹۶	ولہ	۲۳

گنگ ہین جنکو خموشی کا مزا ہوتا ہے — دہن زخم مین خود قفل حیا ہوتا ہے
آنکھین وہ مدہوش فرصت کہان — دم کوئی دم مین قدم بوس قضا ہوتا ہے
نالہ افسانۂ بیداد سناتا ہی نہین — کشش آہ سے اظہار بلا ہوتا ہے
کیون نہ پیمانہ دشنام دہن کو سمجھین — کہ برابر تری گالی کا مزا ہوتا ہے
حاجت شمع نہ پروا ہی چراغ لحد کی — پاک احسانسے مزار غربا ہوتا ہے
اجی کیونکر شب فرقت مین کہ جنبش محال — شوق دل سلسلۂ پای قضا ہوتا ہے
محو دیدار ہیں ہم کن ہیکو نسیم مہلت — اب بہلا پردہ کہیں تیرے تری کیا ہوتا ہے

زاہد اسواسطے کرتی ہین بتونکو سجدہ
جلوۂ حسن نکو نور خدا ہوتا ہے

خط نوسبز ترا حجت خونریزی ہے
سرخ سبزی کے سبب رنگ حنا ہوتا ہے

یار خواہان شفاعت ہین وہ ہٹ ظالم
دل دھڑکتا ہی مرا دیکھیے کیا ہوتا ہے

اسطرف ہی ہو کوی گردش خنجر قاتل
گلو خشک کو اب رشک قضا ہوتا ہے

توبہ کرتے ہین جوانی سے کہ پیری آئی
پاس تھکے ہاتھ بہا خواہ دعا ہوتا ہے

غیرت حسن سکہا دیتی ہی آداب سکوت
دہن غنچہ پہ خود قفل حیا ہوتا ہے

اژدہا بنکے ڈراتا ہی شب فرقت مین
زلف کا دہیان ہی موسی کا عصا ہوتا ہے

آج ہی رسم رہائی تری دیوانی کی
پیرہن قیدی ہستی کا قبا ہوتا ہے

یار روتی ہین مرے قتل سی مین ہنستا ہون
بزم شادی مجہی سامان عزا ہوتا ہے

کو ہنستی اونہین ایجاد سکہا دیتی ہی
ہر ستم لطف مین دیکہا تو نیا ہوتا ہے

ڈہنگ کا ہیکو یہ سامان اجل ہین ظالم
ہر ادا مین تری سامان قضا ہوتا ہے

جان نثاری کی اجازت نہین دیتا قاتل
بیوفا باعث تکلیف وفا ہوتا ہے

سرفروشان محبت کو محبت سی ہی کام
قابل بوسہ مزار شہدا ہوتا ہے

دم کہنچا ہی کہینچے سی شمشیر دو دم اقاتل
جو ارادہ ہی ترا ہوش ربا ہوتا ہے

بیوفائی کی وفا باعث آرام نہین
شکر انجام کو دیکہا تو گلا ہوتا ہے

۲۹۷	اے نسیم چمن آرای فصاحت تجہبی گلشن سخن نوخیز ہرا ہوتا ہے	ے

بہار غنچگی دیتا ہی جو دل خستہ ہوتا ہے
پس از خندیدگی کہلا کی گل سربستہ ہوتا ہے

نشان وصل ہی رنج جدائی چشم عارف مین
کہ بعد از قطع شاخین ملکی اک گلدستہ ہوتا ہے

معانی زخم خوردہ لفظ کا مری بندشین ابتر
دل عاشق کیصورت شعر اپنا خستہ ہوتا ہے

ہمین فرحت ہی صیاد ظالم کیون کہاتا ہی
کب آزاد ہیکے قابل طائر پربستہ ہوتا ہے

بھلا آسان ہو کیونکر موشگافی فکر مشکل کے
کہ ہر عقدہ بشکل زلف بستہ بستہ ہوتا ہے

دکہا دیتا ہی ہر ساعت نیا گہر جوش بیتابی
سدا انتقال مکان مانند گرد جستہ ہوتا ہے

کچہ ایسے دونو مصرع ایک ہو جاتے ہیں مضمون میں
کہ ساعد کو گمان ابروی پیوستہ ہوتا ہے

۲۹۸	وله	۹

دکہاتا ہی جہری بہر مژدہ بیداد دیتا ہے
مبارکباد دیتا ہی ہمیں صیاد دیتا ہے

کبہی کچہ ہی کبہی کچہ ہی مزاج یار کی صورت
مزا آنکہوں میں کیا کیا عالم ایجاد دیتا ہے

وہ محتاجی ہوئی ہی دولت تقدیر سے حاصل
کہ سایہ بہی نہیں یاں دامن فریاد دیتا ہے

نہ بازو میں تری قوت نہ خنجر میں روانی ہی
ہمیں تکلیف بیجا کسلیے جلاد دیتا ہے

اہو کیسا فراق روح ہوتا ہی کوئی دم میں
ندامت کیوں ہمیں اپنی نشتر فصاد دیتا ہے

نہ توڑیں آجتک بہی بیڑیاں زور جنوں نے
بہکاؤں کیوں نہ طعنے مجہی حداد دیتا ہے

یہ کیوں گہبرا گئے فریاد بیتابی سہی ہی یار
دعائیں تمکو بہی بندۂ آزاد دیتا ہے

سنائینگے نوید قتل وہ شاید کہ پہلے ہی
مجہے جوش مسرت تم مبارکباد دیتا ہے

۲۹۹	نسیم دہلوی تو بہی مگر شاگرد مومن ہے کہ ہر ہر شعر لطف بندش استاد دیتا ہے	۳

یہ حالت ہی تشفی کیا تو ایدم باز دیتا ہی
کہ نالہ بہی دہن میں اپنا نہیں آواز دیتا ہے

مناسب ہے مبارکباد بیتابی تو دی جاوے
کہ دل سینے میں اب کیفیت پرواز دیتا ہے

جو پہلے کہہ چکے تہی پہر وہی کہنے لگی دل سے
مرا انجام بہی کیفیت آغاز دیتا ہے

۳۰۰	وله	۴

قفس بردوش صیاد حفاظت کا سہیرا ہے
مقام گلشن ایجاد دم بہر کا بسیرا ہے

متاع عالم اسباب چند انفاس غفلت ہیں
زر و سیم و جواہر کچہ نہ تیرا ہی نہ میرا ہے

کہانتک کروٹیں بدلا کریگا خواب ہستی میں
ذرا کہول آنکہ او غافل کہ دم بہر میں سویرا ہے

چہپادن دو ہی ہے منزل اوٹہا جلد تو اے غافل ۔۔ فروغ زندگانی چند دم ہی پہر اندہیرا ہے

۳	وله	۳۰۱

محتسب مانع مے ہی ہمین پروانہ ہے ۔۔ جب چہٹی پہر وہی شیشہ وہی پیمانہ ہے
ادب بادہ پرستی نہ گیا مستی مین ۔۔ صورت کعبہ طواف در میخانہ ہے
بے نیازی ہی مجہے اور لحد کو یکسان ۔۔ بے ہوس مین ہون تجلی در مرا کاشانہ ہے

۱۶	وله	۳۰۲

نئے ڈہب کا کچہ جوش سودا ہوا ہے ۔۔ خدا جانے ابکی مجہے کیا ہوا ہے
تعلق اون آنکہون سے پیدا ہوا ہی ۔۔ بہت دنکا یہ خواب دیکہا ہوا ہے
نہ عالم مین تجہسا نہ مجہسا جہان مین ۔۔ نہ ایسا ہوا ہی نہ ویسا ہوا ہے
نہ سے قیس آگے مری نام وحشت ۔۔ ابہی کل کے ہی بات پیدا ہوا ہے
پہر اوٹہتا ہی درد محبت جگر سے ۔۔ وہی حال اگلا سا پیدا ہوا ہے
گہر بار ہے دیدہ اشک زا سے ۔۔ مرا دامن آغوش دریا ہوا ہے
وہ وادی الفت یہ موقوف کیا ہی ۔۔ ہمارا ہر اک دشت دیکہا ہوا ہے
ذرا دم تو لینے دو ای چشم جادو ۔۔ بڑی مدتون مین دل اچہا ہوا ہے
کہا مینے تنہا سی ہی بات سن لو ۔۔ کہا ہنسکے تمکو تو سودا ہوا ہے
ترقی پہ ہی نوجوانی تمہارے ۔۔ ابہی کیا ہوا ہی ابہی کیا ہوا ہے
حجاب نظر سے کہلے بہید دل کے ۔۔ عبث ہمسے ظاہر مین پردا ہوا ہے
ہماری تمہاری تو ہین دل کی باتین ۔۔ تماشا اگر اسکا چرچا ہوا ہے
نہ گہبراؤ جانا ابہی ہم ہی سمجہے ۔۔ کہین اور بہی آج وعدا ہوا ہے
تماشے گئے ہم آج تو پہلے سمجہے گے ۔۔ بہت روز امروز فردا ہوا ہے
اگر تم ہی دیکہو تو رونے لگو گے ۔۔ مری جان یہ حال اپنا ہوا ہے

۳۰۳	نسیم اب کہان قدر دان سخن ہین کہے شعر یہ بھی جو جی چاہا ہوا ہے	۸

پیتے ہین مے گناہ بقصد صواب ہی — مستی کے ولولے ہین یہ مان شباب ہے

ایچارہ گر ندامت بیجا نہ لیجیو — دل چاک ہو چکا ہے جگر آب آب ہے

زاہد معاف ضبط طبیعت نہین ہین — ساغر چھلک رہی ہین ہوای شباب ہے

بیداریان ہین دیدۂ زنجیر کیطرح — وہ آنکھ ہی از لسے جو محروم خواب ہے

ای شور حشر ٹھیر کہ فرصت نہین ہین — ہین غفلتو نکے جوش جوانی کا خواب ہے

ایشیخ طول ریش مقدس کہان تہی — حد سے زیادہ جو ہی اوسی پر عذاب ہے

اے بیخبر قریب ہی فردای باز پرس — ہشیار ہو کہ جلد زبان حساب ہے

۳۰۴	دیکہا نگاہ غور سے ہمنے جو ای نسیم ہر شعر اس غزل کا تری انتخاب ہے	۱۶

لب پر اک پردہ مین کا شکوۂ بیداد ہی — میری نالے ہین اچھوتی یار سا فریاد ہے

ہو چکی رسم اسیری دل نہایت شاد ہے — حلقۂ زنجیر آغوش مبارکباد ہے

بہولتی ہین کب نگاہین چشم جادو خیز کی — ہمکو سامان فراموشی سب اپنا یاد ہے

گہر کہان ویرانیان بستی ہین ہجر یار مین — اب ہمارا خانۂ دولت خراب آباد ہے

دی صدای کوس رحلت ضربت شمشیر کی — خندۂ زخم جگر شور مبارکباد ہے

صورت گل جلوہ گر ہین داغہای دوستی — کعبۂ دلمین بہار گلشن شداد ہے

لفظ بس سے پاک ہوتی ہے حکایت عاشقی — اپنا افسانہ تو قید ختم سی آزاد ہے

خاکساری مین بہی ہو نہین اسقدر عالی مزاج — ہم گریبان ہلال اب دامن فریاد ہے

پوچھے گر پوچھتا ہی غفلت عاشق کی خبر — چند ساعت تر زبان خنجر جلاد ہے

غم نہین گر چہ پے یاران خم ہین ہم خندہ زن — مین ہون آزردہ بلا سے اقبال شاد ہے

سخت جانی کا برا ہو منفعل کیسا کیا / موت کو ارمان رہا نادم مرا جلاد ہے

جلد آ فصل بہاری آرزو ہین تا کجا / مدتون سے اشتیاق خانۂ صیاد ہی

دیکھیے کیونکر گذرتی ہین جفا کی صحبتین / مین اسیر نو ہون ناواقف مرا صیاد ہے

آپسے تو منہ نہین کہولا مگر محبوب ہین / ہمت دیوانگی منت کش جلاد ہے

اپتو جی اوٹھتی ہین کب تک انتظار تیغ تیز / مرغ جان مدت سی اپنا آشیان برباد ہے

۳۰۵	سبزہ رنگان جہان کو روز و شب تکیو نسیم دید کے قابل بہار گلشن ایجاد ہے	۷

عجب تیر نگہ مین کچہ اثر ہے / نہ بر مین دل نہ سینے مین جگر ہے

مآل عاشقی کیا پوچھتے ہو + / جگر کے پار ہر تیر نظر ہے

وہ جیسے صبح ویسی ہی شب ہجر / غضب کی رات آفت کی سحر ہے

قفس چہوڑا عجب صورت سے ہمنے / نہ بازو ہی نہ گردن ہی نہ سر ہے

تمہین کیا ہمپہ جو گذری سو گذری / حساب ایجان ہمارا حشر پر ہے

لگے لو شمع سان اک شعلہ رو کے / بلا سے سر کٹے اب کسکو ڈر ہے

۳۰۶	غرض مطلق نہین مجکو کسے سے نسیم اپنے خدا ہی پر نظر ہے	۹

راز مخفی لب تلک آئی کہان مقدور ہے / دل ہمارا جلوہ گاہ شاہد مستور ہے

ایک شعلہ داغ سوز انکا ہی سیر آفتاب / آسمان نیلگون دود تن محرور ہے

دل مرا پیری مین ہی محو خیال زلف یار / نافۂ مشک ختن پہ پردہ کافور ہے

ساقیا ہین زخمی تیغ نگاہ مست ہون / ہر دہان زخم مین خون بادۂ انگور ہے

ناتوانی سے خط باریک ہی ایسا بدن / ہچکیان ہین نالین زنجیر پای مور ہے

حسن عالم تاب سی تیری مثال مہر کیا / یہ سراسر نور ہی وہ اک چراغ دور ہے

کہ کسے صورت نہین کاشانۂ تن خلد سے	ہر نفس دل جلوہ گاہ حسن رشک حور ہے
ہو گیا بیہوش جسپر آنکھ تیری پڑ گئے	کسقدر لب ریز مستے نرگس مخمور ہے

۳۰۷	اور بھی شاعر زمانی مین ہین لیکن اے نسیم پر جناب پاک کا کچھ اور ہی دستور ہے	۱۶

یاس ہو کر کچھ دنون ہم چشم بسمل مین رہے	داغ بنکر مدتون داماں قاتل مین رہے
الٹے شکوے طعنۂ بے سود اقرار دروغ	جو تمہاری منہ سی نکلے سب مری دلمین رہے
خاطر گل عاشقونکو تھی جو منظور فراج	بے اثر ہو کر اثر شور عنادل مین رہے
اونکو نیند آئی نہ اپنی آنکھ جھپکی ایکدم	ذکر یہ کس رات بھر ارباب محفل مین رہے
سادہ لوحی دیکھنا وعدہ جو ظالم نے کیا	تا سحر ہم انتظار عہد باطل مین رہے
کثرت تکلیف سے ہم آپ نالے ہو گئے	لب پہ آئی یا کبھی بیمار کے دلمین رہے
خنجر قاتل کی ایذائین اجل کی سختیان	روح بسمل کیطرح ہر وقت مشکل مین رہے
اشک ناطاقت کیصورت ہر قدم پر گر پڑے	وہ مسافر تھی کبھی آ کر نہ منزل مین رہے
خوب ہی سوجھی احبا آفرین ہمکو کہے	ہم خیال یار بن کر یار کی دل مین رہے
پھر بیجا حجت بے سود تقریر فضول	جوش کس کس کی مزاج مرد جاہل مین رہے
تیرہ بختی نے بھی کھلائی ہمین آخر فروغ	داغ ہو کر ہم کنار ماہ کامل مین رہے
نام آزادی زبان پر آگیا تھا اسلیے	پاؤن میں زنجیر مدتون قید سلاسل مین رہے
خشم ناصح طعنۂ احباب تکلیف فراق	زندگی جبتک رہی کیا کیا قلق دلمین رہے
دیدۂ گریان کی عزت کسقدر دریا کے	اشک جو ٹپکے مری دامان ساحل مین رہے
نقش کے اسید نے نقشا دگرگون کر دیا	تا فراق روح و تن ہم فکر عاجل مین رہے

۳۰۸	اونکی گالی کے تھے ہم مشتاق بس اے نسیم اس لیے شب بھر رقیبونکی بھی محفل مین رہے	۱۳

یہ نہ سمجھے ہا ہی یہ آغاز بد انجام ہے
میری رسوائی مین اونکا بہی تو آخر نام ہے

وصل مین انکار تیرے ہجر مین دل بیقرار
کب مجہی راحت ملی کسدن مجہی آرام ہے

وا ہی حسرت موت آتی ہی نہ یار آتا ہی پاس
عاشقے شاید کسیکے قسمت ناکام ہے

صبح سے تا شام رہتا ہون ہمیشہ منتظر
مہربانی پر تری کیا کیا خیال خام ہے

کوٹہے پر سونے کو کیا آیا ہی وہ آرام جان
آج جو نالہ ہی میرا آشنای بام ہے

جذب دل روکے ہوی ہی تمکو بدفن پر مرے
ورنہ سبکے واسطے ایجان اذن عام ہے

۶	کیا برا ہوتا ہی جہگڑا دوستی کا ای نسیم بیگانہ عاشق ہمیشہ مورد الزام ہے	۳۱۱

لو ضعف سے اب یہ حال تن ہے
سایہ مجسم بدن ہے

یہان تن ہی نہین ہی لاغری سے
ہمکو کیا حاجت کفن ہے

مثل نکہت ہین جامہ کیا ہ
اپنا تو بدن ہی پیرہن ہے

ہون بلبل بوستان تصویر
بیخوف خزان مرا چمن ہے

ہون کشتۂ تیغ شرم جانان
ہر زخم کا بیزبان دہن ہے

۷	لاریب نسیم دہلوی تو اوستاد نزاکت سخن ہے	۳۱۲

سوز فرقت سے یہ گرمی پہ مرا شیون ہے
جو گرا اشک یہان آبلہ دامن ہے

بلبل روح دم قتل چہک کر نکلے
چمن جوہر شمشیر نہین گلشن ہے

مر گئے ہم مگر اسکے نہ گئی خاموشی
دہن زخم بہی گویا دہن مدفن ہے

کسقدر زخم قرہ جلد بہرا دامن نے
جانب اشک پڑی آنکہ تبہی روزن ہے

بچ رہا تہا جو ستم چادر گلنے بخشا
قطرۂ شبنم کا سمجہے آبلہ مدفن ہے

محتسب کیون نہ ہی میری فسی [illegible]
آبلہ کا ہیکو ہی شیشۂ لی گردن ہے

۳۱۳	کیوں جنازے سے لپٹ کر روۓ بہت کی ... / کفن لاش ہی کیا پیرہن دشمن سے ہے	۹

بلا ہی کون جان بر ہو سکے آفت کا ساماں ہے
تقاضا افعی رہزن تری زلفوں کی افشاں ہے

گلے سے تا کمر گہٹ بڑہی ہیری سیل گریہ کے
کبہی طوق گریباں ہی کبہی زنجیر داماں ہے

خیال یار سے بیٹھے ہیں چوکیدار آنکہوں میں
کہاں سے نیند آئی مردم دیدہ نگہباں ہے

دو رنگی سے نہیں خالی تقاضا سی بنا ہے
کبہی بوسوں کے حسرت ہے کبہی صلت کا ساماں ہے

ارادی تہک گئے رخصت طلب ہے طاقت وحشت
کہاں تک طے کریں ہم منزلوں طول بیاباں ہے

ہزاروں کوس سے دلکو ہی کہینچکے لائی ہیں
اوٹہا جلدی قدم وہ دیکہ آگی کوچۂ جاناں ہے

نظر پڑتی ہی جس منہ پہ ہیں اک شعلہ روشن ہے
تماشا دیکہ لی عاشق سراسر چراغاں ہے

پڑی زنجیر پیروں طوق لپٹا آکی گردن میں
جنہوں نے یہ اسیر آرزو ساماں زنداں ہے

وہی رفعت ہی دیوانہ تیری بعد مرنے ہے
ہوا کے ساتہ گرد و غبار تن پریشاں ہے

۳۱۴	وله	۱۲

کہاں کیا دست وحشت کا کہاں تک ہم [illegible]
کہ اب تار گریباں ہے نہ باقی تار داماں ہے

مقام سیر ہی کنج لحد ہی یاد گلرو سے
جگر کے داغ گلشن ہیں کفن صبح گلستاں ہے

ٹہہی لو اور چالاکی جبہی جو پاؤں نہیں کا
کہ پائی آبلہ اپنا سراک خار مغیلاں ہے

یہ حالت ہی کہ ہی زنجیر ہی محتاج نالی کے
ہلا سکتے نہیں پا کو یہاں تک تنگ زنداں ہے

بہلا کیا زندگی کا لطف جس نے تو انکو ہو
کہ ہل جانا سر کا قضا کا بیری ساماں ہے

مرا لطف اسیری ہاتہ صیاد ہی اے دل
کہ آغوش قفس تک آتی آتی رخصت جاں ہے

بہار سبزۂ نو دیکہتے ہیں جوش گریہ سی
دل وحشی کی بہلانی کو مرقد بہی بیاباں ہے

کیا چاک بدن جب کچہ نہ پایا دست وحشت نے
یہاں تک اب برہنہ ہیں کہ اپنی جان عریاں ہے

نہیں مدفن میں بہی آرام [illegible]
صدای نالۂ مرغ سحر سے دل پریشاں ہے

بہا کر خون پہنینگے کفن کا ماتمی لالہ کا		کہ اپنی وجہ خونریزی حنائے دست جانان ہے
ہوا تیغ تبسم سے جو کشتہ دلربائی مین		بشکل گل ہر اک زخم بدن شادی سے خندان ہے
۳۱۵	بجز فضل خداوند حقیقی کون ہی اوسکا نسیم بیکس و مضطر غریق بحر عصیان ہے	۵
وصل کے نام سے آزردہ جو تو ایجان ہے		منفعل ہون کہ مرے منہ مین بہی زبان ہے
آج سمجھے تری تیوری سے کہ بے شکر تو کم		جس سے مر جاتے ہین عاشق وہ ستم احسان ہے
کہنے ٹنٹی سے بدل جائے یہ کیونکر زاہد		کیا ہمارا دل بیتاب ترا ایمان ہے
بیخودی مین ترے ساقی اونہین راضی کر دے		سمجھنا عاشق نہ مجھے مین کہین حیران ہے
اے حیا آج تو للہ کنارا کر جا		مختصر وصل کے ہی رات صنم مہمان ہے
۳۱۶	وله	۵
اثر نصیب کے سرگشتگی کا سر مین سے ہے		نہ چین دشت مین مجکو ملا نہ گھر مین ہے
خیال دوست نے آنکھونکو روشنی بخشی		سدا وہ چاند سا مکھڑا مری نظر مین ہے
ہتھے نکلے عشق نے پتھر بنایا مجکو		نہان یہ سوز مثال شرر جگر مین ہے
صفائی حسن چھپائی سی چھپ نہین سکتے		نظر یہ چڑھ گیا آئینہ کو کہ گھر مین ہے
۳۱۷	فراق یار نے زندہ بگور مجکو کیا نسیم اپنا ستارہ اجل کے گھر مین ہے	۱۷
اوس گل کا جلوہ گر جو سراپا نظر مین ہے		دہوکا ہمین نشان دہان کمر مین ہے
ہے شب سی فکر یار و غم ہجر مہمان		دل کی طلب مین کوئی خیال جگر مین ہے
صیاد کر قفس شکنی کا نہ اہتمام		کب زور اس طرح کا مری بال و پر مین ہے
دو زخ کے تیز کرنے کو لیجائینگے ملک		وہ شعلۂ فراق جو مری جگر مین ہے
دو چار کیا کہ لاکہ جگہ سے گذر گیا		کیسا غضب کا زور خدنگ نظر مین ہے

افسوس اُن ضعف اسی ہی ہوا ہین / وہ اشک مضطرب جو اسپیقر مین ہے

پیغام مرگ سنتی ہی بیہوش ہو گئے / کس درجہ جوش بیخبری اس خبر مین ہے

کھٹکا ہی ہی غفلت تقدیر سے مجھے / بھولے نہ قصد وہ جو دل نامہ بر مین ہے

کڑوے ہوی ہو لیسے جو منہ سی لگا کے تم / کس خاک تلخ کا یہ مزا نیشکر مین ہے

تابان نہو بصورت خورشید دفعتاً / داغ وداع یار حجاب سحر مین ہے

اے روح کر نہ جسم سے اپنی مفارقت / یہ ایک پیرہن ہی جو تیری ہی بر مین ہے

کہتا ہی بوسہ لب شیرین یہ بار بار / وہ سعد ہون انہ لیسے جو تنگ شکر مین ہے

نالون نے شب جو نشیب و فراز کے / ہی تھرتھری زمین کو فلک الحذر مین ہے

آنسو ہین پاک رشتہ اسباب دہر سی / سوراخ تک نشان نہین اس گہر مین ہے

وہ نقطہ ہون انہ لیسے جو لکھا گیا ہی فرد / سطر کے تحت مین ہی کبھی فوق زر مین ہے

آنکھیں لگے رہین طرف در تمام رات / دل اب بھی جذب ہی کے قریب اثر مین ہے

۳۱۸	دیکھا کبھی بہار لحد مین بسے ہی لیے شمیم کیا لطف اپنی گلشن داغ جگر مین ہے	۱۳

بلند یون ہی ہی اپنی پستی لے اوج کس خاکسار مین ہے / پسند آئی فلک پرستی وہ سر فرازی غبار مین ہے

خوشی شب روز رو رہی تھی تبسم انگیز گفتگو تھی / ہمیشہ ہنس ہنس کی جو خوشی تھی ہنسی کا وہ فشار مین ہے

عجب طرح چلی ٹپی مشکل ہوی ہین دو قفتین مقابل / بدن کو قید کفن ہے حال کفن کو قید مزار مین ہے

بدن سے لپٹا کفن کا جھگڑا لگا الجھ تسلی ہین سمجھتا / سمجھ کے آئی تھی جاہی تنہا سو یہ بکھیڑا مزار مین ہے

فراغ زیر لحد کہان ہے وہان بھی تکلیف امتحان ہے / بدن تو اس درجہ ناتوان ہے زمین انفشار مین ہے

اسی طرح انتشار مین تھا ہماری جب اختیار مین تھا / جو عالم اوس کا گنا ہین تھا وہ حال اپنا فشار مین ہے

بہرا کے خنجر مٹا دیجے گلا استم مین قاتل لحاظ کس کا / دبی ہین آپ کی نیچی اعضا رگ گلو اختیار مین ہے

یہ سارے چھل پل تمہین ملا دین کبھی بھی کتنا وہ دکھا دین / جو گود مین آ تو بتا دین کہ یہ مزا اختیار مین ہے

لیے جو بیہوشی ہوشیمان قصور دیکھ ہیں بیچ گیا ہان | خفا نہ ہوئی اجل مری جا ہوئی بس کنار ہین ہے
یہ بیخود دیکا ہوا ہی عالم کہ سو گیا تہا جو یار بیچ میں | کئے برس مچ چکی ہین ہم یقین ہے دلبر کنار ہین ہے
نہ پوچھیے لطف زندگی کا ہوئی حال اسیر | کہ جیسے طے جسے تمہارا وعدہ تزلزل اغتبار ہین ہے
لیس از رفتار فعتین ہم بنصیبت عزین ہیں جو ہم | زمین کے آغوش مین ہم ہین ہین فلک کے کنار ہین ہے

۳۱۹

نسیم کیا تجھسے ہوگا نہین ہے تقدیر مین جو لکھا
سوائے سرگشتگی بیجا بگولے کے کیا کنار ہین ہے

۱۴

مخلصے کب ہی کہ مرغ روح قید تن مین ہی | جان بدنمین ہی بدن آغوش پیراہن مین ہے
رو رہا ہی وہ بھی تیرے اضطراب اشک پر | کوئی آنکھ مین تڑپتا ہی کوئی امن مین ہے
انقلاب ایسا دکھا ای لطف قاتل آج تو | زخم مین آئی جو ٹہ درا و یدہ سوزن مین ہے
بعد مردن دیکھنا دیوانگی کا سیری اوج | ماہ نو ہوگا وہی طوق آج جو گردن مین ہے
خاطر صافی مین تیرے کسطرح سے آئیگا | وہ جو میرے قتل کا کینہ دل دشمن مین ہے
گدگدی ہونے لگی پائی نگاہ یار مین | فرش نظارہ جو اپنا دیدہ روزن مین ہے
بعد مردن آرزو مین خاک سی پیدا ہین | سیر الاشہ صورت دل سینۂ مدفن مین ہے
خون روئے عمر بھر اغیار صحبت دیکھکر | میرے زخمونکا نمک شاید تری چتون مین ہے
زخم کے دامن مین یقاتل چھپیگا تم سے | چشم کی صورت جو حلقہ جوہر آہن مین ہے
گل ہوا جب غنچہ شرم نوعروسی پھر کہان | شاہد رو پوش ہی جبتک کہ پیراہن مین ہے
سجھے گئے پھر بھی یہ بخل شمع دیکھو صبح تک | اشک کا خرمن لگن کی گوشہ دامن مین ہے
ملگئے یہ خاک کسکی حسرت پابوس مین | اک بگولا سا مری گرد رم توسن مین ہے
اتحاد یکسوئی نے کر دیا روشن ضمیر | کھل گیا صاف ادسپہ جو شکوہ دل بد ظن مین ہے

۳۲۰

باغ ہستے کی ہوا ای سیر بہر کیا ای نسیم
ہوئیگا پژمردہ جو گل ہر کی گلشن مین ہے

۷

تو ہی آتا ہے نہ آتی ہے قضا	دیکھتے ہین جسکو وہ آزردہ ہے
جسطرح جی چاہی رکھین میرا دل	جانتے ہین وہ کہ مال مردہ ہے
منزل الفت مین رکھین تو قدم	رستم و سہراب کا کیا گردہ ہے

۳۲۳	کون سُنتا ہے تمھاری ای نسیم کسکے پاس خاطر افسردہ ہے	۹

سُن لے یہ التماس مرا دوستانہ ہی	ہشیار ہو کہ تیرا اجل کا نشانہ ہے
کبتک رہیگی مسند کمخواب زیر پا	گاہ خمیدہ یار ترا آستانہ ہے
دنیا کے مخمصی ہین یہ فرزند و اقربا	بیگانہ سب سے ہو کہ اجل کا یگانہ ہے
ای عندلیب جان چمن جسم پر نہ پھول	ویرانہ ایک روز ترا آشیانہ ہے
انفاس مستعار پہ کیا اعتبار زیست	اک دم مین مثل موج صبا تو روانہ ہے
یہ جلوہ ہای بوقلمون بے ثبات ہین	ہی زندگی طلسم جہان اک فسانہ ہے
رکتے نہین ہی باگ کسی شہسوار سے	ہر دم سمند عمر کو اک تازیانہ ہے
کیا سرکشان دہر کے قصے نہین سُنے	کیا ہو گئی وہ لوگ کہان وہ زمانہ ہے

۳۲۴	کہنا تھا جو نسیم تجھے سب سنا چکے نزدیک اختتام ترا کارخانہ ہے	۷

مست کسے رحجگاہ ساقی مستانہ ہے	گردش سر ہو مثل گردش پیمانہ ہے
اسقدر بیہودہ دیکھو عادت پیمانہ ہے	آشنا ہر لب سے اور ہر ایک سی بیگانہ ہے
جو سخن منہ سے نکلتا ہی مرا مستانہ ہے	ہے دہن مینا کی ہر لب لب پیمانہ ہے
اشک محرومی سی کیا امید رکھین بد نصیب	اب رحمت کے نہ ہو سرسبز یہ وہ دانہ ہے
پردۂ عصمت نہین ہوتا حسینونکا حجاب	شمع کا فانوس ہی حسن معشوقانہ ہے
آجتک باقی وہی ہی مجھ مین تاثیر جنون	کھائی جس سر گتّے نے ہڈی وہ سگ دیوانہ ہے

۳۲۵	سماکن مسجد کبھی گہ معتکف ہے دیر کا ملت و دین نسیم دہلوی رندانہ ہے	۷

گلے پر آج رکھکر تیغ قاتل نے اوٹھا لی ہے — فقط دست اجل پر اب مری مشکل کشائی ہے

پھر جاتا ہے قاتل کرکے وعدہ قتل کا مجھسے — دہائی ہے دہائی ہے دہائی ہے دہائی ہے

لپٹ جاؤ دوڑکر تو خود گلے سے تیغ قاتل کے — کدورت دور کر اے دل اگر ذوق صفائی ہے

اثر ہے فراق یار سے حال پونہچا ہے — نہ تن سے جان نکلی اور جان کو نہ تن سے آشنائی ہے

نہیں حاصل ہے مطلق مزرع دنیا سے کچھ ہمکو — مگر کچھ دانہ ہائی اشک خجلت کے کمائی ہے

تہی ساغر ہے گردن خم ہوئی جاتی ہے مینا کی — جہاں سے آج تیری مست کا وقت جدائی ہے

نہ آئیگا نہ آئیگا وہ بالین پر عیادت کو — خدا جانے مری جانب سے کیا دل میں سمائی ہے

۳۲۶	ولہ	۱۰

کہاں سے ہے آنکھ جوش انتظار یار جاتی ہے — بشکل دیدۂ زنجیر خواب پاسبانی ہے

لیے پیر آپکا دم کوئی دم کی زندگانی ہے — چلو اوٹھاؤ یہ قا پہلو سے کہیں مہربانی ہے

لگا دوں آگ اُف کرنے میں وہ شعلہ زبانی ہے — بشکل شمع سارے جسم میں سوز نہانی ہے

کلام حضرت واعظ نصیب دشمنان باشد — اونڈیلو بھی یہ ساغر کہاں پھر نوجوانی ہے

اونگلیں ہیں جو بیعت میں مہر ہیں سیتیاں دلبیں — ہوئی جاتی ہیں آنکھیں بند کیف نوجوانی ہے

عذاب غفلت قاتل سے یہ کشمکش میں ہوں — بہ دامیر گلی تقصیر ذوق جانفشانی ہے

خبر کیا پوچھتا ہے ہمنفس کیونکر گذرتی ہے — جگر جلتا ہے دل ہنستا ہے اشکوں کی روانی ہے

ادا و ناز ایما چشم غمزہ گو وہ کوئی ہو — تعلق جس سے ہو جاتی بلای ناگہانی ہے

پسند آئی ہے اسد رنج و اذیت دوستی ہمکو — نظر میں صبح ہے سیہی دشت مصیبت کے سہانی ہے

۳۲۷	خیال سیر ذائی ای نسیم دہلوی کبتک جھلکتے ہیں ہوی اب ارخصت لطف جوانی ہے	۴

دیتے ہو بوسہ تو کہین لاؤ بہے — خیر کسے طرح سے شرماؤ بہے
آپکے وعدون کو ہمارا سلام — دیکہ چکے خوب اسے جاؤ بہے
ہم تو ابہی صلح پہ موجود ہین — فیصلہ یار وکوئے ٹہیراؤ بہے
نقل کباب جسکو سے کیجیے — کہاؤ مرے سر کی قسم کہاؤ بہے

۳۲۸	ولہ	۵

پہر اوسکے سامنے ہین جا رہی ہین کیہ جسکے سامنے ہین جاچکے ہین — وے مصیبت اوٹہا رہی ہین کیہ جو مصیبت اوٹہا چکے ہین
کہو جو بیجا بجا ہی مجکو سزا ہی جو ناسزا ہی مجکو — کہ اونکا رونا پڑا ہی مجکو جو بد تونتک رولا چکے ہین
جو اونکے خو تہی سو اونکے خو ہی جو گفتگو تہی سو گفتگو ہی — پہر انہی ٹیپی کی آرزو ہی جو طرح سے ٹیپا چکے تہے
عدو کا بین عین عدو بتقریر ابر اکی ہوئی ہی بس — بہلا بدلتا نہ رنگ کیونکر وہ رنگ اپنی جما چکے تہے

۳۲۹	کسے کوئی نہ دل لگائے نسیم کیا کیفیت بتائی وہی اب آنسو بہانی آئی لہو جو پیہرا بہا چکی تہے	۳

خوف مانع ہی ترا وستم ایجاد مجہے — ورنہ سمجہائی ہی کیا کیا مری فریاد مجہے
کیا کڑی آنکہ سے زنجیر جنونکو دیکہون — چاہتی ہی ادب حضرت جلاد مجہے
ہاتہ ہر وار مین جو مین ہین تصدق ہوکر — یاد کرتا ہی پس از مرگ بہی جلاد مجہے

۳۳۰	ولہ	۴

ملا ہی دل بہی محبت سی داغدار مجہے — خدائی آنکہ بہی دی ہی تو اشکبار مجہے
ہوا دو نیم مین تیغ دو نیم ابرو سے — دکہایا یار نے اعجاز ذوالفقار مجہے
ہوس یہ ہی کہ ہنسینگے سو اب جلاتا ہی — تبسم لب رحم دل فگار مجہے
عدم بہی ہو کی چہٹا مین نہ قید ہستی سی — بنایا کاہش غم نے سیان یار مجہے

۳۳۱	ولہ	۵

کیسے سجدے سے ہو ہی کافر نہ کچہ دلمین خیال سمجہے — ہمین بندہ بنایا اہی بہ تسلیم خدا سمجہے

کلام ناسزا بھی جو ہوا سرزد سزا سمجھے ‏—‏ وہ گو تم نے کہا بیجا مگر ہم سب بجا سمجھے

نہ دشمن دوست ہو ئین اور نہ بیگانہ یگانہ ہون ‏—‏ جو وہ سمجھے تو کیا سمجھے تو یہ سمجھے تو کیا سمجھے

کہا میں نے اوٹھا وہاتہ تم بھی پیر مشکل ہی ‏—‏ تو بولی ہمسے مستدعا و دعا کی عا سمجھے

حباب آسا کوسی لحظہ ثبات عمر فانی ہی ‏—‏ جو عاقل ہو وفائی زندگانی بیوفا سمجھے

۳۳۲	ولہ	۹

مریجان رنج گھٹا گھٹی غم کی اب نہ ٹہرا تی ہی ‏—‏ ادہر آئیی ادہر آئیی ادہر آئیی ادہر آئیے

کھڑے کب سی ہم سراہ ہین کہین مر چکین کہتا ہین ‏—‏ ہدف خدنگ نگاہ ہین فی آنکہ ادہر بھی بلائیے

بھلا آنا آپکا کام ہی یہ تماط تمام کلام ہی ‏—‏ ابھی بس ہمارا سلام ہو کہین اور باتین بنائیے

نہ تیغ تیز ہی اک جہان کوئی ہاتہ کشتہ ہم کوئی بیجان ‏—‏ جو نہو تیغ تو چھریان کوئی ہاتہ ادہر بھی لگائیے

کبھی مے سے مُنہ کو نہ ٹوپی ہو شراب نچہ پی ‏—‏ سر محتسب ہے نہ توڑیی جو کمال غیظ پہ آئیے

یہ کمال لطف ہی ساقیا ہی ہوس یہی عا ‏—‏ رہے ہوش سر نہ خیال پا اگر ایسی مے ہو لائیے

جو وہ حور حشر سرآب ہو تو جہان تشنہ آب ہو ‏—‏ ابھی نوح کا سا عذاب ہو اگر اشکا چند بہائیے

وہ کہا عدو سے ہے ملنی کیا کہ ہوی ہین آپ جو یون خفا ‏—‏ یہ غضب یہ جہوٹ یہ افترا مری جان منی تو بلائیے

۳۳۳	غزل ایسے کامل وزن متفاعلن متفاعلن ہو ہی نسیم طاقت ہوش سُن کوئی شعر اور سنائیے	۳

نہ یون نیچے کیے گردن کو چلیے ‏—‏ ذرا دامن بچے کیے چیتون کو چلیے

ہجوم کشتگان اسے جان بہت ہے ‏—‏ ذرا روکے ہوی توسن کو چلیے

تصدق ہونیوالے بس بجا ئین ‏—‏ اوٹھائے ہاتہ سے دامنکو چلیے

۳۳۴	ولہ	۷

آجا سی موت بلبل ناشاد کے لیے ‏—‏ تکلیف رحم بھی نہ ہو صیاد کے لیے

جاتے ہین جسطرف دل شوریدہ لیچلی ‏—‏ اب قید کیا ہی بندۂ آزاد کے لیے

عہد سکوت توڑ دیا ہجر یار نے
منہ کھولنا پڑا ہمیں فریاد کے لیے

اے چرخ ڈھونڈ کر کوئی تسکین دل پذیر
رکھ چھوڑ نا مری شب فریاد کے لیے

او تیرے ملک فلک سی حسینوں کے دید کو
کیا مرتبے ہیں حسن خداداد کے لیے

گھبرا گیا کشاکش ہستی سے اپنا دل
پھر ہیں کھلے راستے عدم آباد کے لیے

۳۳۵	ہر رنگ میں نظیر تمہارا نہیں تسلیم زیبا ہی رشک حاسد ناشاد کے لیے	۳

جو چوٹ ہی اے دل تری خالی نہیں جاتے
آخر کو وہی کی جو سنبھالی نہیں جاتے

اللہ رے مکار خدا تجھسے بچائے
رونیمیں بھی چہرے کی بحالی نہیں جاتے

جو بات نہ کہنی تھی وہی یار سے کہہ کے
ابتک بھی مری ہرزہ خیالی نہیں جاتے

متفرقات

ہو زباں بند جو محشر میں مرا نام آئے
سوچ رکھنا کوئی افسوں کہ وہاں کام آئے

دیوانگی میں جب کہ ہراک سی بگڑ گئے
زنجیر اہل درد تھی وہ پاؤں پڑ گئے

بھلا ہم اور کیا تکلیف دیجاں بن ہوتے
کچھ اپنا حال دل کہتے اگر تم مہرباں ہوتے

قفس سے ایکدم ملتے اگر فرصت نالی ہوتے
چمن میں بیٹھ کر یا ہم شریک دوستاں ہوتے

مغرور کو تسلیم کے پروا نہیں ہوتے
توڑے سے بھی خم گردن مینا نہیں ہوتے

مقتول خدنگ نگہ ناز کے آگے
کچھ عزت اعجاز مسیحا نہیں ہوتے

بہت کچھ کر چکے تدبیر سے
پھر اب وہ کیا کریں تقدیر سے

خبر خود ہو رہی گے اونکو اے دل
کہ میرے ساتھ ہی زنجیر میرے

سلے رہتی ہیں داماں دو گیسو ہی تو رسے
تعلق ایکدن ہو گیا شام سحر سے

خدا ہی جانے کیا گذری ہیں تجھپر عاشق تن
کہ بوئے نوعروسی آتی ہی پھولوں کی چادر سے

کام کیا نکلے کسے تدبیر سے
آدمی مجبور ہے تقدیر سے

وز دیدہ نگاہوں کے اشارے نہین اچھے
یہ ڈھنگ مری جان تمہاری نہین اچھے

آئیے سینے سے لپٹ جائیے
آج تو للہ نہ شرمائیے

لاؤ وہ خنجر تو اوٹھا دے ہمین
روز یہ کہتے ہو کہ مر جائیے

منہ سے ہٹاتے ہین احبا کفن
دیکھنے ہو شکل تو جلد آئیے

کھلے جو مزاج بت بیہوش مین آئے
سمجھینگے کسی روز اگر ہوش مین آئیے

دہوکا دو نہین اشکو نے دیا شکل بدل کر
سنتا ہون گہر سے نکلے بنا گوش مین آئے

سمجھ کے تازہ خریدار گرم جوش مجھے
بلا رہی ہے نگاہ اجل فروش مجھے

لحاظ بیخبری ہی اوٹھائین سر کیونکر
بہت دنو سے نہین التفات ہوش مجھے

اوٹھا سکونگا نہ تکلیف پیرہن ہرگز
وبال سینہ گی ہے لباس دوش مجھے

ہان کوئے تدبیر بتا دیجیے
دل تو دیا اب اونہین کیا دیجیے

ضد یہ نئی ہے کہ مرا لیکے دل
کہتے ہین ایک اور بھی لا دیجیے

کار دین یا فکر دنیا کیجیے
زندگی تھوڑی ہی کیا کیا کیجیے

چاک ہو خود وہ لباس ناتوان چاہیے
شب کا دامن صبح کا ہمکو گریبان چاہیے

مین تو خود وہ خاک ہون ظالم کہ جسکے واسطے
اک ہوا کی جنبش دامان مژگان چاہیے

جو پوچھین او نامہ بر تو کہنا یہ تیر شب کی گفتگو ہے
خلاف وعدہ سے ہجر کا جی فریب صیاد کی آرزو ہے

بھرے انہین ساقی سنگ کی گالی تمام ٹوٹے ہوی ہین جا بجا
ہوی ہین شیشے کے زخم آلی شراب کا ہیک ہی لہو ہے

مخمس غزل نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بہادر متخلص بہ جابل

بوسہ دیتے مین غضب لائیے گا
جہوٹہ سچ بول کے سمجھائیے گا

آج تم کہتے ہو کل پائیے گا
کل بھی منہ پھیر کے فرمائیے گا

آج گھر جائیے کل آئیے گا

سچ تو اغیار سے فرمائیے گا
جہوٹے فقرے مجھے بتلائیے گا

میں سمجھتا ہوں جہاں جائیے گا	میرے گھر کا ہی کیا آپ آئیے گا
غیر بندی ہی کو بلوائیے گا	
غصہ اور ترے گا تو غم کھائیے گا	رنج تنہائی سے گھبرائیے گا
اب تو کیا ہو شمیں جب آئیے گا	میرا دل پھیر کے پچتائیے گا
ایسا جانباز کہاں پائیے گا	
مدتوں لطف ہزاروں دیکھے	ایسے بیزار نہ تھے وہ پہلے
اب تو بگڑے ہیں یہانتک ہم سے	وصل میں کہتے ہیں بیٹھے بیٹھے
آپ سایہ میں لپٹ جائیے گا	
چند ساعت میں وہی ہی سامان	جسکا تھا دل میں تمہاری ارمان
پوچھتے کیا ہو یہ ایجان جہان	کسطرح ہجر میں جاتی ہے جان
دیکھنے سیر چلے آئیے گا	
گر پڑے اشک جو بنکر اولے	ہنسکے فرمایا کہ اچھا رو لے
جب کہ اندوہ کے دفتر کھولے	سنکے حال شب فرقت بولے
کہیے کچھ اور بھی فرمائیے گا	
روز کل کل ہے کہ کل آئیے گا	کوئی نسیہ کل سے ہے یقین ہو جسکا
آجکل ڈھنگ تمہارا ہے نیا	کل گئے آج ہے کل کا وعدا
جیسے کل آئے تھے کل آئیے گا	
نہ ہلا مسل کہ میں جاتا ہے	کوئی مرجانیکے رکھتی نہیں سے
کسطرح رات کٹے گی ہے ہے	دیکھیے جان پہ کیا بنتے ہے
آپ تو اوٹھکے چلے جائیے گا	
پارسا بنکے جو آتے ہیں آپ	اب کھلا جال میں لاتی ہیں آپ

اِس سے ظاہر یہ دکھاتی ہیں آپ — چھپکے غیروں کو بلاتے ہیں آپ

دیکھیے دیکھیے پچھتائیے گا

جو کہ مشتاق دعا ہوتے ہیں — کب وہ پابند حیا ہوتے ہیں
منہ سے اقرار سدا ہوتے ہیں — ایسے ہی وعدہ وفا ہوتے ہیں

ہاں بجا سچ ہے ضرور آئیے گا

بوسہ دیں آپ اگر ہیں شاہد — پھر نہ مانگینگے خدا سے شاہد
ہم ہیں آزاد نہیں کچھ زاہد — جیتے جی ہو جیسے واحد شاہد

کچھ قیامت میں نہ کام آئیے گا

کس لیے گنتے ہو گھڑیاں چھ سات — جانتے ہیں کہ بہت کم ہی رات
جی میں چل دینے کی سوچی ہو کہات — ہم وہ ہیں دل کے سمجھتی ہیں بات

آپ کچھ منہ سے نہ فرمائیے گا

خیر بہتر ہے اب ایسا نہ سہی — ہر سحر گردش بیجا نہ سہی
یوں ہی منظور تو اچھا نہ سہی — روز کے آنے کا وعدہ نہ سہی

چلتے پھرتے تو کبھی آئیے گا

اندنوں تمنے جو پرسش کم کے — آرزو ہے گلہ پیہم سے کے
گو کہ تکلیف تو ہی کچھ دم کے — بات رہجای مریض غم سے کے

دو گھڑی بیٹھ کے اُٹھ جائیے گا

جب پسند آئے گا اچھا کہنا — ننگ سمجھوگے یہ بیجا کہنا
رد نہ ہوگا کبھی میرا کہنا — ٹوٹ گئے ربط تو پھر کیا کہنا

لاکھ بار آئیے گا جائیے گا

مثل خون گرچہ نہ بہکے نکلے — پھر بہت رنج یہ سہکے نکلے

چند دن تن مین جو رہ سکے نکلے روح قالب سے یہ کہکے نکلے

دل کسے اور سے بہلائیے گا

خون کس کس کا کریگی نہ یہ آنکہ کیا مرے جان کو لیگی نہ یہ آنکہ

سچ کہو نکر مجہے دیگی نہ یہ آنکہ بیٹہا ہوں سے تو رہیگی نہ یہ آنکہ

ایک کروٹ مین بدل جائیے گا

یہ تبسم آپکا حیران ہے یہ دین ہے یہ تو ایمان ہے یہ

دشمن جان و جگر یان ہے یہ اے خلیل اقعے پہچان ہے یہ

زلف کو چہوکے خطا پائیے گا

ایضاً

حکم پوچہینگے تو فرمائیے گا آج جلد کو دکہائیے گا

رنگ اب اور ہی کچہ لائیے گا کہیل مین جان پہ کہلائیے گا

ہمکو شمشیر سے سر آئیے گا

سوزش غم سے شرر دلیر ہین ڈہیلے آنکہونکے نہین اخگر ہین

خشک لب تفتہ جگر مضطر ہین تشنۂ آب دم خنجر ہین

تہوڑا پانی ہمین پلوائیے گا

پوچہتا کیون نہ پہرون مین سرد کہین عقل کو ملتا پہلو

سخت حیران ہون یہ کیا ہی جادو تیغ بنجاتے ہین کیون ابرو

لاگ کچہ اسکے بتا جائیے گا

لوہ و لکو مرے بہلاتے ہین باتین تسکین کے کہجاتے ہین

جب عیادت کو مری آتے ہین نزع مین دیکہکے فرماتے ہین

ہم جلا لینگے جو مرجائیے گا

آتش شوق سے جلتے ہین جو آپ — سر کو اسطور سی دہنتی ہین جو آپ
اب کیسکے نہین سُنتے ہین جو آپ — تنکے اُس کوچی کی چھنتی ہین جو آپ

چھاؤنی حضرت دل چھائیے گا

ڈہنگ دیکھو تو ہے بدظن سے کے — شغل یاد آسے ہین اب بگین کی
ہین جو اوستاد وہ اپنی فن سے کے — وصل مین کہتے ہین بہولی بن کی

کسطرح ہجر مین مرجائیے گا

کیا ڈرے گر ہے انفاس سی آپ — ہٹ گئے دور یہین پاس سی آپ
کس لیے دیکھتے ہین پاس سی آپ — ہم بہی دل لاے ہین سواس سی آپ

مال مردے کا نہ ٹہہرائیے گا

کشش عشق بلاے گی آپ — دل سے تاثیر بُلالی سے آپ
بیکسی حال دکھالی کے آپ — جان گئی تیری منالی سے آپ

دم خفا ہو گا تو ڈر جائیے گا

عمر گذرے کہ پریشان ہی حال — لب نہین واقف تکلیف سوال
کبتک آئیگا نہ اسے دوست خیال — منتظر بیٹھے ہین مشتاق جمال

حشر کے روز تو بلوائیے گا

چھپ کے بیٹھے ہوی دیکھا کیجے — قصد ایسا تو نہ اسلا کیجے
آپ اتنا مرا کہنا کیجے — لب شیرین سے نہ زندا کیجے

آج فرہاد سے لڑوائیے گا

اشک خون آٹھ پہر بہتے ہین — صبر کرتے ہین ستم سہتے ہین
نہ سمجہنا کہ یہ چپ رہتے ہین — دہن زخم ترے کچہ کہتے ہین

کان منہ پاس تو لائیے گا

رنگ اب اور طبیعت لائیے — آگ غیرون نے بہت بھڑکائے
مین بھی تدبیر مین ہون سودائے — دولت وصل اگر ہا نہ آئے

میری قسمت کی قسم کھائیے گا

شام کا وقت ہی اور کیف شباب — چھا سی ہی آنکھ مین کچھ سستی خواب
غور لازم ہے بس اسوقت جناب — دے نہ تکلیف خط جام شراب

بال پانے نہین نہ پے جائیے گا

دست فیاض کہین رکتا ہے — مانگیے حوصلہ ہان جتنا ہے
رات دن باب عنایت وا ہے — اوسکے درگاہ مین کمتی کیا ہے

جو طلب کیجیے گا پائیے گا

اور افسانہ کہون آپ سے کیا — ایک نیا قصہ ہے سنیے تو ذرا
صبح تک شب کو رہا یہ جھگڑا — چشم تر نے دل سوزان سے کہا

ہم برس لینگے تو گرمائیے گا

کون کہتا ہے کہ گھر رہیے آپ — ہان وہین آٹھ پہر رہیے آپ
بلکہ بیخوف و خطر رہیے آپ — غیر سے شیر و شکر رہیے آپ

ایکدن اسکا مزا پائیے گا

کیو نجی تقصیر ہوے کیا ایسے — جو شب و روز نظر ہے ترچھے
صاف کہیے کہ یہی اب ٹہیرے — ترک تب کیجیے گا سکونت دلکے

اپنی گھر مین نہ کبھی آئیے گا

اے نسیم اب تجھی فرصت ہی قلیل — لاکو سے ختم مضامین کی دلیل
بسکہ ہین آپ طرحدار جمیل — کس عنایت سے وہ کہتی ہین خلیل

شام کو آج ضرور آئیے گا

ایضاً

کچھ سبب دیتی ہی فریاد عنادل باغمین کوی پہولیگا شگوفہ آج ایدل باغمین
موت کا سامان ہی یہ رنگ محفل باغمین زعفرانی پہنے ہی جوڑا وہ قاتل باغمین
ہنس رہی ہین گل مگر ہی تنگ خرم بسمل باغمین

دیکہ الفت کے اثر چل تو بہی ایدل باغمین یہ تماشا یاد رکہنی کے ہی قابل باغمین
نام عاشق اوس سے ہوتا تہا جو حاصل باغمین آکے فرماتا ہی وہ لیلی شمایل باغمین
بید مجنون کے تلے ٹہرا و محمل باغمین

خوب گلگشت مین ہوین جام مئی احمر پیے تازمان ہوش جو جو کچہ ارادے تہے کیے
اے صبا خود رفتگی ہین ہی گل کیا دیکہیے چاہیے سیر چمن رنگین مزاجونکے لیے
ہمسے دیوانی ہین کب جانیکے قابل باغمین

کچہ دنون ہی سربلندی پہر وہی افتادگی اپنے اپنے وقت پر ہر شی کو تو آ ہی ہی
نخل عریان تشہ سی پہولگی ہر پنکہڑی آمد باد خزان کیا ہی قیامت خیز تہی
شور محشر ہوگئے آہ عنادل باغمین

کیا خداوند ازل نی حسن کو بخشا فروغ جلوہ گر ہوتی ہی اوسکے شمع گل تہا فروغ
خود نمائی پر جو آیا روی روشن کا فروغ پرتو رخسار جانانسے بڑہا ایسا فروغ
چاندنی کو ڈہونڈتا ہی ماہ کامل باغمین

اسقدر طوفان اٹہا اشک و در ڈر گئے باغبان صیاد گلچین غرق ہو ہو مر گئے
حوصلے دریا دلیکے تہر بر پا کر گئے بحر اشک بلبل گریانسے جل تہل بہر گئے
خاک دیکہین شاہد گل لطف ساحل باغمین

لاکہ پہولونسے زیادہ ہین ہمارے دلکے داغ دیکہتا ہی جب کبہی ہوتا ہی گل باغ باغ
میری باعث سنت گلچین سے ہی اسکو فراغ سیر گلشن سے شگفتہ ہوگا کیا وہ خوش دماغ

بوی گل ہی مثل دود شمع محفل باغمین

دور سے تسلیم اونکو جو بنائین مع نکورات
کیا بجا فرماتی ہین حضرات الاخوش صفات
صدقی اوس پر چاہئے ایدل جو کہدے دلکی بات
جانب ہر لب سبکو جو نکو کب ہے التفات

لیلی نکہت نہین محتاج محمل باغمین

تازگی پر ہے جو درس عشق تعلیم کہن
یادگار سامری آتا ہی کون اوستاد فن
ہی دم نظارہ افسون خیز لطف انجمن
بنتے ہین جادو کے پتلے نوجوانان چمن

باغبان مع بیتا ہی آب چاہ بابل باغمین

ہی یقین تھوڑے سے عرصے مین ہوا اسی چلے
یہ مصیبت وہ نہین ایدل جو ٹالی سی ٹلے
کوئی پتہ نکو سمیٹے کوئی غنچون کو سلے
دیکھیے کیا رنگ لائین گل خزان کی دوکو

آج مرغان چمن بیٹھی ہین غافل باغمین

کیا بتائین حال دل اپنا تجھے ایچارہ گر
کرتے ہین برہم ذرا کر جوش الفت کی اثر
جو گذرتی ہے گذرتی ہی پوچھے اسکی خبر
یاد آتی ہے وہ کاکل زلف سنبل دیکھکر

سر پہ اک کالی بلا ہوتی ہی نازل باغمین

آرہی ہین آج غنچوں سے نکلے صدائین ہشیار
گن رہے ہین ساعتین مرغان گلشن بار بار
ہی کہین شبنم کہین ایدل کہین چمکا ہی تار
کیا نوا سی خار گین آکے لائی ہے بہار

بنگئے برگ شجر رشک جلاجل باغمین

آئی ہی فصل بہاری کہائی ہین لالی نئی گل
بسکہ ہی نگین مزاجی کا ہر اک عنابی گل
ہین گلابی پوش غنچے سرخ ہی پیمانہ مل
ملکے ہاتھون مین حنا کہتا ہے شوخی سے وہ گل

پنجہ مرجان کا ہے اثبات مشکل باغمین

صبر کر سکتے نہین باقی ہی اتنو دلمین چاہ کے
نصف شب کے بعد ہر بیدار کو جب نیند آئے
کیجیے ہمت بلا سی آگئی جو قسمت دکھائی
لی اوڑ ہین ہم شاہد گلشن کو گلچین خار کہائی

عندلیبون نے یہ باہم کی ہی گو تسلی باغمیں

واقعی ہے یہ مثل اکثر ہوا ہی امتحان — خوف حاکم سے عدو ہوتے ہیں کر مہربان

جو غلط یہ بات سمجھے دیکھ لے آ کی یہان — عندلیب و گل کی آئی ہی سناطہ ہی بادخزان

ہی جو ملک حسن کا وہ شاہ عادل باغمیں

بعد مدت دیکھنی آباد دولت گاہ حسن — صدقے ہونیکے لیے آئے ترقیخواہ حسن

ہوگئی تہی چاندنی فرش فروغ ماہ حسن — سیر کو آیا جو گلشن کیطرف وہ شاہ حسن

بنگئے شاخ گل تر دست سائل باغمیں

اے نسیم اب دولت مضمون ہے سینے قلیل — عرض کر نواب سے اے ملک خوبی کی جمیل

آتش غم مثل ابراہیم گل ہو بے دلیل — وصل او س شاہ چمن کا گر میسر ہو خلیل

آرزو اک عمر کی ہو جائے حاصل باغمیں

آفتاب چرخ عظمت ہے حسن کہان ہے نظیر — ڈہونڈتا ہون جا بجا ملجا کوئی دستگیر

دیکہ چشم غور سے اے ہمدم روشن ضمیر — حسن ابیات و زیور ربط مصراع فقیر

کیون نہ ہو ایسے غزل ٹھہنے کی قابل باغمیں

قطعات تاریخ

قطعہ تاریخ بنائے امام بارہ حکیم یعقوب صاحب

سعد و بہ تراش و نویس انچہ بماند — د ونیم کن دل آنرا کہ سخت و سنگین است

جو نصف گشت بکن باز نصف نصفش را — امام بارہ بنا گشت سال و این ہست

۱۲۶۴

قطعہ تاریخ بنائے مسجد وصی علیخان صاحب

چون جناب وصی علی خان را — حق عطا کرد خلق و ہمت و جود

در سخاوت کریم ابن کریم — مثل او در جہان نہ ہست و نہ بود

شیعہ پاک و جان نثار حسین — بندہ خاص حضرت معبود

مسجد کهنه از نظر بگذشت　　بدل زر کرد و نو بنا فرمود
جلوه گر شد چو سجده گاه انام　　گشت راضی رسول و حق خوشنود
بهر تاریخ سال گفت نسیم　　اهل دینے چه افرخجسته نمود
۱۲۶۹

قطعه تاریخ وفات جناب غفران مآب حاجی محمد مصطفی خان صاحب مهتمم مطبع مصطفائی

رحمت حق لاتعد بر روح آن مغفور باد　　واقعی چون مصطفی خان اندرین عالم یکتاست
عابد و پرهیزگار و باذل و حسن خصال　　داشت این اوصاف باهم گر ولی گویم بجاست
شوق کعبه ناگهان بیتاب فرمود و ربود　　شد قدمبوس بخصوصیت پای عرشش منتجاست
بعد چندی جان مشتاق جنان سر طاق رفت　　باطیور عرش اعظم هم مقام و هم نواست
سال رحلت اینچنین گفتا هوا خواهش نسیم　　آن زمین هم آسمان کانجا قیام مصطفی ست
۱۲۷

قطعه تاریخ تولد فرزند محمد عبد الرحمن خانصاحب مهتمم مطبع نظامی

فضل حق پورے بخانصاحب بداد　　سیم و زر بارید و هر کس یافت مفت
دیده وا در بزم عشرت دوستان　　مدعی را طالع بیدار خفت
خواست چون سال ولادت از نسیم　　سه چنین و خوب بر و فرزند گفت
۱۲۷۱

قطعه تاریخ طبع دیوان میرزا محمد علی خانصاحب تخلص قبول

میرزا محمد علیخان قبول استاد وقت　　طبع شد دیوان او تاریخها گفتم بسی
ها و دال و نون و هی زی الف یای و　　چون نمودم جمع کاف و لام و هی شد واو
یکهزار و دو صد و هفتاد و دو تاریخ شد　　گردش آغاز صاد ختم آن بر دال فی
۱۲۷۲

قطعه تاریخ کدخدائی فرزند نواب شرف الدوله بهادر

نیست در عالم کریم اکنون دگر　　جان فدایت ای وزیر نامور
ختم شد جود و سخا بر ذات تو　　چون مصیبت بر من خسته جگر
ای خوشا وقتی که بعد از مدتی　　رسم شادی آمده پیش نظر

تا ابد محظوظ نوشاہ و عروس	بگذرد در خوشدلی شام و سحر
سال شادی عرض میسازد نسیم	باد زیبا صحبت شمس و قمر ۱۲۷۴

مثنوی تاریخ تولد فرزند ارجمند منشی نول کشور صاحب

زہے طالع منشی با کرم	ہمایون نژاد و مبارک شیم
درین سال فرخندہ و نیک فال	خداداد پوری بآن خوش خصال
بمیلاد آن اختر پر ضیا	پے سال کردم زدل التجا
چنان در خیال سعید آمدہ	چہ مہر درخشان پدید آمدہ ۱۲۷۸

خاتمۃ الطبع

حمد بے نہایت ایسے سخن آموز ازل کو سزاوار ہے کہ جسنے دو حرف کن سے مطلع کونین کو موزون فرمایا اور نعت بے غایت ایسے افصح عرب و عجم کو لایق ہے کہ جسنے حشو اصنام سے بیت کعبہ کو خالی کیا صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم اور منقبت بے شمار اون رکن رکین خلافت مربع نشین چار بالش امامت کو زیبا ہے کہ جو مانند چار مصراع رباعی کے باہم حبیب ودامان تھے ہمیشہ نظم ونسق دین متین بلند آوازگی شرع مبین مین عرق افشان تھے بعد حمد ونعت کے فرد چمن آرایان معانی کو نوید نخلبندان سخندانی ہے کہ آجکل آبیاری لطف باری سے نسرین خیابان فکر متین گل سر سبد مقال رنگین یعنی دیوان بلبل گلستان رنگین بیانی نغمہ سرای بوستان نکتہ دانی ہمپایۂ قدسی وکلیم جناب غفران مآب میرزا محمد اصغر علیخان صاحب دہلوی تخلص نسیم شاگرد حکیم محمد مومن خان اسکنہم اللہ فی فرادیس الجنان آبشار سنگ صنعت کارپردازان مطبع مصطفائی سے ماہ جمادی الاخری سنہ ۱۲۸۵ ہجری مین شاداب ہوکر گلدستۂ بزم سخنوران جہان نکہت فروش مشام معنی پروران زمان ہوا فی الواقع یہ مختصر ایک حرف ہے دفتر کمال سے نقطۂ فرد ہے

دیوان خیال سے ہرچند اسکے مؤلف نے سعی بلیغ فرمائی لیکن تدبیر کا ثمر اُنکی کہین سے
کلیات میسر نہوا اسیطرح فراہم مجموعۂ ابتر نہوا یاروں نے کمی کی نہایت بخل طینتی
بقول نسیم مصرعہ غیر ممکن جمع ہونا نکہت برباد کا
ناچار اسیقدر جمع ہونے کو غنیمت سمجھے سرچشم بصیرت سمجھے تاریخین طبع کی
دوستان شاگردوں نے موزون فرمائین خاتمے مین بصمت اندراج پائین فقط

از نتائج فکر اکمل الکملا میرزا اسلم صاحب شیرازی تخلص مبتلا

حمد للہ طبع شد در مطبع شخص کریم — ابتدا دیوان استاد سخن مرزا نسیم
بارک اللہ مرحبا از طبع گوہر زای او — لوحش اللہ سفتہ فکرا و چہ خوش در یتیم
از سواد حرف شعرش دیدہ بیا بد ضیا — معنے مضمون دہد جان بر تن عظم رمیم
دلبری تاریخ او پرسید گفتم مژدہ باد — طبع گردید ای نگارم تازہ دیوان نسیم ۱۲۶۰

قطعہ تاریخ میر وزیر صاحب نور تخلص شاگرد میرزا محمد ضیا صاحب ق

چھپا عمدہ جو دیوان نسیم دہلوی شاعر — ہوا سال بنای طبع کا مرکو مری سودا
چمن مین صبحدم مین جو پی گلگشت جانکلا — صدا دی عندلیبون نے کر وا ای نوع فکر سبا
طبیعت تہی جو آمادہ مری رنگین بیانی پر — تو اوراق گل تر پر سے اشعار بحر انشا
گل مضمون سے چنے سینے جو گلزار معانی سے — گل تازہ دم فکر سخن ہاتہ آئین مین کیا کیا
شگفتہ صورت غنچہ ہو تاریخی کو مصرع — کہا دلنی کہلا باغ نسیم دہلوی چہپا

قطعہ تاریخ از نتائج فکر جناب منشی محمد امداد حسین صاحب صفیر تخلص رئیس فرخ آباد شاگرد حضرت تجمیر سلمہ اللہ ۱۲۹۲

طبع چون گردید دیوان نسیم خوش بیان — کرد مضمون ولا ویزش فسون سامری
مصرع تاریخ او گفتہ صفیر خستہ حال — آئنہ شد گلشن فکر نسیم دہلوی

از شاعر خوش بیان میرزا باقر حسین صاحب بلیغ تخلص ساکن فرخ آباد شاگرد منشی صفیر فرخ آبادی ۱۲۹۲

بہر دیوان نسیم خوش نگر — بلبل طبع حسیہ سالش جو ئی